تفسير البغوي

«معالم التنزيل»

للإمام محيي السنة أبي محمد الحسين بن مسعود البغوي

(المتوفى - ٥١٦هـ)

المجلد الخامس

حققه وخرج أحاديثه

محمد عبد الله النمر — عثمان جمعة ضميرية — سليمان مسلم الحرش

رِضْوَٰنَهُۥ سُبُلَ ٱلسَّلَٰمِ وَيُخْرِجُهُم مِّنَ ٱلظُّلُمَٰتِ إِلَى ٱلنُّورِ بِإِذْنِهِۦ وَيَهْدِيهِمْ إِلَىٰ صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿١٦﴾ لَّقَدْ كَفَرَ ٱلَّذِينَ قَالُوٓا۟ إِنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلْمَسِيحُ ٱبْنُ مَرْيَمَ ۚ قُلْ فَمَن يَمْلِكُ مِنَ ٱللَّهِ شَيْـًٔا إِنْ أَرَادَ أَن يُهْلِكَ ٱلْمَسِيحَ ٱبْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُۥ وَمَن فِى ٱلْأَرْضِ جَمِيعًا ۗ وَلِلَّهِ مُلْكُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۚ وَٱللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٧﴾

الله يحبُّ المحسنين﴾، وهذا منسوخ بآية السيف[1].

قوله عزّ وجلّ: ﴿ومن الذين قالوا إنَّا نصارى أخذنا ميثاقهم﴾، قيل: أراد بهم اليهود والنصارى فاكتفى بذكر أحدهما، والصحيح أن الآية في النصارى خاصة لأنه قد تقدم ذكر اليهود، وقال الحسن: فيه دليل على أنهم نصارى بتسميتهم لا بتسمية الله تعالى، أخذنا ميثاقهم في التوحيد والنبوة، ﴿فنسوا حظاً مما ذُكّروا به فأغرينا بينهُمُ العداوةَ والبغضاء إلى يوم القيامة﴾، بالأهواء المختلفة والجدال في الدين، قال مجاهد وقتادة: يعني بين اليهود والنصارى، وقال قوم: هم النصارى وحدهم صاروا فرقاً منهم اليعقوبية والنسطورية والملكانية، وكل فرقة تكفّر الأخرى، ﴿وسوف ينبئهم الله بما كانوا يصنعون﴾ في الآخرة.

قوله عزّ وجلّ: ﴿يا أهلَ الكتاب﴾، يريد: يا أهل الكتابين، ﴿قد جاءكم رسولُنا يبيّن لكم كثيراً مما كنتم تخفون من الكتاب﴾، أي: من التوراة والإنجيل مثل صفة محمد ﷺ وآية الرجم وغير ذلك، ﴿ويعفو عن كثير﴾، أي: يعرض عن كثير مما أخفيتم فلا يتعرض له ولا يؤاخذكم به، ﴿قد جاءكم من الله نورٌ﴾، يعني: محمداً ﷺ، وقيل: الإسلام، ﴿وكتابٌ مبين﴾، أي: بيّن، وقيل: مبين وهو القرآن.

﴿يهدي به الله من اتَّبع رضوانه﴾، رضاه، ﴿سُبلَ السلام﴾، قيل: السلام هو الله عزّ وجلّ، وسبيله دينه الذي شرع لعباده، وبعث به رسله، وقيل: السلام هو السلامة، كاللذاذ واللذاذة بمعنى واحد، والمراد به طرق السلامة، ﴿ويخرجهم من الظلمات إلى النور﴾، أي: من [illegible] الكفر إلى نور الإيمان، ﴿بإذنه﴾، بتوفيقه وهدايته، ﴿ويهديهم إلى صراط مستقيم﴾، [illegible] الإسلام.

---

(1) نقل هذا عن قتادة: الطبري في التفسير: ١٠/١٣٤، ثم رد القول بالنسخ بكلام نفيس قال فيه: والذي هو أولى بالصواب في ذلك [illegible] من أن يكون منسوخاً [illegible]

[illegible]

وعدے لینے کے بتائی ہے۔

2۔ موجودہ دین میں سے اکثر اور ان کے اسلاف میں سے بعض نے اس کا بہت بڑا حصہ یا اپنا حصہ بھلا دیا۔

3۔ ھم ضمیر سے مراد انجیل ہے۔ حضور ﷺ کی بعثت کی بشارت کے باوجود انہوں نے آپ کی تکذیب کی اور اس سے قبل انہوں نے اپنی خواہشات کی پیروی کی۔ اسی وجہ سے وہ مختلف فرقوں میں بٹ گئے۔ جیسے ملکانیہ، نسطوریہ اور یعقوبیہ۔ ان میں سے بعض نے کہا اللہ تین میں سے تیسرا ہے۔ بعض نے کہا عیسیٰ ابن اللہ ہے۔ بعض نے کہا اللہ مسیح ہے۔

4۔ یعنی ہم نے لازم کر دیا۔ یہ غری الغی سے مشتق ہے۔ یہ اس وقت بولا جاتا ہے جب کوئی چیز کسی کے ساتھ چمٹ جائے اور اسے لازم ہو۔ مجاہد اور قتادہ نے کہا بینھم ضمیر سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں۔ ربیع نے کہا بینھم ضمیر سے مراد نصاریٰ ہیں (1) یہی زیادہ ظاہر ہے۔

5۔ یعنی آخرت میں اللہ تعالیٰ انہیں جزا اور عتاب سے آگاہ کرے۔ ان اعمال کے بدلے میں جو وہ دنیا میں کفر، معاصی اور کتب سماویہ کی اقتداء کو ترک کرتے تھے جن سب کا ماخذ ایک ہی ہے واللہ اعلم۔ ابن جریر نے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ کی خدمت میں یہودی آئے وہ آپ سے رجم کے بارے میں سوال کرتے تھے۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا تم میں سے بڑا عالم کون ہے؟ انہوں نے ابن صوریا کی طرف اشارہ کیا۔ حضور ﷺ نے اس اللہ کا واسطہ دے (1) کر پوچھا جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات کو نازل فرمایا، جس نے طور پہاڑ کو اٹھایا تاکہ تم سے وعدے لئے۔ ابن صوریا نے جواب دیا جب ہماری قوم میں بدکاری عام ہوئی تو ہم نے سو درے اور سر مونڈنے کی جزا کا فیصلہ کر دیا۔ تو حضور ﷺ نے ان پر رجم کا حکم لگایا تو یہ آیات الی صراط مستقیم تک نازل ہوئیں (2)۔

يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِّمَّا كُنتُمْ تُخْفُونَ مِنَ ٱلْكِتَٰبِ وَيَعْفُوا۟ عَن كَثِيرٍ ۚ قَدْ جَآءَكُم مِّنَ ٱللَّهِ نُورٌ وَكِتَٰبٌ مُّبِينٌ ﴿١٥﴾

"اے اہل کتاب! بے شک آگیا ہے تمہارے پاس ہمارا رسول کھول کر بیان کرتا ہے تمہارے لئے بہت سی ایسی چیزیں جنہیں تم چھپایا کرتے تھے کتاب سے اور درگزر فرماتا ہے بہت سی باتوں سے۔ بے شک تشریف لایا ہے تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور اور ایک کتاب ظاہر کرنے والی۔"

1۔ یہاں اہل کتاب سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں۔ کتاب کو واحد اس لئے ذکر کیا ہے کیونکہ اس پر الف لام جنسی ہے۔ رسول سے مراد حضور ﷺ کی ذات ہے۔ من الکتب سے مراد تورات و انجیل ہے جس طرح رجم والی آیت اور تورات میں حضور ﷺ کی نعت اور انجیل میں احمد ﷺ کی بشارت۔ یعفوا عن کثیر سے مراد یہ ہے کہ جو تم چھپاتے ہو اس سے اللہ تعالیٰ درگزر فرماتا ہے اور اس کے بارے میں خبر دیتا ہے کیونکہ اس سے کوئی امر دینی متعلق نہیں ہوتا۔ نور سے مراد حضور ﷺ کی ذات یا اسلام ہے۔ مبین سے مراد ایسی کتاب جو احکام کی وضاحت کرنے والی ہوتی ہے یا ایسی کتاب جس کا اعجاز واضح ہو اور وہ قرآن ہے۔ یہ بھی جائز ہے کہ یہاں عطف تفسیری ہو۔ حضور ﷺ اور قرآن کو نور اس لئے کہا کیونکہ یہ دونوں کفر کی ظلمتیں دور کرنے والے ہیں۔

1۔ تفسیر بغوی، جلد 2، صفحہ 23 (التجاریہ) 2۔ تفسیر طبری، جلد 6، صفحہ 104-103 (الامیریہ)

(1) یعنی پوچھا کہ تمہارے دین میں اس کی کیا سزا ہے جو تم نے اس کو کیا کر تبدیل کر دیا۔

نور کا بھی سایہ ہوتا ہے

١٢٤٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْمُنْكَدِرِ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((لَمَّا قُتِلَ أَبِي جَعَلْتُ أَكْشِفُ الثَّوْبَ عَنْ وَجْهِهِ أَبْكِي، وَيَنْهَوْنِي عَنْهُ، وَالنَّبِيُّ ﷺ لاَ يَنْهَانِي، فَجَعَلَتْ عَمَّتِي فَاطِمَةُ تَبْكِي، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((تَبْكِينَ أَوْ لاَ تَبْكِينَ، مَا زَالَتِ الْمَلاَئِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا حَتَّى رَفَعْتُمُوهُ)) تَابَعَهُ ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ جَابِرًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.

[أطرافه في : ١٢٩٣، ٢٨١٦، ٤٠٨٠].

(۱۲۴۴) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے غندر نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ میں نے محمد بن منکدر سے سنا' انہوں نے کہا کہ میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا' انہوں نے کہا کہ جب میرے والد شہید کر دیئے گئے تو میں ان کے چہرے پر پڑا ہوا کپڑا کھولتا اور روتا تھا۔ دوسرے لوگ تو مجھے اس سے روکتے تھے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کچھ نہیں کہہ رہے تھے۔ آخر میری چچی فاطمہؓ بھی رونے لگیں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ روؤ یا چپ رہو۔ جب تک تم لوگ میت کو اٹھاتے نہیں ملائکہ تو برابر اس پر اپنے پروں کا سایہ کئے ہوئے ہیں۔ اس روایت کی متابعت شعبہ کے ساتھ ابن جریج نے کی' انہیں ابن منکدر نے خبر دی اور انہوں نے جابرؓ سے سنا۔

کافروں نے حضرت احمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر جانا وہ یہ نہ سمجھے کہ آپ چاند کو ٹکڑے کرنے والے ہیں۔

۸۔ مشرکین مکہ نے حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی مثل بشر کہا

هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ؕ (پ ۱۷ ع ۱)

یہ کون ہیں ایک تمہیں جیسے آدمی (بشر) تو ہیں۔ (کنز الایمان)

معلوم ہوا کہ دعویٰ برابری کرنے کے لیے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بشر کہنا کفر ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کو چراغ کہنا، اور یہ آیت پڑھنا:

مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ (پ ۱۸ ع ۵)

اس کے نور کی مثال ایسی جیسے ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے۔

(کنز الایمان)

نیز عام محاورہ میں انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بشر کہنا حرام اور طریقہ کفار ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ

(پ ۱۸ ع ۱۵)

رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرا لو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔

(کنز الایمان)

نبی کو بشر یا تو رب تعالیٰ نے فرمایا یا خود نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یا کفار نے۔ اب جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر کہے وہ نہ تو خدا ہے اور نہ ہی نبی، لہٰذا وہ کفار میں ہی داخل ہوا۔

رشد الایمان

محمد عبدالرشید قادری

مکتبہ رضویہ

فیصل آباد

الجواب ـــــ بعون الملک الوهاب

العیاذ باللہ تعالیٰ۔ زید بے قید کے ایمان و عقیدے میں گھن لگ گیا ہے اور وہابیت کا جراثیم پوری طرح سرایت کر چکا ہے لہٰذا اس پر توبہ، تجدیدِ ایمان اور اگر بیوی رکھتا ہو تو اس سے دوبارہ نکاح ضروری ہے۔ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام بلاشبہ جنس بشری میں مبعوث ہوئے اور وہ سب جنس بشر سے ہیں

نہ ملائکہ کے جنس سے ہیں نہ جنات کے۔ مگر انہیں صرف بشر اور بشر کی طرح کہنا کافروں اور مشرکوں کا وتیرہ رہا ہے۔ قرآن پاک میں کئی مقامات پر کافروں اور شیطانوں کے قول کو نقل کیا ہے۔ مثلاً قَالُوا إِنْ أَنتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا (ابراہیم آیت ۱۰)۔ هَلْ هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (الانبیاء آیت ۳)، مَا هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (المؤمنون آیت ۲۴)، مَا هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يَأْكُلُ (المؤمنون آیت ۳۳)، مَا أَنتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا (الشعراء آیت ۱۵۴)، قَالُوا مَا أَنتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا (یٰسٓ آیت ۱۵)، مَا نَرَاكَ إِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا (ہود آیت ۲۷)، قَالَ لَمْ أَكُن لِّأَسْجُدَ لِبَشَرٍ (الحجر آیت ۳۳)

حضرت انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو صرف بشر ماننا یا اپنے مثل بشر ماننا ان کی توہین ہے جو منافی شرع کفر ہے۔ انبیاء علیہم السلام کو ہمارے اسلاف کرام نے بشر کہا ہے مگر اس طرح

النَّبِيُّ بَشَرٌ لَا كَالْبَشَرِ ۞ كَالْيَاقُوتِ حَجَرٌ لَا كَالْحَجَرِ

یعنی نبی لاریب بشر ہیں لیکن عام بشر کی طرح نہیں۔ اسکی ناقص مثال یہ ہے کہ یاقوت لاریب پتھر ہے مگر عام پتھروں کی طرح نہیں یاقوت و لعل بدخشاں کو صرف پتھر یا عام پتھر کے مثل کہنا اسکی صریح توہین اور ناقدری ہے۔

شفا شریف جلد ثانی میں ہے۔

وَاجْتَمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلَى قَتْلِ مُنْتَقِصِهِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَسَابِّهِ

تمام امت مطہرہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ جو مسلمان حضور نبی علیہ السلام کی شان میں تنقیص کرے یا ان کو گالی دے وہ قتل کا مستحق ہے۔

اور فتاویٰ شامی جلد ثالث میں ہے

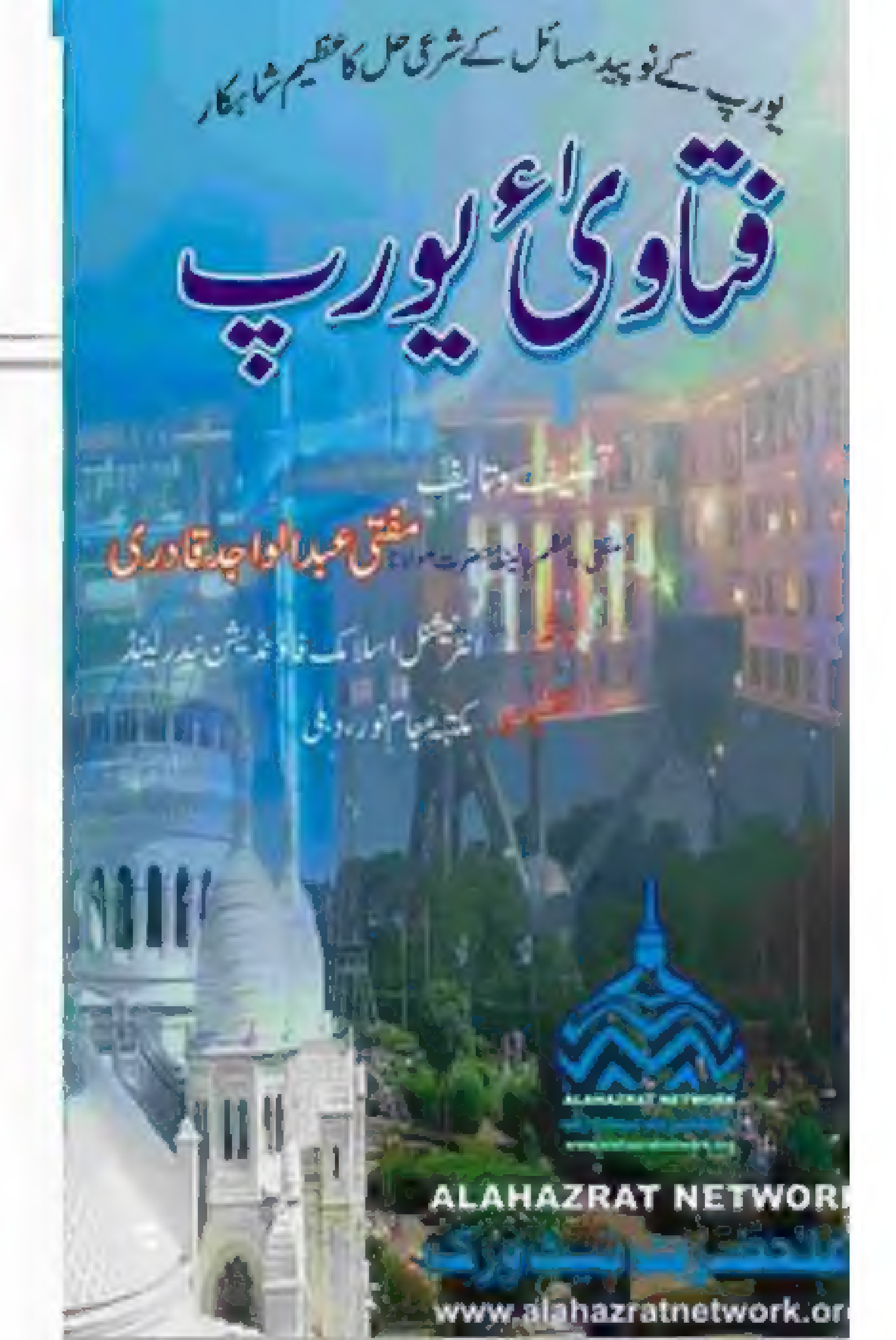

اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا سایہ مبارک

اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ تَجَاوَزْتُ لَكِ فَتَبِعَتْنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى سَرِيرِ زَيْنَبَ وَكَانَ قَدْ رُفِعَ فَوَضَعَهُ بِيَدِهِ ثُمَّ أَصَابَ أَهْلَهُ وَرَضِيَ عَنْهُمْ

(٢٦٣٠٣) حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر نبی ﷺ اپنی ازواج مطہرات کو بھی اپنے ساتھ لے کر گئے تھے، ابھی راستے ہی میں تھے کہ ایک آدمی اتر کر ازواج مطہرات کی سواریوں کو تیزی سے ہانکنے لگا، نبی ﷺ نے فرمایا ان آبگینوں (عورتوں) کو آہستہ ہی لے کر چلو، دوران سفر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا اونٹ بدک گیا، ان کی سواری سب سے عمدہ اور خوبصورت تھی، وہ رونے لگیں، نبی ﷺ کو معلوم ہوا تو تشریف لائے، اور اپنے دست مبارک سے ان کے آنسو پونچھنے لگے، لیکن وہ اور زیادہ رونے لگیں، نبی ﷺ انہیں بار بار منع کرتے رہے لیکن جب دیکھا کہ وہ زیادہ ہی روتی جا رہی ہیں تو نبی ﷺ نے انہیں سختی سے جھڑک کر منع فرمایا، اور لوگوں کو پڑاؤ کرنے کا حکم دے دیا حالانکہ اس مقام پر پڑاؤ کا ارادہ نہ تھا، لوگوں نے پڑاؤ ڈال لیا، اتفاق سے اس دن حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا ہی کی باری بھی تھی، نبی ﷺ کے لئے ایک خیمہ لگا دیا گیا، نبی ﷺ اپنے خیمے میں تشریف لے گئے۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ نبی ﷺ کے پاس کیسے جاؤں؟ مجھے ڈر تھا کہ نبی ﷺ مجھ سے ناراض ہو گئے ہوں، چنانچہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس چلی گئی اور ان سے کہا آپ جانتی ہیں کہ میں نبی ﷺ سے اپنی باری کا دن کسی بھی چیز کے عوض نہیں بیچ سکتی، لیکن آج میں اپنی باری کا دن آپ کو اس شرط پر دیتی ہوں کہ آپ نبی ﷺ کو مجھ سے راضی کر دیں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حامی بھر لی اور اپنا دوپٹہ لے کر "جسے انہوں نے زعفران میں رنگا ہوا تھا" اس پر پانی کے چھینٹے مارے تاکہ اس کی مہک پھیل جائے، پھر سے کپڑے پہن کر نبی ﷺ کی طرف چل پڑیں۔

نبی ﷺ کے خیمے کے قریب پہنچ کر انہوں نے پردے کا ایک کونا اٹھایا تو نبی ﷺ نے انہیں دیکھ کر فرمایا عائشہ! کیا بات ہے؟ آج تمہاری باری تو نہیں ہے؟ انہوں نے عرض کیا یہ تو اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عطاء کر دے، نبی ﷺ نے وہ دوپہر اپنی زوجہ محترمہ (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) کے ساتھ گذار فرمایا۔

جب روانگی کا وقت آیا تو نبی ﷺ نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے فرمایا "جن کے پاس سواری میں گنجائش زیادہ تھی" کہ اپنی بہن صفیہ کو اپنے ساتھ اونٹ پر سوار کر لو، حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے منہ سے نکل گیا کہ میں آپ کی یہودیہ بیوی کو اپنے ساتھ سوار کروں گی؟ نبی ﷺ یہ سن کر ناراض ہو گئے اور ان سے ترک کلام فرمایا حتی کہ مکہ مکرمہ پہنچے، منیٰ کے میدان میں ایام گذارے، پھر مدینہ منورہ واپس آئے، محرم اور صفر کا مہینہ گذرا لیکن حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس نہیں گئے حتی کہ باری کے دن بھی نہیں گئے، جس سے حضرت زینب رضی اللہ عنہا ناامید ہو گئیں۔

جب ربیع الاول کا مہینہ آیا تو نبی ﷺ ان کے یہاں تشریف لے گئے وہ سوچنے لگیں کہ یہ سایہ تو کسی آدمی کا ہے، نبی ﷺ میرے پاس آنے والے نہیں تو یہ کون ہے؟ اتنی دیر میں نبی ﷺ گھر کے اندر آ گئے، حضرت زینب رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کو دیکھ کر کہنے

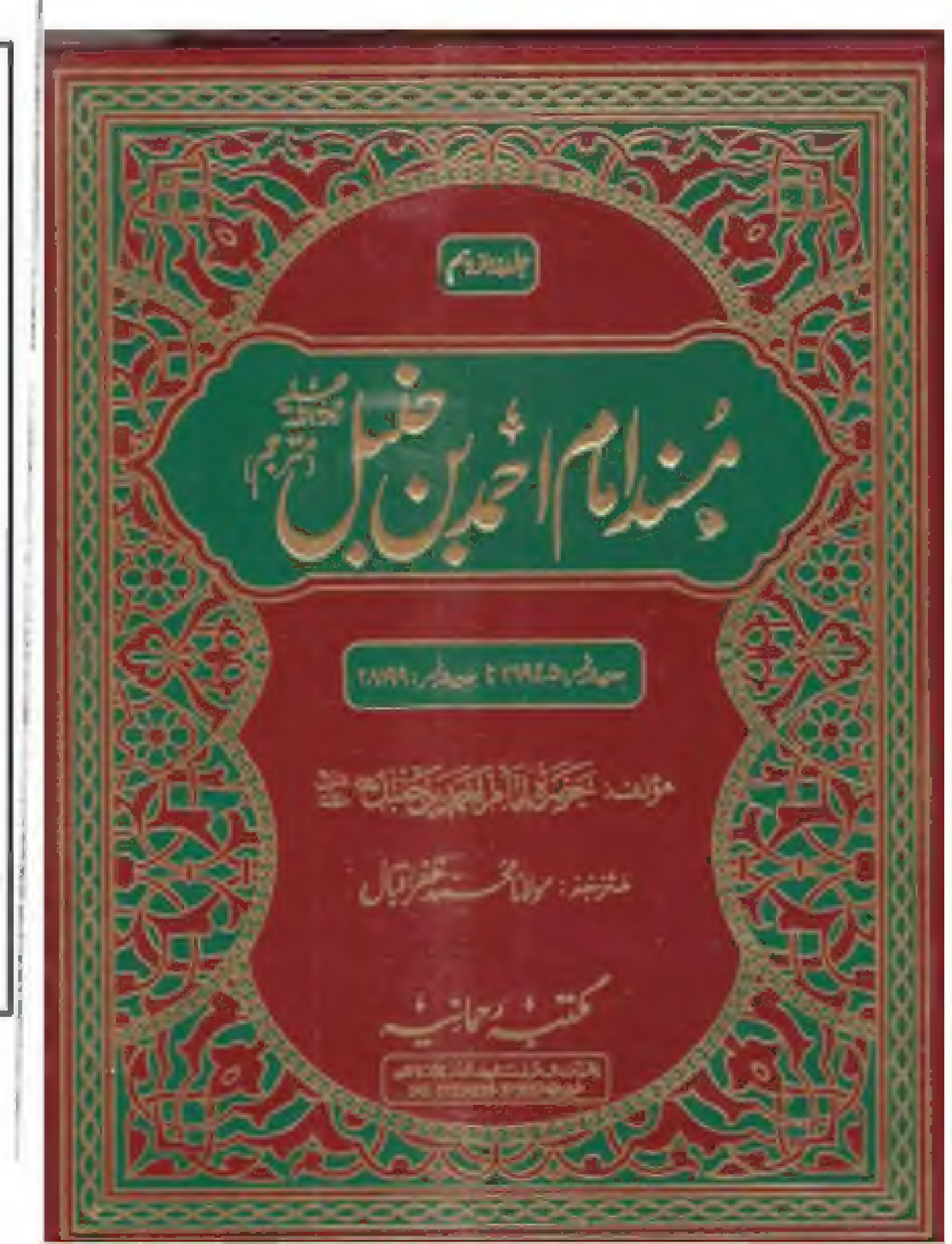

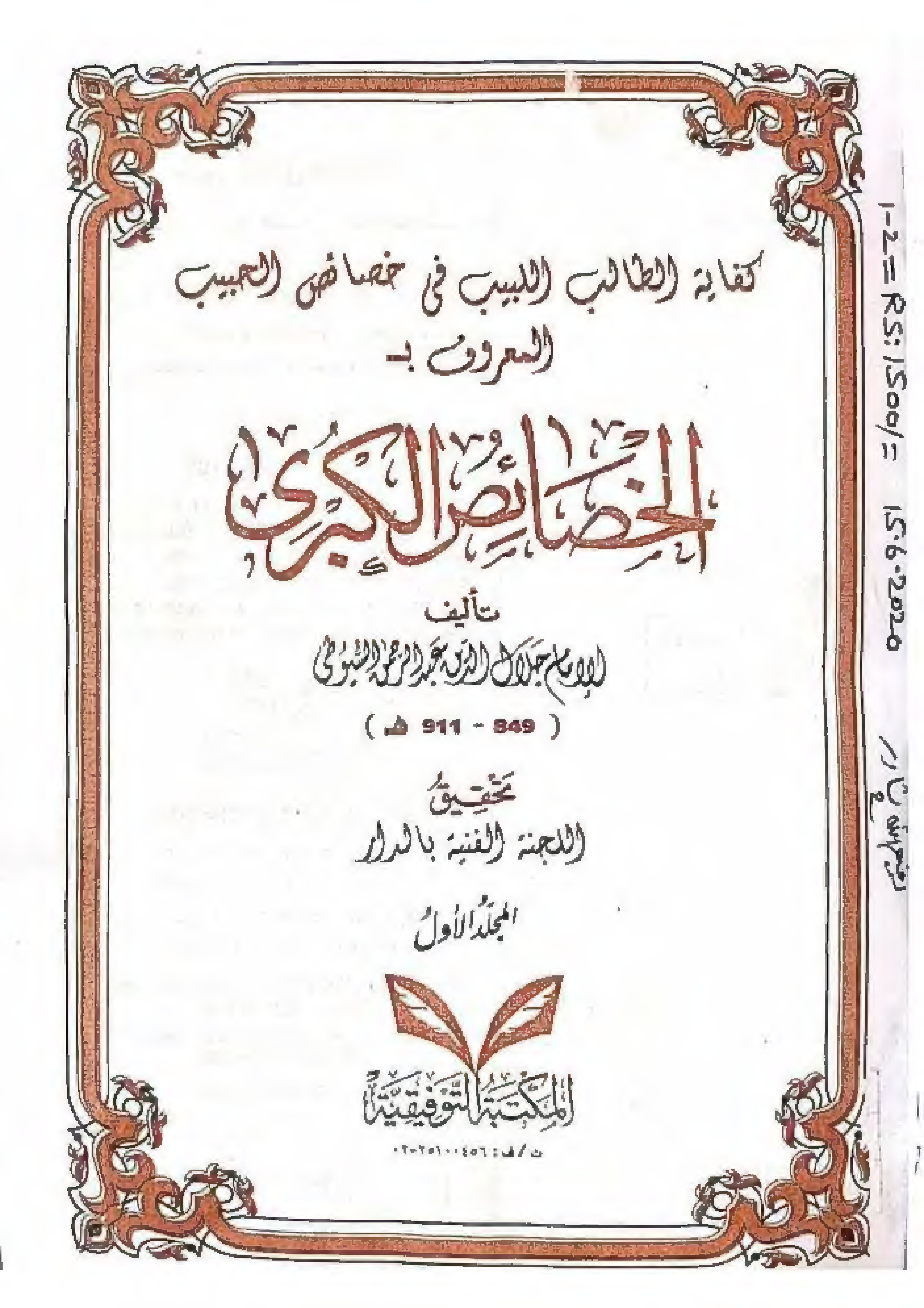

كفاية الطالب اللبيب في خصائص الحبيب

المعروف بـ

الخصائص الكبرى

تأليف

الإمام جلال الدين عبد الرحمن السيوطي

(849 - 911 هـ)

تحقيق

اللجنة الفنية بالدار

المجلد الأول

المكتبة التوفيقية

ت / ف : ٠٢٠٢٥١٠٠٤٥٦

يخرج من الأنبياء ولا يرى منه شيء». وأخرجه أبو نعيم من هذا الطريق.

[٣٥٩] وله طريق ثالث: قال أبو نعيم، حدثنا محمد بن إبراهيم، حدثنا علي بن أحمد بن سليمان المصري، حدثنا زكريا بن يحيى البلخي، حدثنا شهاب بن معمر العوفي، حدثنا عبد الكريم الخزاز، حدثنا أبو عبد الله المديني، عن ليلى مولاة عائشة قالت: قلت يا رسول الله إنك تدخل الخلاء فإذا خرجت دخلت إثرك فما أرى شيئًا إلا أني أجد رائحة المسك. قال: «**إنا معشر الأنبياء تنبت أجسادنا على أرواح أهل الجنة فما خرج منها من شيء ابتلعته الأرض**».

[٣٦٠] وله طريق رابع، قال الحاكم في (المستدرك) أخبرني مخلد بن جعفر، حدثنا محمد بن جرير، حدثنا موسى بن عبد الرحمن المسروقي، حدثنا إبراهيم بن سعد، حدثنا المنهال بن عبيد الله عمن ذكره، عن ليلى مولاة عائشة، عن عائشة قالت: دخل رسول الله ﷺ لقضاء حاجته، فدخلت فلم أر شيئًا ووجدت ريح المسك، فقلت: يا رسول الله إني لم أر شيئًا قال: «**إن الأرض أمرت أن تكفته منا معاشر الأنبياء**».

[٣٦١] وله طريق خامس، قال الدارقطني في (الأفراد) حدثنا محمد بن سليمان الباهلي، حدثنا محمد بن حسان الأموي، حدثنا عبدة بن سليمان، عن هشام بن عروة، عن أبيه عن عائشة قالت: قلت يا رسول الله إني أراك تدخل الخلاء ثم يجيء الذي بعدك فلا يرى لما يخرج منك أثرًا، فقال يا عائشة: «**أما علمت أن الله أمر الأرض أن تبتلع ما خرج من الأنبياء**». هذا الطريق أقوى طرق الحديث. قال ابن دحية في الخصائص بعد إيراده هذا سند ثابت. محمد بن حسان بغدادي ثقة صالح، وعبدة من رجال الشيخين.

[٣٦٢] وله طريق سادس مرسل، أخرج الحكيم الترمذي من طريق عبد الرحمن بن قيس الزعفراني، عن عبد الملك بن عبد الله بن الوليد، عن ذكوان «**أن رسول الله ﷺ لم يكن يُرى له ظل في شمس ولا قمر ولا أثر قضاء حاجة**». وله طريق سابع. يأتي في باب وفد الجن.

۱۰- کتاب سے فقط احکام کا علم حاصل ہوتا ہے ان پر عمل کرنے کا طریقہ اور نمونہ صرف نبی کی ذات سے ملتا ہے۔ نبی صرف حامل کتاب نہیں ہوتا۔ مجسم کتاب ہوتا ہے۔ اس کی سیرت اور کردار عبارت کتاب کی اور عبارت کتاب اس کی سیرت اور کردار کی تعبیر ہوتی ہے۔

حقیقت نبوت

اصطلاح شرع میں نبی اس انسان کو کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام کی تبلیغ کے لیے مخلوق کے پاس بھیجا ہو۔ اور اس کی تائید معجزات سے فرمائی ہو اور نبی کے لیے معجزہ ضروری ہے۔ اولاً تو اس لیے کہ نبوت صادقہ اور کاذبہ کے درمیان فارق صرف معجزہ ہے اللہ تعالیٰ جھوٹے نبی کے صدق پر کوئی خارق عادت ظاہر نہیں فرماتا اب اگر سچے نبی کے صدق پر بھی کوئی امر خارق ظاہر نہ کیا جائے تو سچے اور جھوٹے نبی کے درمیان امتیاز نہ ہو سکے گا اور یہ مقصد بعثت کے منافی ہے۔ ثانیاً اس لیے کہ بخاری شریف میں ہے کہ انبیاء میں سے کوئی نبی نہ تھا مگر اسے ایسی نشانیاں دی گئیں جو ایک بشر کے ایمان لانے کے لیے کافی تھیں۔

نبی اس انسان کو کہتے ہیں

علماء اصول نے نبی اور رسول میں فرق کیا ہے جس پر وحی اتری — عام ازیں کہ وہ صاحب کتاب ہو یا نہ ہو اور رسول وہ شخص ہے جو کتاب اور وحی دونوں کا حامل ہو۔ اس جگہ ایک شبہ ہوتا ہے کہ فرشتہ نبی کے پاس جب وحی لے کر آتا ہے تو نبی کو کیسے یقین ہوتا ہے کہ یہ فرشتہ ہے شیطان نہیں ہے۔ امام رازی نے اس کا جواب یوں دیا ہے کہ جس طرح نبی اپنے صدق کے اظہار کے لیے امت کے سامنے معجزہ پیش کرتا ہے اسی طرح جب فرشتہ نبی کے پاس وحی لے کر آتا ہے تو وہ بھی اپنے صدق کو ظاہر کرنے کیلئے نبی کے سامنے معجزہ لاتا ہے اور حق یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک وصف دیا ہے جس کی وجہ سے ہم انسان اور حیوان کے درمیان امتیاز کر لیتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ نے نبی کو اس وصف کے ساتھ ایک اور وصف بھی

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ مبارک

المستدرك على الصحيحين

للإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري

مع تضمينات الإمام الذهبي في التلخيص والميزان والعراقي في أماليه والمناوي في فيض القدير وغيرهم من العلماء الأجلة

أول طبعة مرقمة الأحاديث ومقارنة على عدة مخطوطات

دراسة وتحقيق
مصطفى عبد القادر عطا

فيه: كتاب معرفة الصحابة، كتاب الأحكام، كتاب الأطعمة، كتاب الأشربة، كتاب البر والصلة، كتاب اللباس، كتاب الطب، كتاب الأضاحي، كتاب الذبائح، كتاب التوبة والإنابة، كتاب الأدب، كتاب الأيمان والنذور، كتاب النذور، كتاب الرقاق، كتاب الفرائض، كتاب الحدود، كتاب تعبير الرؤيا، كتاب الطب، كتاب الرقى والتمائم، كتاب الفتن والملاحم، كتاب الأهوال.

الجزء الرابع

منشورات
محمد علي بيضون
لنشر كتب السنة والجماعة
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

٨٤٠٧/١١٥ - حدثنا علي بن حمشاذ العدل، ثنا هشام بن علي، ثنا سليمان بن حرب، ثنا عمران القطان، عن قتادة، عن عبد الرحمن بن آدم، عن عبد الله بن عمرو رضي الله عنهما قال: لا تقوم الساعة حتى يبعث الله ريحاً لا تدع أحداً في قلبه مثقال ذرة من تقى أو نهى إلا قبضته ويلحق كل قوم بما كان يعبد آباؤهم في الجاهلية ويبقى عجاج من الناس لا يأمرون بمعروف / ولا ينهون عن منكر يتناكحون في الطرق كما تتناكح البهائم فإذا كان ذلك اشتد غضب الله على أهل الأرض فأقام الساعة. ٤/٤٥٦

٨٤٠٨/١١٦ - أخبرني محمد بن المؤمل، ثنا الحسن ثنا الفضل بن محمد البيهقي، ثنا نعيم بن حماد، أنبأ عبد الله بن وهب، أخبرني معاوية بن صالح، عن عيسى بن عاصم، عن زر بن حبيش، عن أنس بن مالك قال: بينما النبي ﷺ يصلي ذات ليلة صلاة إذ مد يده ثم أخرها فقلنا: يا رسول الله رأيناك صنعت في هذه الصلاة شيئاً لم تكن تصنعه فيما قبله؟ قال: «أجل إنه عرضت علي الجنة فرأيت فيها دالية قطوفها دانية فأردت أن أتناول منها شيئاً فأوحي إلي أن استأخر فاستأخرت، وعرضت علي النار فيما بيني وبينكم حتى رأيت ظلي وظلكم فيها فأومأت إليكم أن استأخروا فأوحي إلي أن أقرهم فإنك أسلمت وأسلموا وهاجرت وهاجروا وجاهدت وجاهدوا فلم أر لك فضلاً عليهم إلا بالنبوة فأولت ذلك ما يلقى أمتي بعدي من الفتن».

هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه.

٨٤٠٩/١١٧ - حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب، ثنا بحر بن نصر الخولاني، ثنا عبد الله بن وهب، أخبرني عمرو بن الحارث أن يزيد بن أبي حبيب حدثه أن عبد الرحمن بن شماسة حدثه أنه كان عند مسلمة بن مخلد وعنده عبد الله بن عمرو بن العاص فقال عبد الله: لا تقوم الساعة إلا على شرار الخلق هم شر من أهل الجاهلية لا يدعون الله بشيء إلا رده عليهم فبينما هم على ذلك إذا أقبل عقبة بن عامر فقال مسلمة: يا عقبة اسمع ما يقول عبد الله فقال عقبة: هو أعلم أما أنا فسمعت رسول الله ﷺ يقول: «لا تزال عصابة من أمتي يقاتلون على أمر الله قاهرين على العدو لا يضرهم من خالفهم حتى تأتيهم الساعة وهم على ذلك» فقال عبد الله: أجل ثم يبعث الله ريحاً ريحها ريح المسك ومسها مس الحرير فلا تترك نفساً في قلبه / مثقال حبة من الإيمان إلا قبضته ثم يبقى شرار الناس عليهم تقوم الساعة. ٤/٤٥٧

٨٤٠٧ - قال في التلخيص: موقوف.
٨٤٠٨ - قال في التلخيص: صحيح.
٨٤٠٩ - قال في التلخيص: صحيح.

نبی کریم ﷺ کا سایہ مبارک

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی اور بالکل نماز کی حالت میں اپنا ہاتھ اچانک آگے بڑھایا مگر پھر جلد ہی پیچھے ہٹا لیا ہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آج آپ نے خلاف معمول نماز میں نئے عمل کا اضافہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ بلکہ بات یہ ہے کہ میرے سامنے ابھی ابھی جنت پیش کی گئی میں نے اس میں بہترین پھل دیکھے تو جی میں آیا کہ اس میں سے کچھ اٹھا لوں مگر فوراً حکم ملا کہ پیچھے ہٹ جاؤ میں پیچھے ہٹ گیا پھر مجھ پر جہنم پیش کی گئی۔

حتی رأیت ظلی وظلکم ((اس کی روشنی میں میں نے اپنا اور تمہارا سایہ دیکھا۔)) دیکھتے ہی میں نے تمہاری طرف اشارہ کیا کہ پیچھے ہٹ جاؤ (صحیح ابن خزیمہ جلد اول حدیث نمبر 892)۔

حتى لقد عرضت علي النار وأقبل إلي منها شرر[1] حتى حاذاني مكاني هذا، فخشيت أن يغشاكم.

٨٩١ - أنا أبو طاهر، نا أبو بكر، نا عيسى بن إبراهيم الغافقي، نا ابن وهب، عن معاوية بن صالح، حدثني ربيعة بن يزيد، عن أبي إدريس الخولاني، عن أبي الدرداء، أنه قال:

قام رسول الله ﷺ يصلي ثم بسط يده كأنه يتناول شيئاً، فلما فرغ من الصلاة، قلنا: يا رسول الله! رأيناك[2] بسطت يدك. قال:

«إن عدو الله إبليس جاء بشهاب من نار ليجعله في وجهي، فقلت: أعوذ بالله منك، فلم يستأخر، ثلاثاً، ثم أردت أخذه، ولولا دعوة أخي سليمان ﷺ لأصبح موثقاً يلعب به ولدان أهل المدينة».

٨٩٢ - أنا أبو طاهر، نا أبو بكر، نا بحر بن نصر بن سابق الخولاني، نا ابن وهب، حدثني معاوية بن صالح، عن عيسى بن عاصم، عن زر بن حبيش، عن أنس بن مالك قال:

صلينا مع رسول الله ﷺ صلاة الصبح، قال: فبينما هو في الصلاة مد يده ثم أخرها، فلما فرغ من الصلاة، قلنا: يا رسول الله! صنعت في صلاتك هذه ما لم تصنع في صلاة قبلها؟ قال:

«إني رأيت الجنة قد عرضت علي ورأيت فيها دالية، قطوفها دانية، حبها كالدباء، فأردت أن أتناول منها، فأوحي إليها أن استأخري، فاستأخرت، ثم عرضت علي النار، بيني وبينكم حتى رأيت ظلي وظلكم، فأومأت إليكم أن استأخروا، فأوحي إلي أن أقرهم فإنك أسلمت وأسلموا، وهاجرت وهاجروا، وجاهدت وجاهدوا، فلم أر لي عليكم فضلاً إلا بالنبوة».

---

(1) في الأصل: ...

(891) إسناده صحيح رجاله كلهم ثقات، وقد أخرجه مسلم (2/72) من طريق أخرى عن ابن وهب. - ناصر) انظر: الفتح الرباني 4/107

(2) في الأصل: ...

(892) إسناده صحيح (وعيسى بن عاصم هو الأسدي الكوفي. - ناصر)

(210) باب ... في الصلاة ...

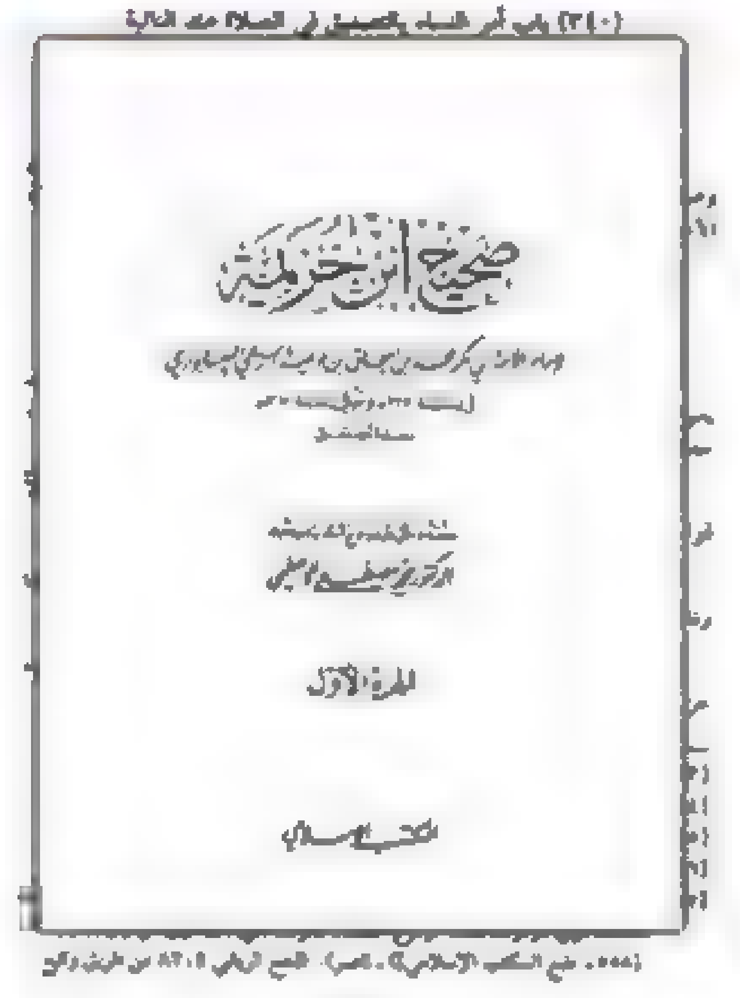
صحيح ابن خزيمة

المجلد الأول

المكتب الإسلامي

آپ ﷺ کی حقیقت نور اور لباس بشر ماننا یہ دلائل شرعیہ کی روشنی میں واضح نہیں

غلام رسول سعیدی رضاخانی کا عقیدہ

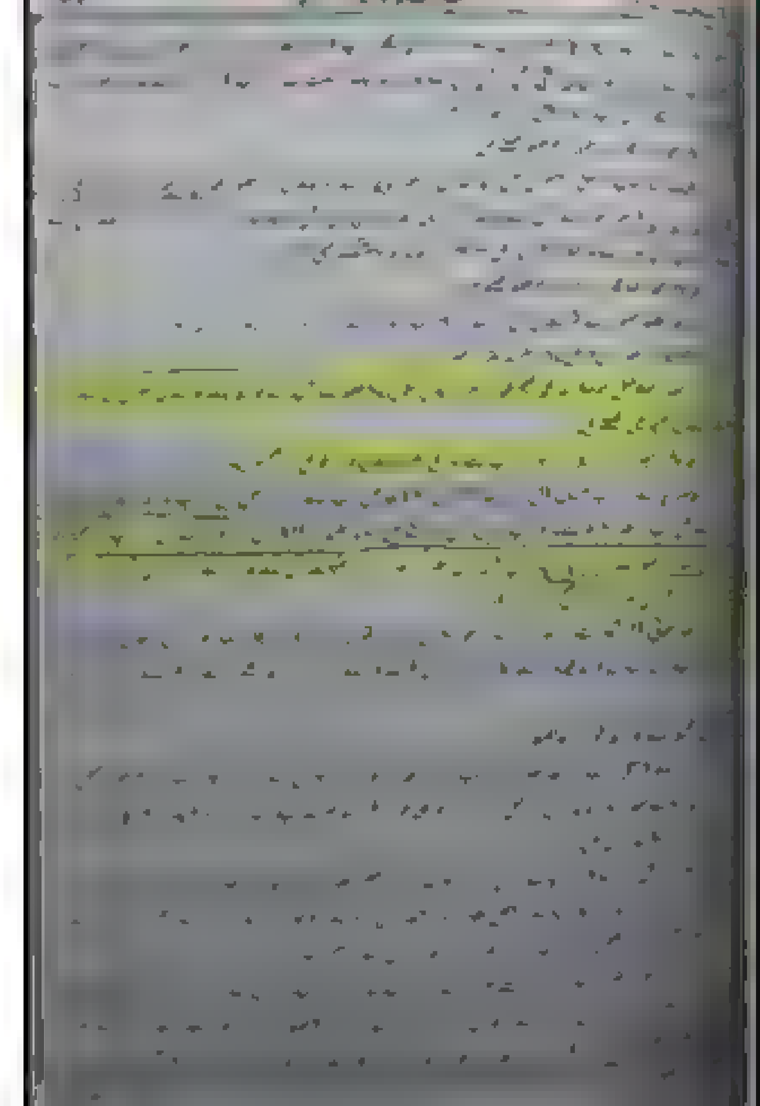

جید رضاخانی اکابر غلام رسول سعیدی قد جاءکم من اللہ نور والی آیت کی تفسیر میں لکھتا ہے کہ "اور جو یہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کی حقیقت نور حسی ہے اور صورت بشر ہے یا آپ ﷺ لباس بشری میں جلوہ گر ہوئے اور حقیقت اس سے ماوراء ہے سو دلائل شرعیہ کی روشنی میں اس قول کا برحق ہونا ہم پر واضح نہ ہو سکا" (تبیان القرآن جلد سوئم صفحہ 139)

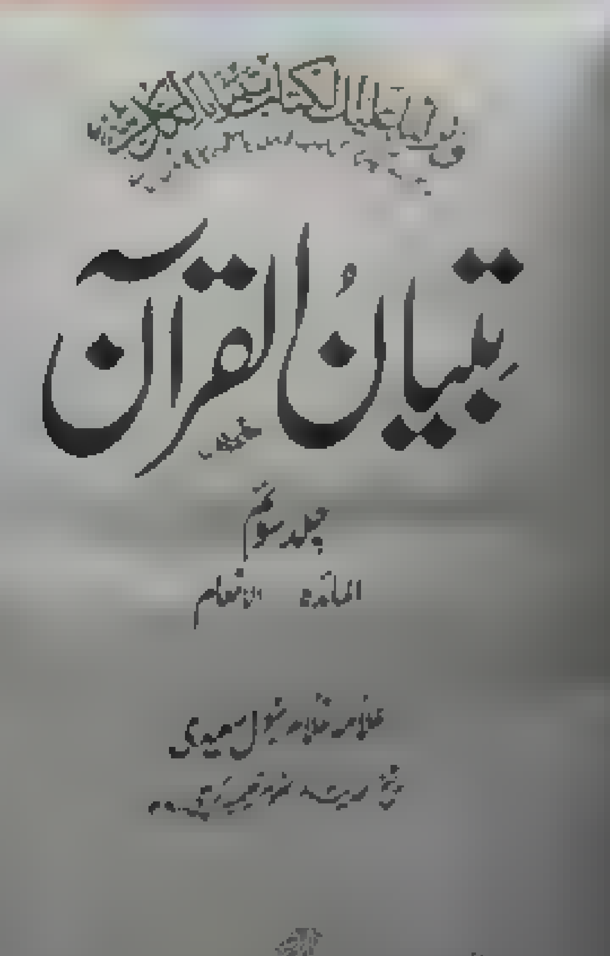

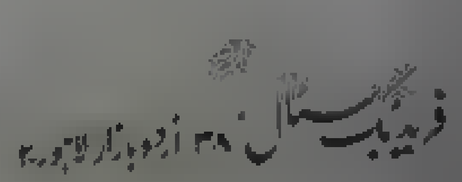

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس شے کی تخلیق فرمائی؟

(اہل علم کے لیے ایک خوبصورت پوسٹ)

بحوالہ

شہرہ آفاق عربی کتاب

البداية والنهاية

جلد اول

باب اول

پٹھان ساجد

وكان عرشه على الماء وكتب في الذكر كل شيء و خلق السموات والارض

ان الله كان عرشه على الماء ولم يخلق شيئا غير ما خلق قبل الماء

معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا چہرہ چاند اور سورج سے زیادہ حسین تھا۔ آپ کا چہرہ بہت منور اور روشن تھا اور آپ سے انوار کی بارش میں ہر طرف روشنی پھیلی ہوئی تھی لیکن اس کے باوجود یہ ایک حقیقت ہے کہ آپ کا خمیر مٹی سے بنایا گیا تھا اور آپ انسان اور بشر تھے لیکن آپ انسان کامل اور سید البشر ہیں۔

امام احمد رضا قادری متوفی ١٣٤٠ھ لکھتے ہیں:

خطیب نے کتاب المتفق والمفترق میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر بچے کی ناف میں اس مٹی کا حصہ ہوتا ہے جس سے وہ بنایا گیا یہاں تک کہ اسی میں دفن کیا جاتا ہے اور میں اور ابوبکر و عمر ایک مٹی سے بنے اسی میں دفن ہوں گے۔ (فتاویٰ افریقیہ ص ٩٩-١٠٠ مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی)

نیز امام احمد رضا قادری متوفی ١٣٤٠ھ لکھتے ہیں:

اور جو مٹی حضور سے شریف کی ہے وہ کعبہ شریف بلکہ عرش معظم سے بھی افضل ہے (الخ)

(فتاویٰ رضویہ ج ٦ ص ٢٠٢ مطبوعہ مکتبہ رضویہ کراچی)

اور صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی متوفی ١٣٦٧ھ نے آپ کے نور ہدایت ہونے کی تصریح کی ہے وہ زیر بحث آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور فرمایا گیا کیونکہ آپ سے تاریکی کفر دور ہوئی اور راہ حق واضح ہوئی۔

خلاصہ یہ ہے کہ آپ انسان کامل اور سید البشر ہیں، کائنات میں سب سے زیادہ حسین ہیں۔ آپ نور ہدایت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو نور فرمایا ہے۔ جو آپ کو اپنی مثل بشر کہتے ہیں وہ بد عقیدگی کا شکار ہیں اور جو یہ کہتے ہیں کہ آپ کی حقیقت نور ہے اور صورت بشر ہے یا آپ لباس بشری میں جلوہ گر ہوئے اور حقیقت اس کے برعکس ہے، سو ان کی تحریر کی روشنی میں ان کا برحق ہونا ہم پر واضح نہیں ہو سکا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اللہ اس کے ذریعہ سلامتی کے راستوں پر ان لوگوں کو چلاتا ہے جو اس کی رضا کی پیروی کرتے ہیں اور اپنے اذن سے ان کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے اور ان کو سیدھے راستے کی طرف ہدایت دیتا ہے۔

(المائدہ: ١٦)

قرآن مجید کے فوائد اور مقاصد

اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعہ ان لوگوں کو سلامتی کے راستہ پر چلاتا ہے جن کا مقصد محض دین کی پیروی کے لیے اللہ کے پسندیدہ دین پر عمل کرنا ہو اور جو بغیر غور و فکر کے صرف اپنے باپ دادا کے طریقہ پر چلنا چاہتے ہوں وہ اللہ کی رضا کے طالب نہیں ہیں۔

اللہ عزوجل کی رضا کا معنی کیا ہے؟ اس میں اختلاف ہے۔ بعض علماء نے کہا اللہ کی رضا کا معنی یہ ہے کہ وہ کسی عمل کو پسند کرے اور اس کی مدح و ثنا فرمائے۔ بعض علماء نے کہا جس کے ایمان کو قبول کرے اور اس سے بغض کو دور کرے وہ اس سے راضی ہے اور بعض نے کہا اللہ جس پر ناراض نہ ہو وہ اس سے راضی ہے۔

سلامتی کے راستوں سے مراد وہ راستے ہیں جو اللہ نے اپنے بندوں کے لیے مشروع کیے ہیں اور جن پر چلنے کی دعوت دی ہے اور جن راستوں کی اس کے رسولوں نے پیروی کی ہے اور اس کا مصداق دین اسلام ہے۔ جو اسلام کے سوا کسی دوسرے طریقہ کی پیروی نہیں کرے گا، نہ یہودیت کی نہ عیسائیت کی اور نہ مجوسیت کی، ایک تفسیر یہ ہے کہ سلامتی کے راستوں سے

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ

اور ہم نے آپ پر اس کتاب کو نازل کیا جو ہر چیز کا روشن بیان ہے

تبیان القرآن

تفسیر

جلد سوم

المائدہ ۰ الانعام

علامہ غلام رسول سعیدی

شیخ الحدیث دار العلوم نعیمیہ کراچی۔ ۳۸

ناشر

فرید بک سٹال، ۳۸۔ اردو بازار لاہور۔ ۲

...ورشی بن گئے بعض نے آپ کی زبان اقدس دیکھی تو وہ بادشاہوں کے سفیر بن گئے، بعض
...نے آپ کے بابرکت گلے کو دیکھا تو وہ واعظ، مؤذن اور نصیحت کرنے والے بن گئے، بعض
...نے آپ کی داڑھی شریف دیکھی تو مجاہد فی سبیل اللہ بن گئے۔ بعض نے آپ کی متوازن گردن
...دیکھی تو وہ تاجر بن گیا۔

...بعض نے آپ کے دونوں بازو دیکھے تو وہ نیزے باز اور شمشیر زن بن گئے، بعض نے
...آپ کا دایاں بازو دیکھا تو وہ خون نکالنے والے بن گئے، بعض نے آپ کا بایاں بازو دیکھا تو
...وہ اور جلاد بن گئے، بعض نے آپ کی دائیں ہتھیلی دیکھی تو وہ صرّاف اور نقش ونگار بنانے
...والے بن گئے، بعض نے آپ کی بائیں ہتھیلی دیکھی تو وہ غلے کا ناپ تول کرنے والے بن
...گئے، بعض نے آپ کے دونوں ہاتھ دیکھے تو وہ سخی اور دانا بن گئے، بعض نے آپ کے دائیں
...ہاتھ کی پشت دیکھی تو وہ رنگریز بن گئے، بعض نے آپ کے بائیں ہاتھ کی پشت دیکھی تو وہ لکڑ
...ہارے بن گئے، بعض نے آپ کی انگلیوں کے پورے دیکھے تو وہ خوش نویس بن گئے، بعض
...نے آپ کے دائیں ہاتھ کی انگلیوں کی پشت دیکھی تو وہ درزی بن گئے، بعض نے آپ کے
...بائیں ہاتھ کی انگلیوں کی پشت دیکھی تو وہ لوہار بن گئے۔

بعض نے آپ کا سینہ دیکھا تو وہ عالم، شکر گزار اور مجتہد بن گئے، بعض نے آپ کی پشت
...مبارک دیکھی تو وہ متواضع اور امر شریعت کو روشن کرنے والے بن گئے، بعض نے آپ کی
...روشن پیشانی دیکھی تو وہ غازی بن گئے، بعض نے آپ کا شکم اطہر دیکھا تو وہ قناعت پیشہ اور
...زاہد بن گئے، بعض نے آپ کے دونوں گھٹنوں کو دیکھا تو وہ رکوع و سجود کرنے والے بن گئے،
...بعض نے آپ کے پائے اقدس دیکھے تو وہ شکاری بن گئے، بعض نے آپ کے مقدس تلوے
...دیکھے تو پیدل چلنے کے عادی ہو گئے، بعض نے آپ کا سایہ دیکھا تو وہ گویّے اور طنبورے والے
...بن گئے اور بعض بدقسمت وہ تھے جنہوں نے آپ کی طرف دیکھا ہی نہیں تو وہ فرعون، نمرود کی

اعتراض ہے جو ان پر فضائل کی ان احادیث اور بعض لوگوں کے خلاف احادیث کی روایت کرنے کے سلسلے میں کیا گیا ہے، جہاں تک ان کے سچے ہونے کا تعلق ہے تو مجھے امید ہے کہ ان میں کوئی حرج نہیں ہے۔

علامہ ذہبی نے سیر اعلام النبلاء میں ان کے بارے میں لکھا ہے بڑے حافظ الحدیث، یمن کے نامور عالم، مستند اور شیعہ عالم تھے، میزان میں ہے کہ وہ مشہور اور ثقہ عالم تھے۔

ابن حبان نے ''الثقات'' میں لکھا ہے کہ انہوں نے تصنیف وتالیف کا کام کیا، حدیثیں یاد کیں اور علمی مذاکرات کئے، جب وہ اپنی یادداشت سے حدیث بیان کرتے تو خطا کر جاتے تھے، علاوہ ازیں ان میں تشیع بھی پایا جاتا تھا۔

علامہ ابن حجر ''التقریب'' میں فرماتے ہیں: ثقہ حافظ الحدیث، اور مشہور مصنف تھے، آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے تو ان کے حافظے میں تبدیلی آگئی تھی، شیعہ مائل تھے۔ (وکان یتشیع)

میں کہتا ہوں کہ عبدالرزاق اہل سنت کے امام تھے، ان کا تشیع محمود تھا اور دلیل شرعی سے متجاوز نہیں تھا، ان سے نہ تو سب وشتم منقول ہے اور نہ ہی لعنت۔ (۱)

(۱)۔ دور اول میں ''تشیع'' کے لفظ کا اطلاق اہل بیت کرام سے والہانہ محبت رکھنے والوں پر کیا جاتا تھا، جب کہ خلفاء ثلاثہ کے بے ادبوں اور گستاخوں کو رافضی کہا جاتا تھا، امام عبدالرزاق کے بارے میں امام اہل سنت امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: بعض منصفان شیعہ مثل عبدالرزاق محدث صاحب ''مصنف'' نے وصف تشیع، تفضیل شیخین اختیار کی اور کہا جب خود مولا (علی) کرم اللہ وجہہ الکریم انہیں اپنے نفس کریم پر تفضیل دیتے تو مجھے اس اعتقاد سے کب مفر ہے؟ مجھے گناہ کیا تھوڑا ہے کہ علی سے محبت رکھوں اور علی کا خلاف کروں؟

(اقامۃ القیامہ، مکتبہ قادریہ لاہور صفحہ ۵ اور الصواعق المحرقہ، علامہ ابن حجر مکی صفحہ ۴۰)

امام احمد رضا بریلوی ان کے بارے میں لکھتے ہیں: امام اجل سیدنا امام مالک کے شاگرد، اور امام اجل سیدنا احمد بن حنبل کے استاذ اور امام بخاری ومسلم کے استاذ الاستاذ، حافظ الحدیث، احد الاعلام عبدالرزاق ابوبکر بن ہمام۔

[illegible]

مصنف عبد الرزاق

کی پہلی جلد کے دس (۱۰) گمشدہ ابواب

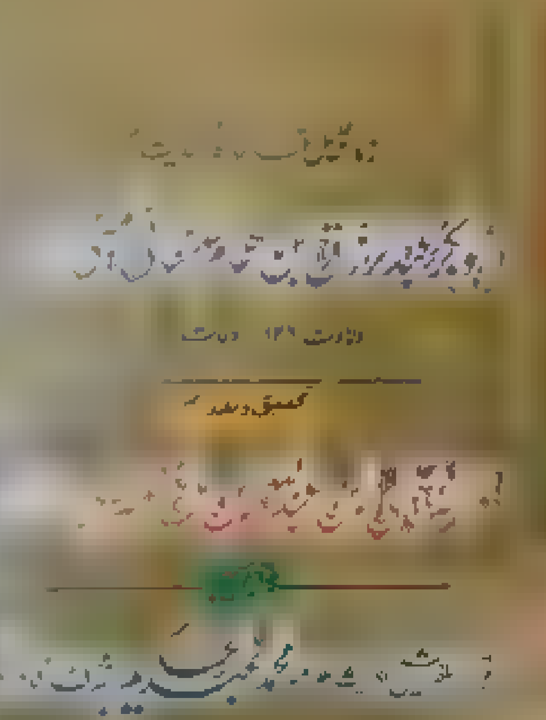

مکتبہ زین العابدین

صحیح ابن خزیمہ (ج2 ص91 ح892) میں بھی صحیح سند کے ساتھ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"حتى رأيت ظلي وظلكم" الخ

یہاں تک کہ میں نے اپنا اور تمہارا سایہ دیکھا

اسے حاکم اور ذہبی دونوں نے صحیح کہا ہے۔ (المستدرک للحاکم ج4 ص456)

٨٤٧٢- أخبرني إسماعيل بن الفضل بن محمد الشعراني ثنا جدي ثنا إبراهيم بن المنذر الحزامي ثنا عبد العزيز بن محمد وأبو علقمة الفروي قالا ثنا صفوان بن سليم عن عبد الله بن سلمان الأغر عن أبيه عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم: «إن الله يبعث ريحا من اليمن ألين من الحرير فلا تدع أحدا في قلبه مثقال حبة من إيمان إلا قبضته».

هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه[1]، وله شاهد موقوف على عبد الله بن عمرو.

٨٤٧٣- حدثنا علي بن حمشاذ العدل ثنا هشام بن علي ثنا سليمان بن حرب ثنا عمران القطان عن قتادة عن عبد الرحمن بن آدم عن عبد الله بن عمرو رضي الله عنهما قال: لا تقوم الساعة حتى يبعث الله ريحا لا تدع أحدا في قلبه مثقال ذرة من تقى أو نهى إلا قبضته ويلحق كل قوم بما كانوا يعبد آباؤهم في الجاهلية ويبقى عجاج من الناس لا يأمرون بمعروف ولا ينهون عن منكر يتناكحون في الطرق كما تناكح البهائم فإذا كان ذلك اشتد غضب الله على أهل الأرض فأقام الساعة[2](*).

٨٤٧٤- أخبرني محمد بن المؤمل ثنا الفضل بن محمد البيهقي ثنا نعيم بن حماد أنا عبد الله بن وهب أخبرني معاوية بن صالح عن عيسى بن عاصم[3] عن زر بن حبيش عن أنس بن مالك قال: بينما النبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم يصلي ذات ليلة صلاة إذ مد يده ثم أخرها فقلنا: يا رسول الله رأيناك صنعت في هذه الصلاة شيئا لم تكن تصنعه فيما قبله قال: «أجل إنه عرضت علي الجنة فرأيت فيها دالية قطوفها دانية فأردت أن أتناول منها شيئا فأوحي إلي أن استأخر فاستأخرت وعرضت علي النار فيما بيني وبينكم حتى رأيت ظلي وظلكم فيها فأومأت إليكم أن استأخروا فأوحي إلي أن أقرهم فإنك أسلمت وأسلموا وهاجرت وهاجروا وجاهدت وجاهدوا فلم أر لك فضلا عليهم إلا بالنبوة فأولت ذلك ما يلقى أمتي بعدي من الفتن».

هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه

(1) قد أخرجه مسلم (ج1 ص109).
(3) موقوف ويحتمل أن يكون من الزمانين
(*) (قلت): موقوف. (الذهبي)

المستدرك

04

۲۷۴۵۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے بغیر علم کے قرآن کی تفسیر کی وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں تلاش کرے۔

أبواب تفسير القرآن عن رسول الله صلى الله عليه وسلم

قرآن کی تفسیر کے متعلق آنحضرت ﷺ سے منقول احادیث کے ابواب

۲۷۴۵۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے بغیر علم کے قرآن کی تفسیر کی وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں تلاش کرے۔

[illegible]

(التعليق - من تلخيص الذهبي) 8407 - موقوف

[illegible]

8408 - [illegible]

هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه

(التعليق - من تلخيص الذهبي) 8408 - صحيح

[illegible]

المستدرك

على الصحيحين

(6)

[illegible]

شمیسہ کو امام ابن معین نے ثقہ کہا ہے ۔(تاریخ
عثمان بن سعید الدارمی:418)

٤١٥ ـ حدثنا عثمان قال: سألت يحيى عن شاذان؟ فقال: لا بأس به.

٤١٦ ـ قلت: هو أحبُّ إليك أم شَبابة؟ فقال: شبابة أحبُّ إليّ[١]

٤١٧ ـ وسألته / ١٥ أ / عن شِمْر بن عطية؟ فقال: ثقة.

٤١٨ ـ قلت: فشُمَيْسة تلك[٢]. ؟ فقال: ثقة[٣]

---

٤١٥ ـ الكامل ٨٧ ب. الجرح ١ / ١ / ٢٩٤. تاريخ بغداد ٧ / ٣٥. تهذيب الكمال ٥٦ ب

٤١٦ ـ الكامل ٤٦٧ أ. تهذيب الكمال ٢٦٥ ب. تهذيب ٤ / ٣٠١. وانظر الرقم ١٠٨

٤١٧ ـ الجرح ٢ / ١ / ٣٧٦

٤١٨ ـ أقوال يحيى ٢٣٤. الجرح ٢ / ١ / ٣٩١. تهذيب الكمال ٨٤٢ ب. تهذيب ١٢ / ٤٢٨

(١) شبابة بن سوّار المدائني، أصله من خراسان. يقال: كان اسمه مروان. ثقة حافظ. رمي بالإرجاء. من التاسعة ٢٠٤ / ع. تقريب ١ / ٣٤٥.

(٢) هكذا في الأصل

(٣) قال ابن أبي حاتم: روى عنه شعبة. ثم ساق هذا النص. قال المحقق: الصواب روى عنه. وهي مذكورة في التهذيب. ولم يذكر المزي ولا ابن حجر توثيق ابن معين هنا، كأنهما لم يعثرا على ذكرها في نسخ ... اهـ الجرح

١٣١

کیجیے ان کی طرف کسی فرشتہ کو نبی اور رسول بنا کر نہیں بھیجا جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے
لَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا یعنی اے کفار! تمہارا یہ مطالبہ بجا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہماری
ہدایت اور اصلاح مقصود ہوتی تو کسی فرشتے کو ہمارے پاس نبی اور رسول بنا کر بھیجتا۔ ضروری تھا
کہ ایک ہمارے جیسے بشر اور انسان کو ہمارے لیے نبی اور رسول بنایا جاتا کیونکہ نبی اور امت میں
مناسبت ضروری ہوتی ہے لہٰذا زمین میں فرشتے موجود ہوتے اور ان کی ہدایت اور اصلاح مقصود
ہوتی تو ہم ان کی طرف فرشتے رسول بنا کر بھیجتے قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ
مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا یعنی چونکہ تم اہل زمین انسان ہو جن کی
رشد و ہدایت کا بندوبست مقصود ہے تو اس صورت میں اگر ہم کسی فرشتہ کو بھی نبی اور رسول بنائیں
گے تو اسے بشر اور مرد بنا کر ہی بھیجیں گے۔ کیا دیکھتے نہیں ہو کہ جب انبیاء علیہم السلام کی باطنی
قوت اور روحانی استعداد و صلاحیت اپنے معراج کمال کو پہنچ جاتی ہے اور ان کی طبیعت اور فطرت
میں استعداد اور روشن اور منور ہونے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے کہ ان کی فطری استعداد کا زیتون
آگ لگنے کے بغیر جل اٹھے اور روشن ہو جائے تو اللہ تعالیٰ ان کی طرف ملائکہ کو مبعوث فرماتا ہے
انسانوں میں سے جو اعلیٰ درجہ کی استعداد باطنی اور روحانی صلاحیت کے مالک ہوں تو اللہ تعالیٰ ان
کے ساتھ براہ راست اور بلا واسطہ کلام فرماتا ہے جیسے کہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ میقات میں ہم
کلام ہوا اور نبی کریم ﷺ کے ساتھ شب معراج کو لامکان میں کلام فرمایا"

بیضاوی علیہ الرحمہ نے یہاں پر وارد ہونے والے ایک سوال کا اجمالی طور پر جواب دیا
تھا اور علامہ سید محمود آلوسی نے روح المعانی میں اور فاضل سیالکوٹی مولانا عبدالحکیم صاحب نے
بیضاوی شریف کے حاشیہ میں اس سوال و جواب کو مفصل طور پر بیان فرمایا ہے

سوال:

تعلیل اسباب کی ضرورت تین صورتوں میں ہوتی ہے یا اصل غائب ہو ... کیسے

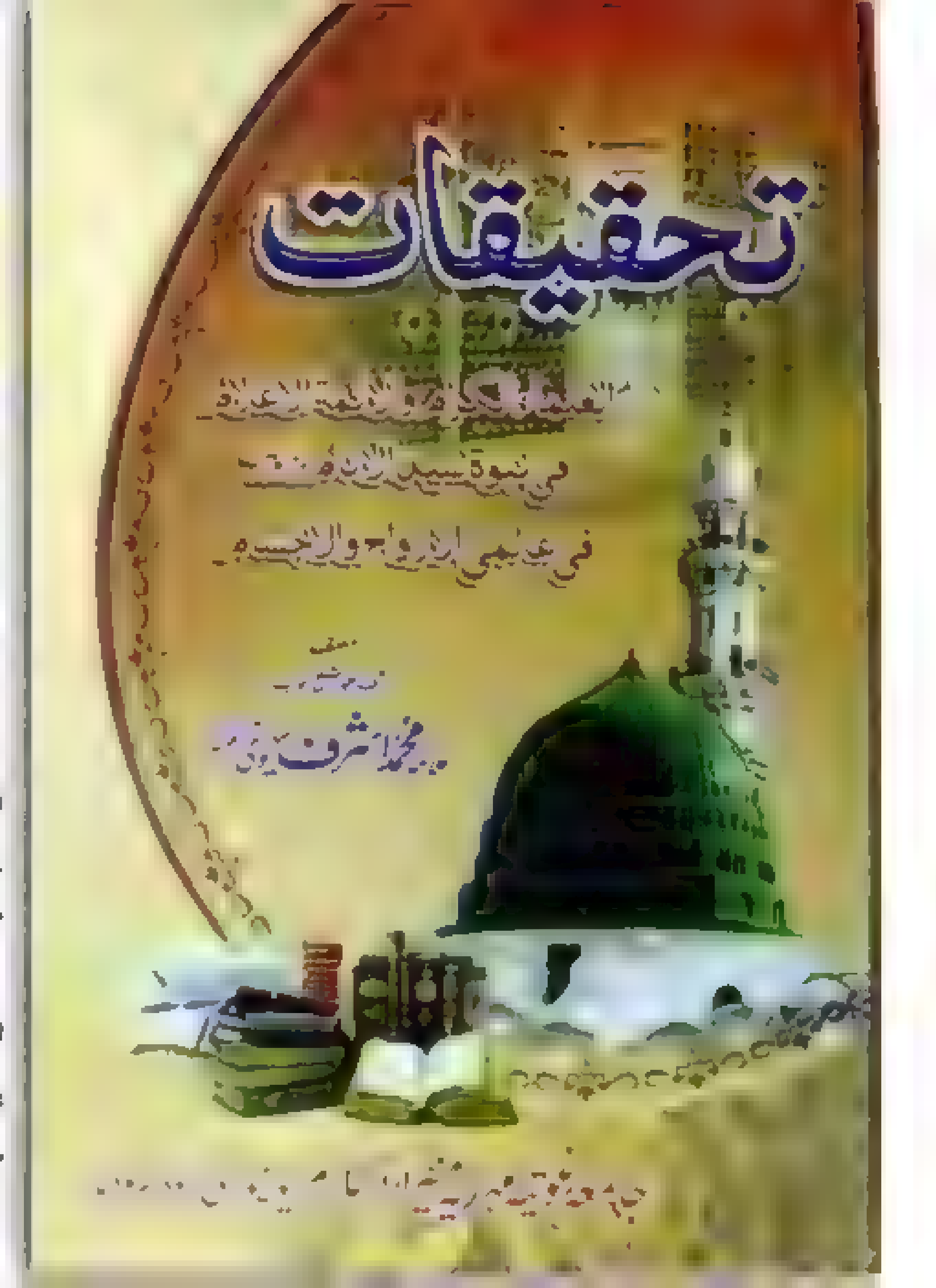

رسول اللہ ﷺ نور نہیں نور ہدایت ہیں اور بشر ہیں

نور حسی سے نور علم اور نور ہدایت افضل ہوتا ہے

بریلوی غلام رسول سعیدی تبیان القرآن جلد ۷ صفحہ ۲۶۴ میں لکھتے ہے

قرآن مجید میں آپ ﷺ پر نور کا اطلاق کیا گیا ہے اس سے مراد نور ہدایت ہے۔

بعض علماء اس نظریہ کے قائل ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مادہ خلقت نور تھا اور بشریت آپ کا محض لباس تھا اور نور ہونا بشریت کے منافی نہیں ہے کیونکہ حضرت جبریل نور تھے اور حضرت مریم کے پاس بشری شکل میں آئے تھے' لیکن اس پر یہ کلام ہے کہ قرآن مجید کی متعدد آیات میں تصریح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قوم ہی میں سے مبعوث کیا گیا ہے اور ہم نوع انسان سے ہیں اور بشر ہیں' عقیدہ کا مدار قطعی دلیل پر ہوتا ہے اور قرآن مجید میں یا کسی حدیث صحیح متواتر میں یہ وارد نہیں ہے کہ آپ کا مادہ خلقت نور ہے' شرح صحیح مسلم ج ۵ ص ۴۰۲-۹۵ 'تبیان القرآن المائدہ: ۱۵ الکھف: ۱۱۰ میں ہم نے اس کی مکمل تحقیق کی ہے' البتہ قرآن مجید میں آپ پر نور کا اطلاق کیا گیا ہے اس سے مراد نور ہدایت ہے اور نور حسی سے بھی آپ کو وافر حصہ دیا گیا ہے۔ بشری کثافتوں سے آپ منزہ تھے' آپ کے تمام فضلات طیب و طاہر تھے اور آپ کے دانتوں کی جھریوں سے نور کی طرح کوئی چیز نکلتی تھی۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ آپ نور حسی اور معنوی ہر ایک کی اصل ہیں۔ یہ بھی واضح رہے کہ نبی صرف مرد ہوتا ہے اور نور میں مرد اور عورت نہیں ہوتے' اور نور حسی سے نور علم اور نور ھدایت افضل ہے۔ نور حسی جیسے چراغ اور سورج اور چاند کا نور ہے۔ جس سے دنیاوی اندھیرا دور ہوتا ہے اور نور ہدایت جیسے قرآن مجید اور انبیاء علیہم السلام کا نور ہے۔ جس سے کفر کا اندھیرا دور ہوتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائق یہی نور ہے۔

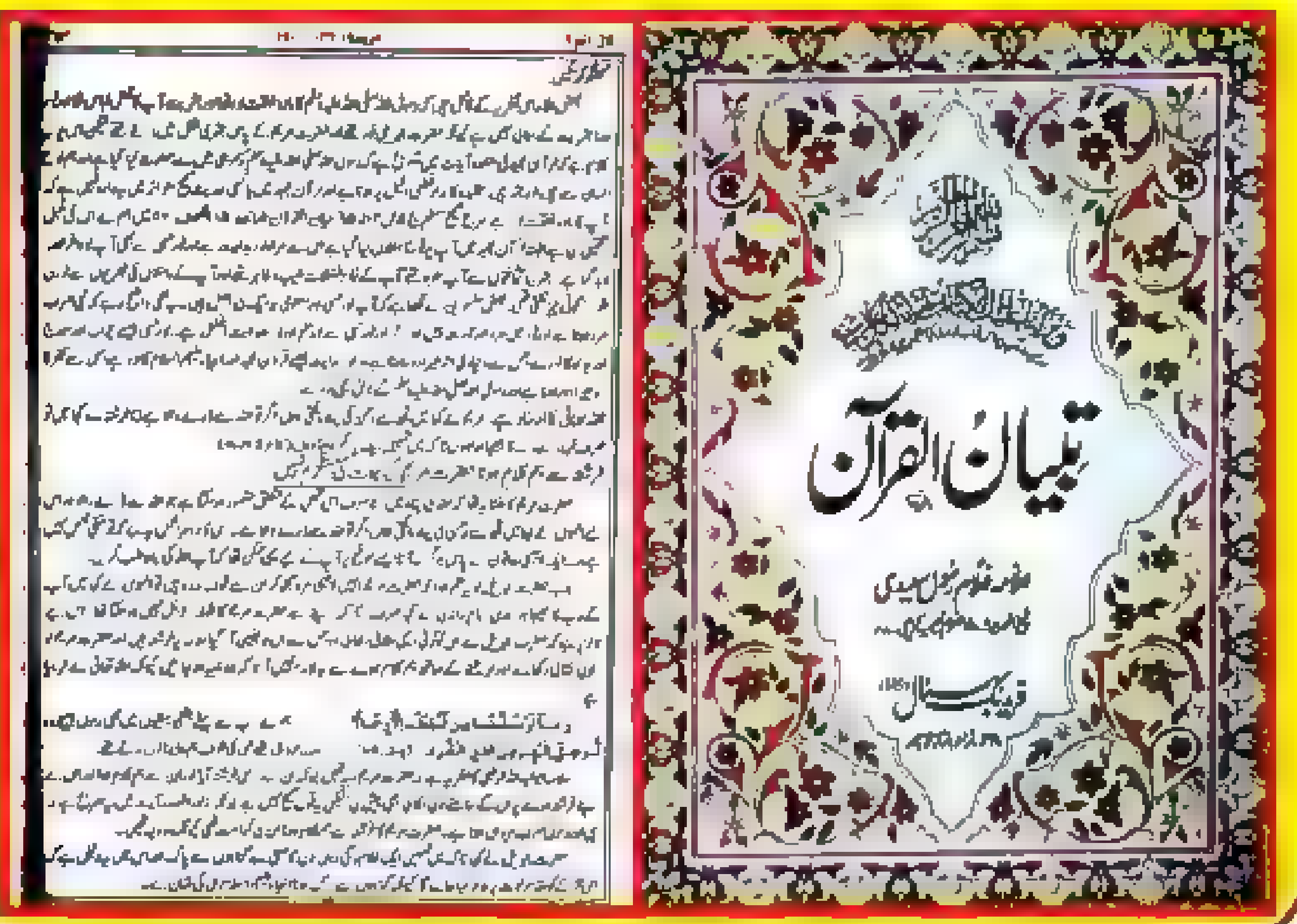

بریلوی عالم نے خد اعتراف کر لیا کے حضورؐ رب کے نور کا ٹکڑا نہی

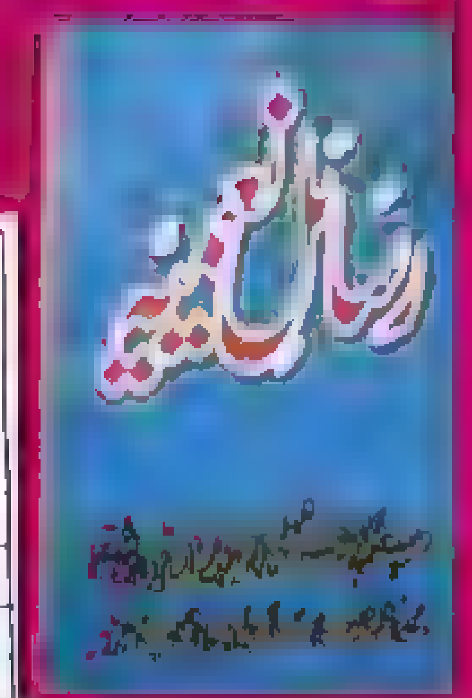

پھر کہ رب تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا :

فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ۔	اور جب میں انہیں درست کر دوں اور ان میں اپنی روح پھونک دوں، تم سب ان کے لئے سجدہ میں گر جاؤ۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا

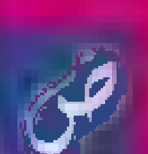

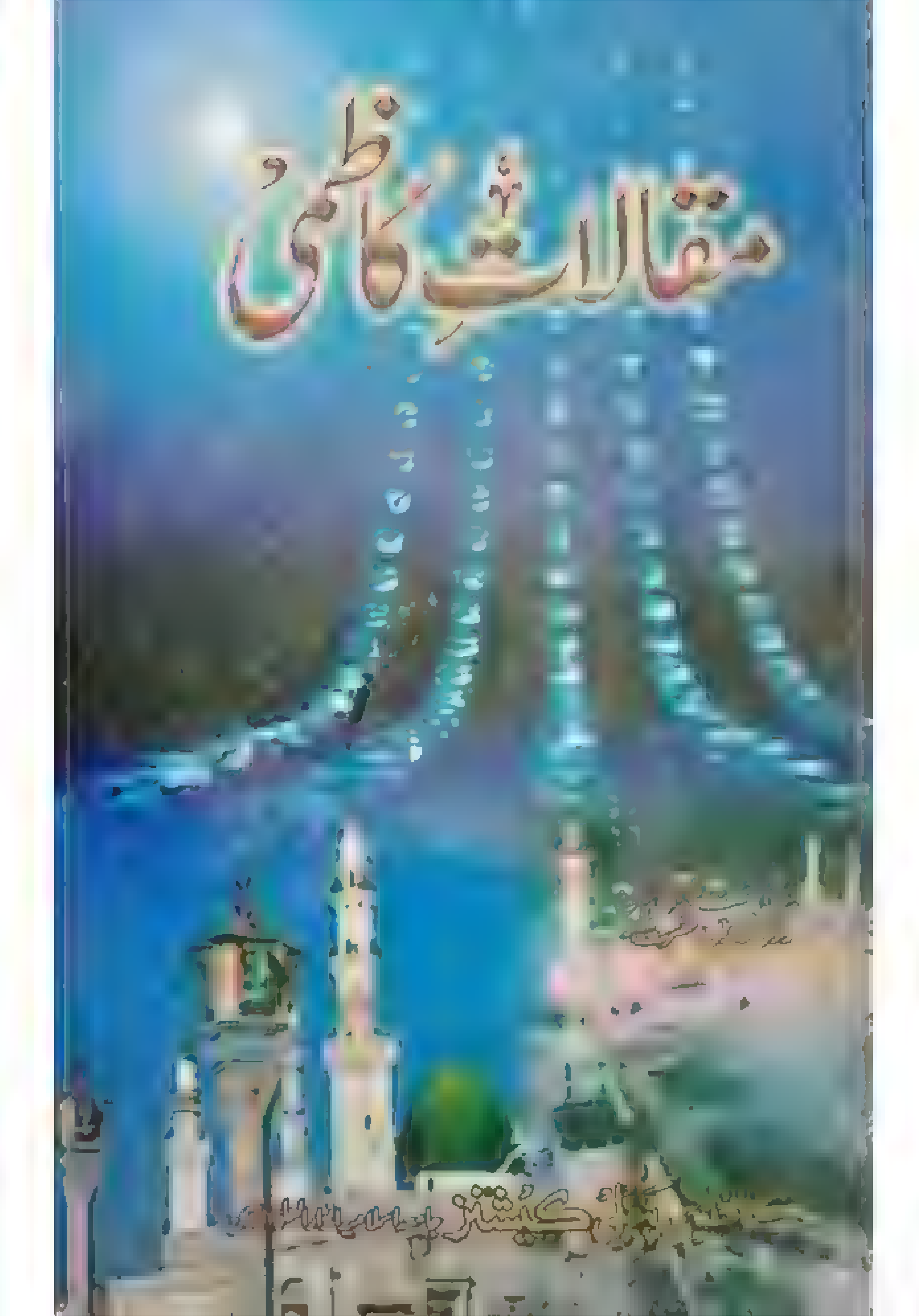
مقالاتِ کاظمی

والرُّوحُ النّبويّةُ القُدسيّةُ لمعةٌ من نورهِ والملٰئكةُ شررُ تلك الانوار وقال ﷺ اوّلُ ما خلق اللهُ نوري ومن نوري خلق كلَّ شيءٍ وغيرهُ ممّا في معناهُ" یعنی عقائد میں اہل سنت کے امام سیدنا ابوالحسن اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسا نور ہے کہ کسی نور کی مثل نہیں اور حضور ﷺ کی روح مقدسہ اسی نور کی چمک ہے اور فرشتے انہی انوار سے جھڑے ہوئے پھول ہیں اور رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور پیدا فرمایا اور میرے ہی نور سے ہر چیز پیدا فرمائی۔

اس حدیث کے علاوہ اور بھی حدیثیں اس مضمون میں وارد ہیں۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوۃ میں فرمایا "در حدیث صحیح وارد شدہ کہ اوّلُ ما خلق اللهُ نوري (مدارج النبوۃ جلد۲ صفحہ۲)" پھر حدیث جابر کا مضمون بیان فرمایا۔ کثیر التعداد جلیل القدر ائمہ کا اس حدیث کو قبول کرنا، اس کی تصحیح فرمانا، اس پر اعتماد کر کے اس سے مسائل کا استنباط کرنا اس کے صحیح ہونے کی روشن دلیل ہے۔ خصوصاً سیدنا عبدالغنی نابلسی رضی اللہ عنہ کا حدیقہ ندیہ کے مبحث ثانی نوع ستین من آفات اللسان فی مسئلۃ ذم الطعام میں اس حدیث کے متعلق "الحدیثُ الصّحیحُ" فرمانا صحت حدیث کو زیادہ واضح کر دیتا ہے۔ ان مختصر جملوں سے ان حضرات کو مطمئن کرنا مقصود ہے جو اس حدیث کی صحت میں متردد رہتے ہیں۔

اس حدیث میں نور کی اضافت بیانیہ ہے اور نور سے مراد ذات ہے (زرقانی جلد اول صفحہ۴۶) حدیث کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے نور پاک یعنی ذات مقدسہ کو اپنے نور یعنی اپنی ذات مقدسہ سے پیدا فرمایا، اس کے یہ معنی نہیں کہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کی ذات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات کا مادہ ہے یا نعوذ باللہ حضور کا نور اللہ کے نور کا کوئی حصہ یا ٹکڑا ہے۔ تعالی اللهُ عن ذالک علوًّا کبیرًا اگر کسی ناواقف شخص کا یہ اعتقاد ہے تو اسے توبہ کرنا فرض ہے۔ اس لئے کہ

علیہ وسلم کا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کہنا یا ھَلْ کُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا کہنا اور انبیاء
کا اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کہنا اپنی ذات کے واسطے تو اضعاً جائز ہے۔ لیکن ہم
اُمتیوں کو انبیاء علیہم السلام کی شان میں خصوصاً نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں فقط
بشر کہنا توہین ہمارا ہیں گر تمرد رہنا ہے اور سنت ابلیسی کے پیرو ہونا ہے۔ کیونکہ سب
مخلوق سے پہلے شیطان نے آدم علیہ السلام کو لفظ بشر استعمال کیا۔ قَالَ یٰۤاِبْلِیْسُ مَا لَکَ
اَلَّا تَکُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ اے ابلیس تجھے کیا ہوا۔ تو نے سجدہ کرنے والوں کا
ساتھ نہ دیا یعنی سجدہ نہ کیا۔ تو اس نے جواب دیا۔ لَمْ اَکُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ
خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ میرے لیے یہ لائق نہیں ہے کہ میں
ایسے بشر کو سجدہ کروں جس کو تو نے کیچڑ سڑنے بوسے سے پیدا کیا۔ ان کلمات سے ابلیس نے
آدم علیہ السلام کی ذلیل توہین کی۔ آپ کو بشر کہا پھر توہین کی۔ جب اس نے یہ الفاظ آدم
علیہ السلام کی نسبت استعمال کیے۔ حالانکہ نقل الفاظ خداوندی تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا
فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِیْمٌ وَّاِنَّ عَلَیْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى یَوْمِ الدِّیْنِ
تو نکل جا اس جنت سے تو مردود ہے۔ اور بے شک تجھ پر قیامت تک لعنت ہے۔
شیطان نے جب اس حکم خداوندی کو سنا تو مذ۔ نہ کر سکا کہ میں نے تیری بیان کردہ
حقیقت کو دہرایا ہے۔ تو نے بھی تو اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا کہا تھا۔ میں نے کہہ دیا تو کیا ہوا
وہ سمجھ چکا تھا۔ کہ یہ الفاظ شان خداوندی کے لائق تھے۔ میرا کہنا گستاخی ہے۔ اور اسی گستاخی
پر اڑا رہا۔ ایسے ہی توہین کے الفاظ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی گستاخی میں استعمال کر کے لعنت کا
طوق پہن کر اُلٹے دلائل پیش کرتے ہیں۔

(۲) قرآن کریم میں کئی مقام پر اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا۔ کہ کفار اپنے زمانہ کے انبیاء
پر بشر کہتے تھے۔ نیز قرآن کریم میں یہ ثابت نہیں کہ کسی اُمتی نے بھی اپنے نبی
علیہ السلام کو بشر کہہ کر خطاب کیا ہو۔ نوح علیہ السلام کی قوم کے سرداروں نے کہا۔

قُولُوْا اِنَّمَا هُوَ بَشَرٌ مِّثْلُنَا اے لوگو تم کہا کرو کہ حضور علیہ السلام ہم جیسے بشر ہیں۔ بلکہ قُلْ میں اس جانب اشارہ ہے کہ بشر وغیرہ کلمات تم کہہ دو ہم تو نہ کہیں گے۔ ہم تو فرمائیں گے اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ہم تو فرمائیں گے يٰاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ يٰاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ وغیرہ ہم تو آپ کی شان بڑھائیں گے آپ انکسار لہٰذا یہ فرما سکتے ہیں۔ نیز اس آیت میں کفار سے خطاب ہے چونکہ ہر چیز اپنی غیر جنس سے نفرت کرتی ہے لہٰذا فرمایا گیا کہ اے کفار تم مجھ سے گھبراؤ نہیں میں تمہاری جنس سے ہوں یعنی بشر ہوں۔ شکاری جانوروں کی سی آواز نکال کر شکار کرتا ہے۔ اس سے کفار کو اپنی طرف مائل کرنا مقصود ہے اگر دیوبندی بھی کفار میں سے ہیں تو ان سے بھی یہ خطاب ہو سکتا ہے ہم مسلمانوں سے فرمایا گیا اَيُّكُمْ مِثْلِيْ۔ طوطے کے سامنے آئینہ رکھ کر اور خود آئینہ کے پیچھے کھڑے ہو کر بولتے ہیں تاکہ طوطا اپنا عکس آئینہ میں دیکھ کر سمجھے کہ یہ میرے جنس کی آواز ہے اور سیکھ جائے کہ حضور رب کا آئینہ ہیں آواز و زبان ان کی ہوتی ہے اور کلام رب کا۔ گفت من آئینہ مشغول دوست۔ یہ عکس کا لحاظ ہے دوسرے اس طرح کہ جملہ آیت ختم نہ ہوئی بلکہ آگے آرہا ہے يُوْحٰى اِلَيَّ۔ يُوْحٰى اِلَيَّ کی قید ایسی ہے جیسے ہم کہیں کہ زید دیگر حیوانات کی طرح حیوان ہے مگر ناطق ہے۔ تو ناطق کی قید نے زید اور دیگر حیوانات میں ذاتی فرق پیدا کر دیا کہ اس قید سے زید اشرف المخلوقات انسان ہوا۔ اور دوسرے حیوانات اور شئے۔ اسی طرح وحی کی صفت نے نبی اور امتی میں بہت بڑا فرق بنا دیا۔ حیوان اور انسان میں صرف ایک درجہ کا فرق ہے مگر بشریت اور شان مصطفیٰ میں تو ۲۷ درجہ فرق ہے اولاً بشر پھر شہید پھر متقی پھر ولی پھر ملہم پھر اوتاد پھر قطب پھر غوث پھر غوث الاعظم پھر تابعی پھر صحابی پھر مہاجر پھر صدیق پھر نبی پھر رحمۃ للعالمین وغیرہ یہ ۲۷ مراتب کا اجمالی ذکر ہے۔ تفصیل دیکھنا ہو تو ہماری کتاب شان حبیب الرحمان میں ملاحظہ کرو۔ تو عام بشر اور مصطفیٰ علیہ السلام میں شرکت کیسی؟ شرکت تو ایسی بھی نہیں جیسی کہ جنس عالی یا کسی عرض عام کے افراد کو انسان سے ہے۔ یہ تو ایسا ہوا کہ کوئی کہے اللہ ہماری طرح موجود ہے۔ اللہ ہماری طرح سمیع و بصیر ہے کیونکہ کلمہ موجود و علیم ہر جگہ بولا جاتا ہے؟ جس طرح ہماری موجودیت اور رب کی موجودیت میں کوئی نسبت ہی نہیں۔ ایسے ہی ہماری بشریت اور محبوب علیہ السلام کی بشریت میں کوئی نسبت نہیں ؎ مولانا مثنوی میں فرماتے ہیں۔

اے ہزاراں جبرئیل اندر بشر بہر حق سوئے غریباں یک نظر

حضور علیہ السلام کی بشریت ہزار ہا جبریلی حیثیت سے اعلیٰ ہے۔

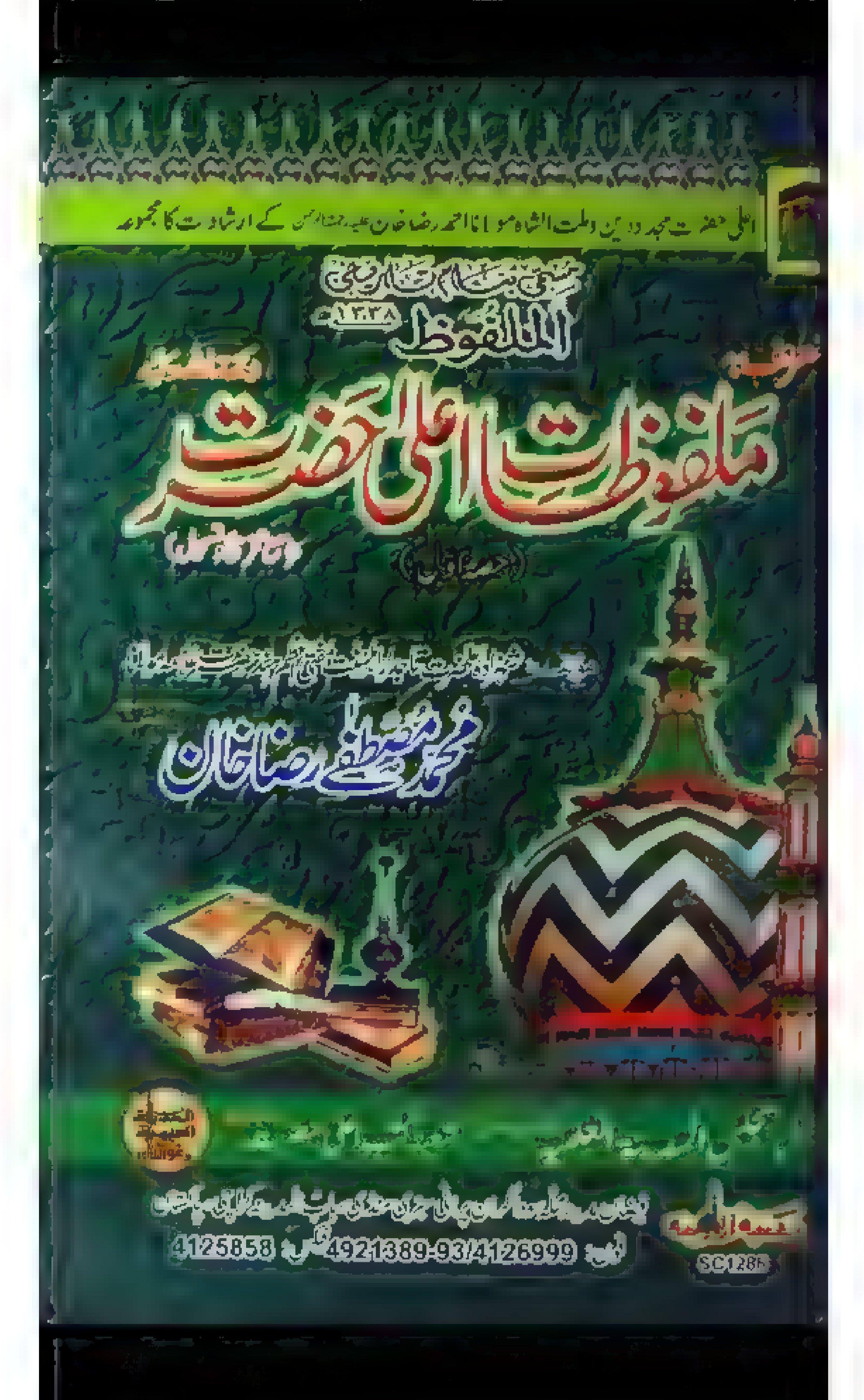

اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت الشاہ مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کے ارشادات کا مجموعہ
الملفوظ
ملفوظات اعلیٰ حضرت
محمد مصطفےٰ رضا خان
4125858
4921389-93/4126999

سب سے پہلے کس چیز کو پیدا کیا گیا؟

مولانا عبدُ الحکیم صاحب صدّیقی میرٹھی (علیہ رحمۃ اللہ القوی) حاضرِ خدمت تھے انہوں نے

عرض کی حُضُور سب سے پہلے کیا چیز پیدا فرمائی گئی؟

ارشاد: حدیث میں ارشاد فرمایا

يَاجَابِرُ إِنَّ اللهَ قَدْ خَلَقَ قَبْلَ الْأَشْيَاءِ نُوْرَ نَبِيِّكَ مِنْ نُوْرِهٖ (کشف الخفاء ج ۱ ص الحدیث ۸۲۷، ص ۲۳۷)

اے جابر بے شک **اللہ** سُبْحٰنَہٗ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نُور اپنے نُور سے پیدا فرمایا۔

عرض: حضور میری مُراد دُنیا کی ہر چیز سے پہلے سے ہے۔

ارشاد: ربُّ العزت تبارک وتعالیٰ نے چار روز میں آسمان اور دو دن میں زمین (بنائی)۔ یک شنبہ تا چہار شنبہ (یعنی اتوار تا بدھ) آسمان، و پنجشنبہ (یعنی جمعرات) تا جمعہ زمین نیز اس جمعہ میں بَیْنَ العصرِ والمغرِب (یعنی عصر و مغرب کے درمیان) آدم علٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْھِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو پیدا فرمایا۔[1]

---

[1]: اس جواب میں اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزت نے دو باتیں ارشاد فرمائیں (ایک) آسمان کا زمین سے پہلے پیدا ہونا اور (دوسرا) 4 دن میں آسمان اور 2 دن میں زمین کا پیدا ہونا

آسمان کا زمین سے پہلے پیدا ہونا: قرآن پاک کی چار آیات میں زمین و آسمان کی تخلیق کا ذکر ہے

قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَیْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗۤ اَنْدَادًاؕ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ (پ ۲۴، حم السجدۃ ۹)

ترجمۂ کنز الایمان: تم فرماؤ کیا تم لوگ اس کا انکار رکھتے ہو جس نے دو دن میں زمین بنائی اور اس کے ہمسر ٹھہراتے ہو وہ ہے سارے جہان کا رب۔

اور،

اگر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نور من نور اللہ ہیں تو ساری مخلوق بھی نور ہے

دوسری توجیہ صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ لا موجود الا اللہ صرف حق تعالیٰ ہی موجود ہے۔ دنیا کی سب چیزیں اس کا سایہ اور اظہار ہیں اور سائے کی تعریف حقیقت میں سایہ والے کی تعریف لہٰذا جس کی تعریف کرو رب ہی کی تعریف ہے کیونکہ وہ اس کے وجود ہی کا ظل ہے۔ حقیقت محمدیہ اس کا اظہار اول باقی سارا عالم اس کے اظہارات۔ بلاتشبیہ یوں سمجھو کہ دھوپ میں ایک آئینہ رکھا ہے جس میں آفتاب کا عکس آ رہا ہے۔ اس کے مقابلے میں کسی کوٹھڑی میں بہت سے رنگ برنگ آئینے رکھے ہیں اس آئینے کی وجہ سے ان تمام آئینوں میں آفتاب کے عکس پہنچ رہے ہیں۔ لیکن چونکہ ان کے رنگ الگ الگ ہیں لہٰذا مختلف رنگ سے سورج کے عکس نظر آ رہے ہیں۔ دیکھو اصل تو وہ آفتاب ہے جو آسمان پر چمک رہا ہے۔ اس کا پہلا سایہ دھوپ والے آئینے میں ہے اور اس کے دیئے ہوئے عکس کوٹھڑی کے سارے آئینوں میں ہیں۔ اب ان عکسوں میں سے جس کے حسن و جمال اور نور کی تعریف کرو وہ حقیقت میں آسمان والے اصل سورج کی تعریف ہے۔ اسی طرح حق اور حق تعالیٰ۔ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ حقیقت محمدیہ پہلا آئینہ باقی سارا عالم وہ کوٹھڑی والے رنگ برنگ آئینے ہیں اب ... کے آئینے سب ... ہو جائیں اس حدیث کا یہی مطلب ہے کہ انا نور من نور اللہ و کل الخلائق من نوری اب ثابت ہوا کہ ساری حمد اللہ کی ہے کیونکہ وہ خود ہی حامد اور خود ہی محمود اور خود ہی محبوب ... حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ذرے ذرے میں موجود ہونے کا مسئلہ حل ہو گیا اس مسئلہ کو صوفیائے کرام مسئلہ وحدت الوجود کہتے ہیں حقیقت میں یہ مسئلہ کسی حال والے سے سمجھنا چاہئے قال کا دائرہ بہت تنگ ہے۔

مسائل فقہیہ: جمعہ کے خطبہ میں حمد پڑھنا واجب ہے اور خطبہ نکاح اور دعا اور ہر جائز کام کے اول اور آخر میں حمد کھانے پینے کے بعد حمد کرنا مستحب ہے۔ چھینک آنے کے بعد حمد کرنا سنت مؤکدہ ہے۔

اعتراضات

اعتراض: آریوں نے اس پر چند اعتراض کئے ہیں ایک تو یہ کہ یہ کلام اللہ کا نہیں کسی بندے کا بنایا ہوا ہے۔ اگر خدا کا ہوتا تو اس طرح ہوتا۔ الحمد لی دوسرے یہ کہ آگے تو رہا ہے ہم تجھی کو پوجتے ہیں۔ رب کس کو پوجتا ہے۔ تیسرے یہ کہ خدا اپنی تعریف اپنے آپ کرے یہ غرور ہے اور غرور کرنا اور شیخی مارنا بری بات ہے۔ **جواب:** یہ کلام اللہ کا ہے اور اپنے بندوں سے کہلوانے کیلئے اس طرح بولا گیا ہے۔ جیسے استاد شاگرد کو سامنے بٹھا کر کتاب خود پڑھتا ہے تا کہ شاگرد بھی اسی طرح پڑھے۔ نیز کبھی حاکم دوسرے کی زبان میں بات کرتا ہے۔ نوکری کے فارم چھپوائے جاتے ہیں۔ ان کی عبارت اس طرح ہوتی ہے کہ "میں اقرار کرتا ہوں کہ سارے قوانین کی پابندی کروں گا۔ ہمیشہ خیر خواہ رہوں گا۔ وغیرہ وغیرہ مضمون فارموں کا مضمون بنانے والا کوئی اور ہے۔ لیکن چونکہ نوکروں سے یہ کہلوانا مقصود ہے اس لئے ان کی زبان میں یہ الفاظ لکھے گئے۔ تو اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے بندو ہماری بارگاہ میں آ کر اس طرح کہا کرو۔ رب تعالیٰ اگر اپنی ذات و صفات خود ہم سے بیان نہ فرماتا ... کہاں سے لاتا

يَا اَبَا بَكْرٍ لَمْ يَعْرِفْنِيْ حَقِيْقَةً غَيْرُ رَبِّيْ (حدیث نبوی)

تم ذاتِ خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو — اللہ ہی کو معلوم ہے کیا جانیئے کیا ہو

آنحضرت بتمام از فرق تا قدم ہمہ نور بود (مدارج)

عقیدۃ الصالحین

فی

نورِ سیّد المرسلین

از قلم

مناظر اسلام حضرت صوفی سردار محمد نشان

ناظم مدرسہ خلیفہ آباد نزد بلاک پارک ٹی کاموکی ضلع گوجرانوالہ

نورانی کتب خانہ۔ کاموکی

سوال۔ آنجناب نے صرف نور والی آیات ہی نقل کی ہیں۔ اور بشریت والی نقل کرنا قصداً چھوڑ گئے۔ سورۃ کہف میں صریحاً آیت موجود ہے۔ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ۔ اس آیت سے نبی پاک کا ہماری مثل ہونا بشر ثابت ہے۔ اور آپ نور کی بات پر رٹ لگائے ہوئے ہیں۔

جواب۔ جناب میں نے پہلے بھی ذکر کیا ہے کہ ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو نورانی بشر مانتے ہیں۔ اگر آپ کی حقیقت بشری ہے تو جناب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ ثابت کریں۔ باقی جناب کی نقل کردہ آیت بھی جناب کے خلاف ہے۔ اور خود عقیدہ اپنے جال میں پھنس گیا۔ سورۃ کہف کی آیت کے الفاظ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور عاجزی کہے ہیں۔ اکثر مفسرین یہی فرماتے ہیں۔ لیجئے جناب کی تسلی کے واسطے جناب کے مسلم بزرگ اسماعیل دہلوی کی عبارت نقل کئے دیتے ہیں عبارت یوں ہے۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَلَا يَخْفٰى اَنَّ فِيْ قَوْلِهٖ بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ [illegible] الْمُشْرِكُوْنَ [illegible] فِي الْبَشَرِيَّةِ [illegible] بِالْمُشْرِكِيْنَ الَّذِيْنَ [illegible] فِي الْقُرْاٰنِ۔ تقویۃ الایمان ص [illegible]

ترجمہ: اے نبی ان سے کہہ دے۔ میں بھی تم جیسا ایک آدمی ہوں۔ مجھ پر اس بات کی وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہے۔ مخفی نہ رہے کہ مِّثْلُكُمْ کا خطاب مشرکین کی طرف ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو بشریت میں ان مشرکوں کے برابر کیوں کر دیا جن کی نجاست قرآن سے ثابت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مشرک ناپاک ہیں۔

لیجئے ایک اور حوالہ ملاحظہ فرمائیے جو جناب کے بھی مسلم بزرگ ہیں

تحقیقات
محمد اشرف

سے احکام اور اوامر و نواہی وصول کر سکتے تھے اور اسی استعداد و صلاحیت میں ضعف اور کمزوری کی وجہ سے ان کی طرف کسی فرشتہ کو نبی اور رسول بنا کر نہیں بھیجا جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے لَوْ جَعَلْنَاهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنَاهُ رَجُلًا یعنی اے کفار! تمہارا یہ مطالبہ بے جا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہماری ہدایت اور اصلاح مقصود ہوتی تو کسی فرشتے کو ہمارے پاس نبی اور رسول بنا کر بھیجتا۔ ضروری نہ کہ ایک ہمارے جیسے بشر اور انسان کو ہمارے لیے نبی اور رسول بنایا جاتا کیونکہ نبی اور امت میں مناسبت ضروری ہوتی ہے لہذا زمین میں فرشتے موجود ہوتے اور ان کی ہدایت اور اصلاح مقصود ہوتی تو ہم ان کی طرف فرشتے رسول بنا کر بھیجتے قُلْ لَوْ كَانَ فِي الْأَرْضِ مَلَائِكَةٌ يَمْشُونَ مُطْمَئِنِّينَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ مَلَكًا رَسُولًا لیکن چونکہ تم اہل زمین انسان ہو جن کی رشد و ہدایت کا بندوبست مقصود ہے تو اس صورت میں اگر ہم کسی فرشتہ کو بھی نبی اور رسول بنائیں گے تو اسے بشر اور مرد بنا کر ہی بھیجیں گے۔ کیا دیکھتے نہیں ہو کہ جب انبیاء علیہم السلام کی باطنی قوت اور روحانی استعداد و صلاحیت اپنے معراج کمال کو پہنچ جاتی ہے اور ان کی طبیعت اور فطرت میں استعداد مزید روشن اور مستنیر ہونے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے کہ انکی فطری استعداد کا زیتون آگ لگائے بغیر جل اٹھے اور روشن ہو جائے تو اللہ تعالیٰ ان کی طرف ملائکہ کو مبعوث فرماتا ہے اور ان میں سے جو اعلیٰ درجہ کی استعداد باطنی اور روحانی صلاحیت کے مالک ہوں تو اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ براہ راست اور بلا واسطہ کلام فرماتا ہے جیسے کہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ میقات میں سر طور اور محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شب معراج کو لامکان میں کلام فرمایا"۔

بیضاوی علیہ الرحمہ نے یہاں پر وارد ہونے والے ایک سوال کا اجمالی طور پر جواب دیا تھا اور علامہ سید محمود آلوسی نے روح المعانی میں اور فاضل سیالکوٹی مولانا عبدالحکیم صاحب نے بیضاوی شریف کے حاشیہ میں اس سوال و جواب کو مفصل طور پر بیان فرمایا ہے۔

يَا أَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا

يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ

كَثِيْرٍ ۚ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۙ يَّهْدِيْ بِهِ

اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ

إِلَى النُّوْرِ بِإِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ لَقَدْ

كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْا إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قُلْ

فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ أَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ

ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهٗ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيْعًا ۗ وَلِلّٰهِ مُلْكُ

سے مجھو اس تہبند شریف کی برکت سے تمہاری آنکھوں سے غیب کے پردے کھل گئے
تھی نہ کہ پانی کی بارش سے اس کا بادل اور آسمان ہی دوسرا ہے۔ سے عائشہ یہ کسی کو نظر
نی۔ تم نے ہمارے تہبند کی برکت سے اس کو دیکھ لیا۔
بچہ کی سکو کو یہ طاقت ابراہیم علیہ السلام کی آگ پر پانی ڈالنے کی برکت سے ملی اور
سیدنا علیہ السلام کی محبت سے۔
اگر حضور علیہ السلام ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں تو مدینہ پاک حاضر ہونے کی کیا ضرورت ہے۔

جواب - جب خدا ہر جگہ ہے تو کعبہ جانے کی کیا ضرورت ہے؟ اور پھر معراج میں
علیہ الصلوۃ والسلام کے عرش پر جانے کا کیا فائدہ تھا؟ جناب مدینہ منورہ ور مستطیب ہے
تجلی گاہ جیسے کہ بجلی طاقت کیلئے پاور ہاؤس بلکہ ولی اللہ کی قبور مختلف پاوروں کے قمقے
کی زیارت ضروری ہے۔ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا
وَ آلِهٖ وَ أَصْحَابِهٖ أَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِهٖ وَهُوَ أَرْحَمُ الرّٰاحِمِيْنَ۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بشر یا بھائی کہنے کی بحث

اس میں ایک مقدمہ اور دو باب ہیں

مقدمہ

نبی کی تعریف اور ان کے درجات کے بیان میں

عقیدہ - نبی وہ انسان مرد ہیں جن کو اللہ نے احکام شرعیہ کی تبلیغ کے لئے بھیجا (شرح
عقائد) نبی نہ تو غیر انسان ہو اور نہ عورت۔ قرآن فرماتا ہے وَمَآ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا
رِجَالًا نُّوْحِيْٓ إِلَيْهِمْ اور ہم نے آپ سے پہلے نہ بھیجا مگر ان مردوں کو جن کی طرف ہم وحی
کرتے تھے

معلوم ہوا کہ جن فرشتہ عورت وغیرہ نبی نہیں ہو سکتے۔

عقیدہ - نبی ہمیشہ اعلیٰ خاندان اور عالی نسب میں سے ہوتے ہیں اور نہایت عمدہ اخلاق
عطا ہوتے ہیں ذلیل قوم اور ادنیٰ حرکات سے محفوظ (بہار شریعت) بخاری جلد اول کے
میں ہے کہ جب ہرقل بادشاہ روم کے پاس حضور علیہ السلام کا فرمان عالی پہنچا کہ اسلم

آیت ۱۵: یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ (اے اہل کتاب) یہ یہود و نصاریٰ کو خطاب ہے۔ اور الکتاب جنس ہے اس لیے واحد لائے۔ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا (تحقیق آیا تمہارے پاس ہمارا رسول) رسول سے مراد محمد ﷺ ہیں یُبَیِّنُ لَكُمْ كَثِیْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ (وہ کھول کھول کر بیان کرتے ہیں تمہارے سامنے وہ بہت سی باتیں جو تم کتاب میں سے چھپاتے تھے) جیسے رسول اللہ ﷺ کی صفات اور حکم رجم وغیرہ۔ وَیَعْفُوْا عَنْ كَثِیْرٍ (اور وہ بہت سے امور سے اعراض کر لیتا ہے) ان میں سے جن کو تم چھپ لیتے ہو۔ وہ بیان نہیں کرتے یا تم میں سے بہت سے لوگوں سے درگزر کرتے ہیں مواخذہ نہیں کرتے۔

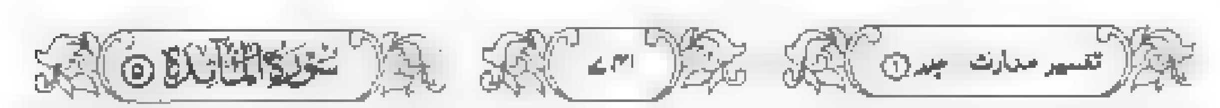

نور کی مراد،

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِیْنٌ (تحقیق تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے روشنی اور واضح کتاب آئی) نور سے مراد قرآن مجید ہے کیونکہ وہ شرک و شک کی ظلمتوں کو کھولتا ہے۔ جو حق لوگوں پر مخفی تھا اس کو واضح کرتا ہے۔ یا اس لیے نور کہا کہ اس کا معجزہ ہونا ظاہر ہے۔ یا نور سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں۔ کیونکہ ہدایت آپ ﷺ سے حاصل کی جاتی ہے۔ جیسا کہ دوسرے مقام پر آپ کو سراج فرمایا گیا۔

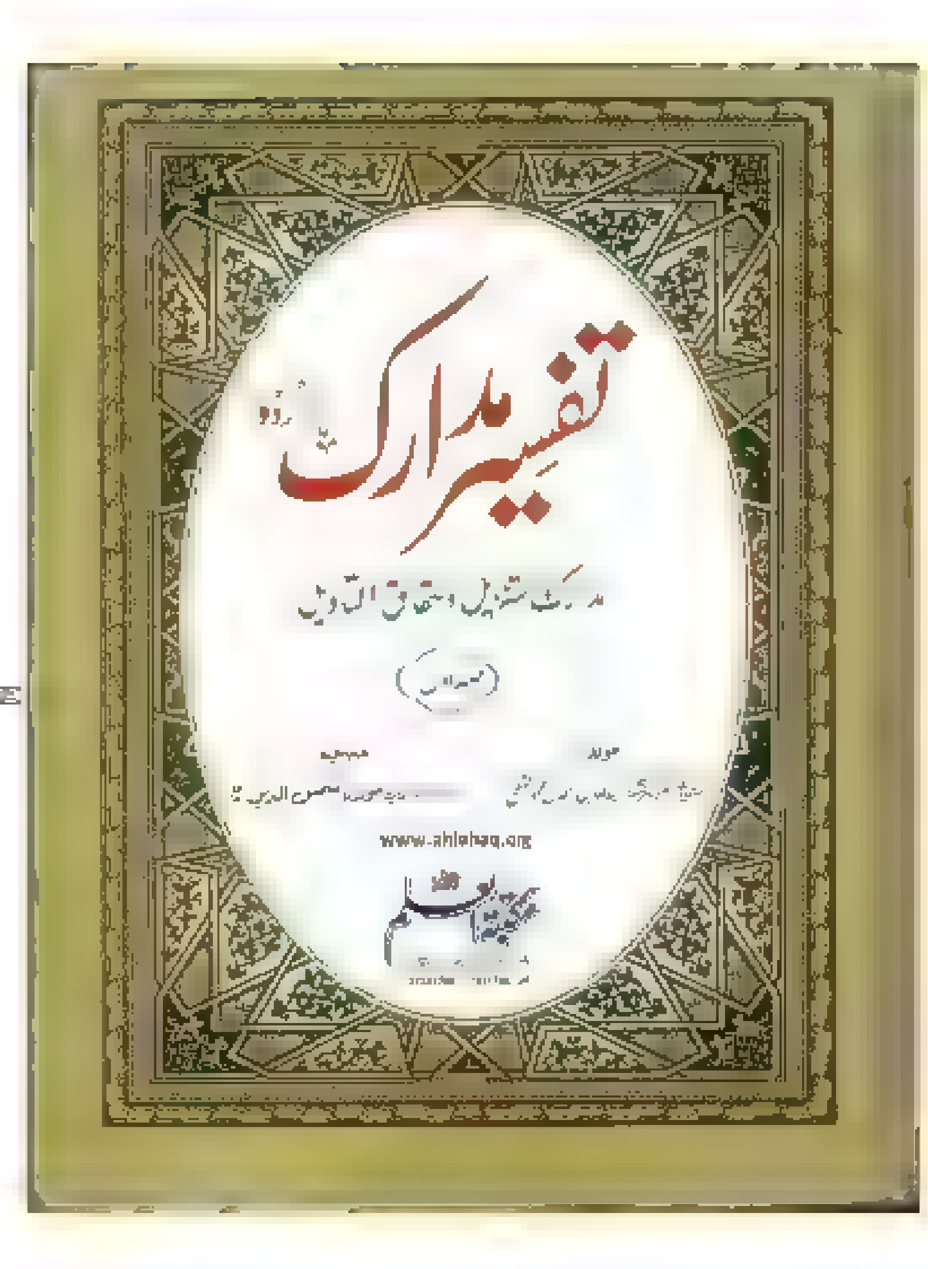

[illegible]

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ قُلْ فَمَنْ يَمْلِكُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ أَنْ يُهْلِكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

[illegible]

[illegible]

تفسیر ابن کثیر

حافظ عماد الدین ابو الفداء ابن کثیر

خطیب الہند مولانا محمد جونا گڑھی

مکتبہ قدوسیہ

هُمُ الْهُدَىٰ إِلَّا أَن قَالُوا أَبَعَثَ اللَّهُ
كَانَ فِي الْأَرْضِ مَلَائِكَةٌ يَمْشُونَ مُطْمَئِنِّينَ
مَلَكًا رَّسُولًا ۝ قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا
كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا ۝ وَمَن يَهْدِ
وَمَن يُضْلِلْ فَلَن تَجِدَ لَهُمْ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِهِ
عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ عُمْيًا وَبُكْمًا وَصُمًّا مَّأْوَاهُمْ
زِدْنَاهُمْ سَعِيرًا ۝ ذَٰلِكَ جَزَاؤُهُم بِأَنَّهُمْ كَفَرُوا
عِظَامًا وَرُفَاتًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا
أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ
مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ أَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيهِ
كُفُورًا ۝ قُل لَّوْ أَنتُمْ تَمْلِكُونَ خَزَائِنَ رَحْمَةِ
الْإِنفَاقِ وَكَانَ الْإِنسَانُ قَتُورًا ۝

...مِيثَاقَهُمْ فَنَسُوا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوا بِهِ فَأَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۚ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللَّهُ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ﴿١٤﴾

اور جو اپنے آپ کو نصرانی کہتے ہیں[1] ہم نے ان سے بھی عہد و پیمان لیا، انہوں نے بھی اس کا بڑا حصہ فراموش کر دیا جو انہیں نصیحت کی گئی تھی، تو ہم نے بھی ان کے آپس میں بغض و عداوت ڈال دی جو تا قیامت رہے گی[2] اور جو کچھ یہ کرتے تھے عنقریب اللہ تعالیٰ انہیں سب بتا دے گا[3]۔

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِّمَّا كُنتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَعْفُو عَن كَثِيرٍ ۚ قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ ﴿١٥﴾

اے اہل کتاب! یقیناً تمہارے پاس ہمارا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) آچکا جو تمہارے سامنے کتاب اللہ کی بکثرت ایسی باتیں ظاہر کر رہا ہے جنہیں تم چھپا رہے تھے[1]، اور بہت سی باتوں سے درگزر کرتا ہے، تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور اور واضح کتاب آچکی ہے[2]۔ (۱۵)

---

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

(۳) [illegible]

(۴) [illegible]

حضور اکرم ﷺ کی عظمت شان

رسائلِ نعیمیہ

حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کے آٹھ مختلف رسائل اور چھوٹی کتب کا مجموعہ

صاحبزادہ اقتدار احمد خاں نعیمی قادری بدایونی نعیمی کتب خانہ گجرات

ناشر:

الفاروق بک فاؤنڈیشن لاہور

حضرات مفسرین کے ارشادات

(۱) تفسیر جلالین شریف میں آیت نمبر ۱ کے ماتحت فرمایا یعنی قَدْ جَاءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتَابٌ مُّبِيْنٌ۔

هُوَ نُوْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | نور سے مراد نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۲) تفسیر صاوی شریف میں اس آیت کے ماتحت ہے۔

قَوْلُهُ هُوَ النَّبِيُّ اَيْ سُمِّيَ نُوْرًا لِاَنَّهُ يُنَوِّرُ الْبَصَائِرَ وَيَهْدِيْهَا لِلرَّشَادِ وَلِاَنَّهُ اَصْلُ كُلِّ نُوْرٍ حِسِّيٍّ وَّمَعْنَوِيٍّ۔

رب نے اس آیۃ میں حضور کو نور اس لئے فرمایا کہ حضور بصارتوں کو نورانی کرتے ہیں اور کامیابی کی طرف ہدایت دیتے ہیں اور حضور ہر حسی اور معنوی نور کی اصل ہیں۔

(۳) تفسیر خازن میں اسی آیت کے ماتحت ہے۔

قَدْ جَاءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ يَعْنِيْ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا سَمَّاهُ اللّٰهُ نُوْرًا لِاَنَّهُ يُهْتَدٰى بِهِ كَمَا يُهْتَدٰى فِي الظَّلَامِ بِالنُّوْرِ

یعنی اس آیت میں نور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں رب نے انہیں نور اس لئے فرمایا کہ حضور سے ہدایت حاصل کی جاتی ہے جیسے کہ اندھیری میں نور سے ہدایت لی جاتی ہے۔

(۴) تفسیر بیضاوی میں اس آیت کے ماتحت ہے۔

وَقِيْلَ يُرِيْدُ بِالنُّوْرِ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

مفسرین کا ایک قول یہ بھی ہے کہ یہاں نور سے مراد محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

(۵) تفسیر مدارک میں اسی آیت کے ماتحت ہے۔

اَوِ النُّوْرُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَنَّهُ يُهْتَدٰى بِهِ كَمَا سُمِّيَ سِرَاجًا۔

نور سے مراد محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس لیے کہ حضور سے ہدایت ملتی ہے۔ جیسے کہ رب نے انہیں سراج فرمایا۔

طہارت اور نیک اعمال کے اثرات

﴿ الحدیث ... ۲۳ ﴾

عن ابی مالك الحارث بن عاصم الأشعری رضی الله عنهُ قال: قال رسُولُ الله صلی الله علیه وسلم

"الطُّهُورُ شطرُ الایمان، والحمدُ للّه تملأُ المیزان، وسُبحان الله والحمدُ للّه تملآن - أو تملأُ - ما بین السّمآءِ والأرض، والصّلاةُ نورٌ والصدقةُ بُرهانٌ، والصّبرُ ضیاءٌ، والقُرآنُ حُجّةٌ لك او علیك. كلُّ النّاس یغدُو فبائعٌ نفسهُ فمُعتقُها أو مُوبقُها"

(رواہ مسلم)

ابو مالک حارث بن عاصم اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"طہارت نصف ایمان ہے الحمد للہ کہنا میزان کو بھر دیتا ہے سبحان اللہ اور الحمد للہ یہ دونوں کلمات آسمان اور زمین کے درمیانی پاٹ کو بھر دیتے ہیں نماز ایک نور ہے صدقہ ایک دلیل ہے۔ صبر ایک روشنی ہے۔ قرآن ایک حجت ہوگا تیرے حق میں یا تیرے خلاف۔ ہر شخص صبح اٹھتا ہے تو اپنے نفس کا سودا کرنے والا ہوتا ہے یا تو اسے آزاد کرنے والا ہوتا ہے یا ہلاک کردینے والا ہوتا ہے (صحیح مسلم)

RAZAKHANI ALLAH KE RASOOL (S.A.W) KI BASHARIYAT KA MUNKIR HAI TO ISKE MAULVI KI HISAB SE TO ALLAH KE RASOOL (S.A.W) JANNAT ME NHI JAYEGE... MAAZ-ALLAH SUMMA MAAZ-ALLAH

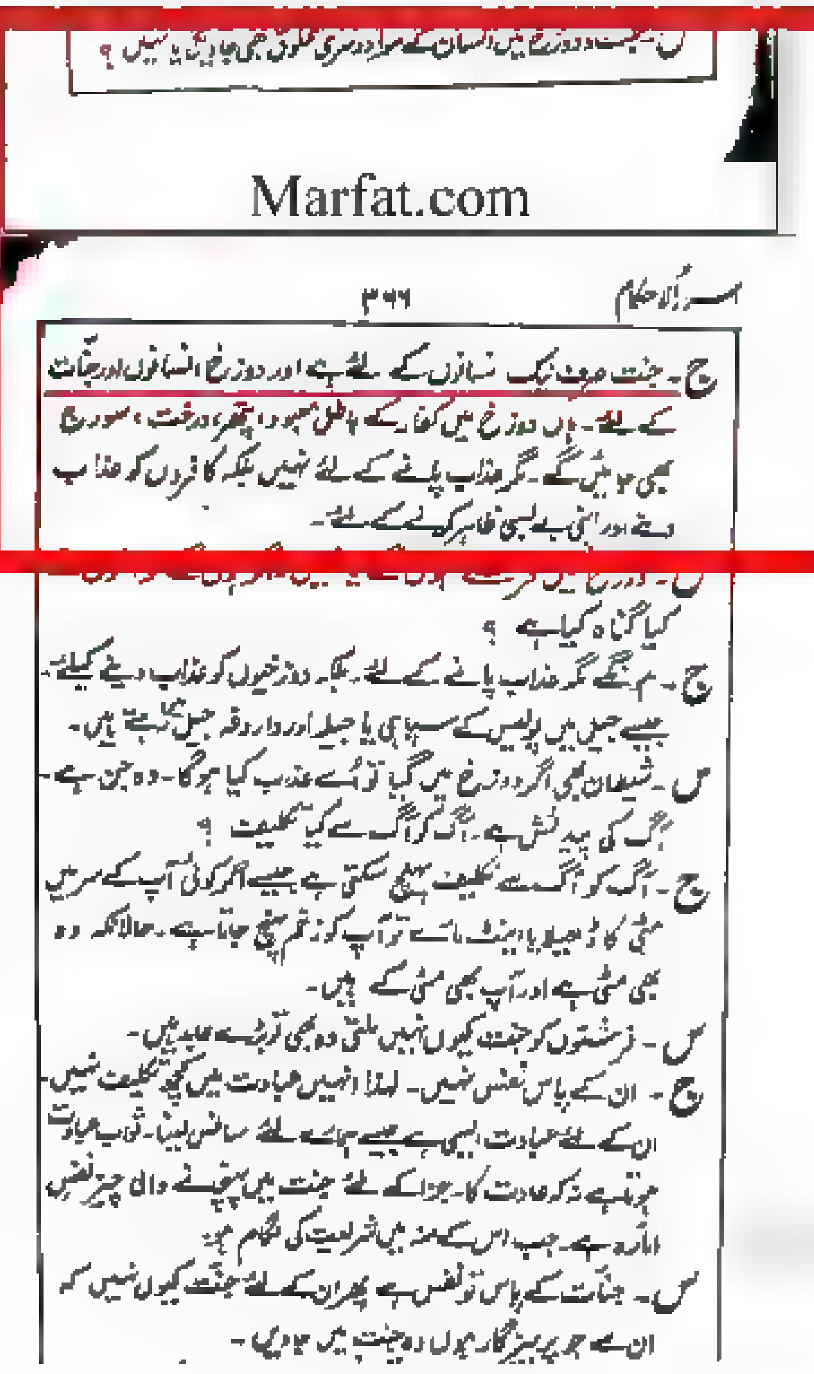

س۔ جنت و دوزخ میں انسان کے سوا دوسری مخلوق بھی جائیگی یا نہیں ؟

ج۔ جنت صرف نیک انسانوں کے لئے ہے اور دوزخ انسانوں اور جنات کے لئے۔ ہاں دوزخ میں کفار کے باطل معبود، پتھر، درخت، سورج بھی جائیں گے۔ مگر عذاب پانے کے لئے نہیں بلکہ کافروں کو عذاب دینے اور ان کی بے بسی ظاہر کرنے کے لئے۔

س۔ دوزخ میں فرشتے [illegible] کیا گناہ کیا ہے ؟

ج۔ وہ جائیں گے مگر عذاب پانے کے لئے نہیں بلکہ دوزخیوں کو عذاب دینے کیلئے۔ جیسے جیل میں پولیس کے سپاہی یا جیلر اور داروغہ جیل رہتے ہیں۔

س۔ شیطان بھی اگر دوزخ میں گیا تو اسے عذاب کیا ہوگا۔ وہ جن ہے آگ کی پیدائش ہے۔ آگ کو آگ سے کیا تکلیف ؟

ج۔ آگ کو آگ سے تکلیف پہنچ سکتی ہے جیسے اگر کوئی آپ کے سر میں مٹی کا ڈھیلا یا اینٹ مارے تو آپ کو زخم پہنچ جاتا ہے۔ حالانکہ وہ بھی مٹی ہے اور آپ بھی مٹی کے ہیں۔

س۔ فرشتوں کو جنت کیوں نہیں ملتی وہ بھی تو بڑے عابد ہیں۔

ج۔ ان کے پاس نفس نہیں۔ لہذا انہیں عبادت میں کچھ تکلیف نہیں ان کے لئے عبادت ایسی ہے جیسے ہمارے لئے سانس لینا۔ تو یہ عبادت جوہر ہے نہ کہ عادت کا۔ جو ان کے لئے جنت میں پہنچنے والا چیز نفس امارہ ہے۔ جب اس کے منہ میں شریعت کی لگام ہو۔

س۔ جنات کے پاس تو نفس ہے پھر ان کے لئے جنت کیوں نہیں کہ ان سے جو پرہیزگار ہوں وہ جنت میں جاویں۔

رسائل نعیمیہ

حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے آٹھ مختلف رسائل اور چھوٹی کتب کا مجموعہ

صاحبزادہ اقتدار احمد خاں نعیمی قادری بدایونی نعیمی کتب خانہ گجرات

ناشر

الفاروق بک فاؤنڈیشن لاہور

مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

انبیائے علیہم الصلوٰۃ والسلام نفس انسانیت میں عام لوگوں کے ساتھ برابر ہیں اور حقیقت اور ذات میں سب باہم متحد ہیں تفاضل یعنی ایک کا دوسرے سے افضل ہونا صفات کاملہ کے اعتبار سے ہے۔

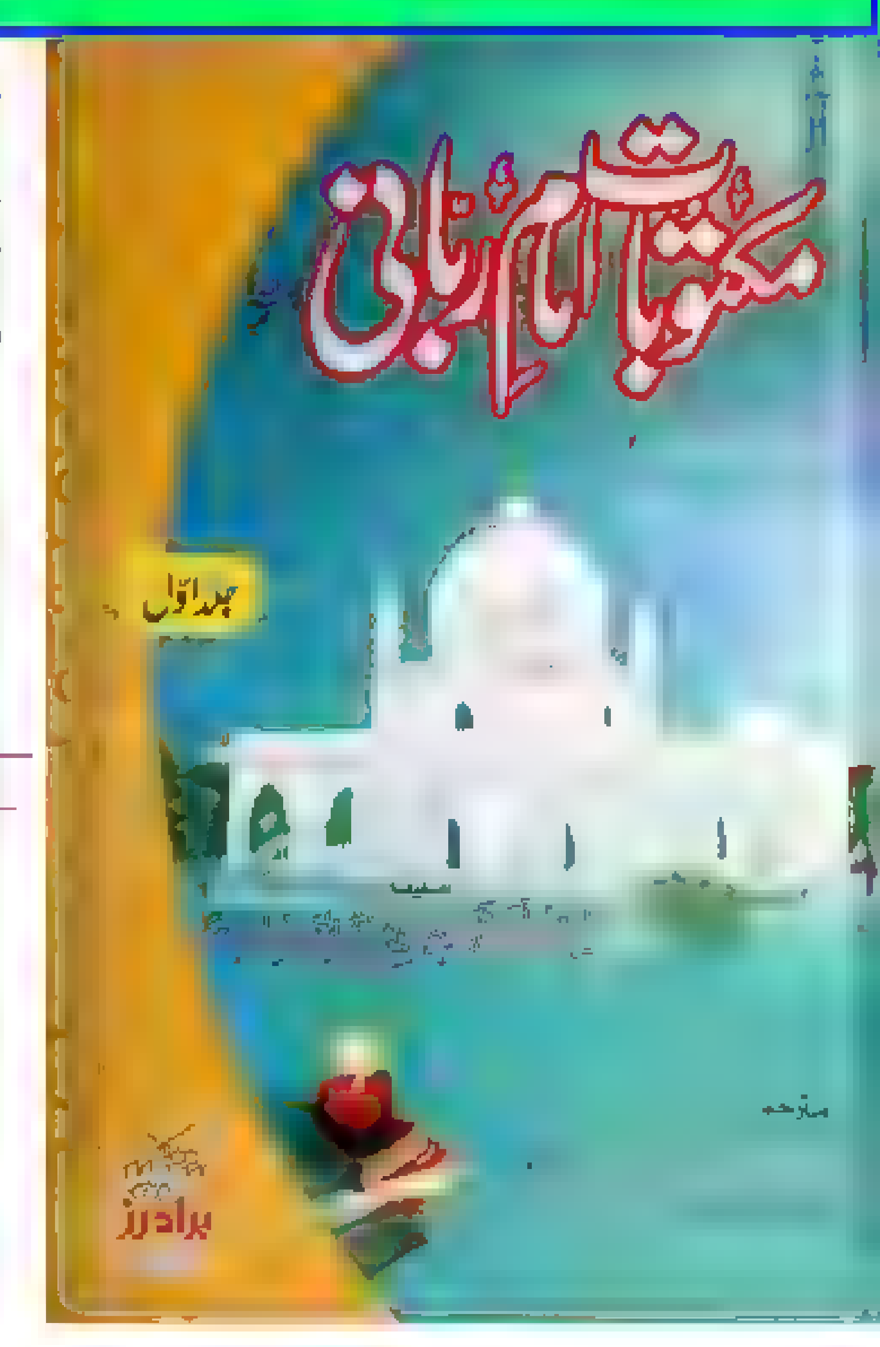

اسلامی عقائد و نظریات پر ایک عام فہم اور آسان کتاب

کتاب العقائد

صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مرادآبادی

کتب خانہ امام احمد رضا

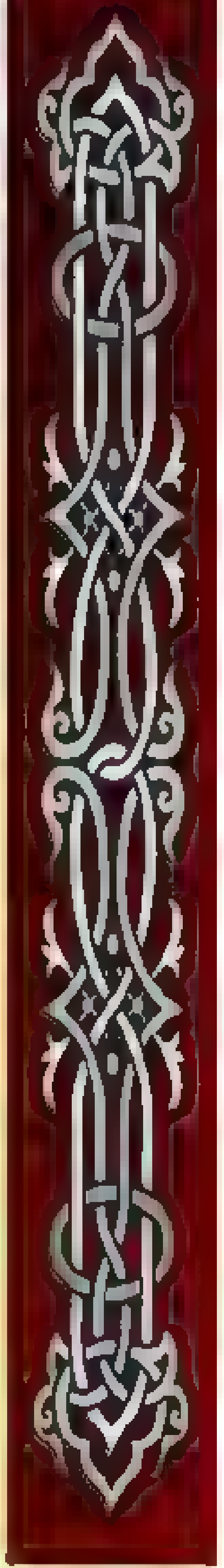

مرآۃ المناجیح

اردو ترجمہ و شرح

مشکوٰۃ المصابیح

مصنف

جلد (ہشتم)

حکیم الامت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی

نعیمی کتب خانہ گجرات

وہ پیدا نہیں ہوا نہ فنا ہوگا۔ پیدا وہ چیز ہوتی ہے جو پہلے نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا۔ سب کو وہی پیدا کرتا ہے۔ اُس کو کسی نے پیدا نہیں کیا وہی سب کو فنا کرتا ہے اُس کو کوئی فنا نہیں کر سکتا۔

س: کیا اکیلے اسی نے ساری دُنیا بنا ڈالی یا اور کوئی بھی اُس کے ساتھ شریک ہے؟

ج: کوئی اُس کا شریک نہیں سب اُس کے بندے ہیں اور اس کے پیدا کیے ہوئے ہیں۔ وہ اکیلا تمام جہان کا پیدا کرنے والا ہے۔ اُس کی بڑی قدرت ہے کوئی ذرہ بغیر اُس کے حکم کے ہل نہیں سکتا۔

نبوت کا بیان

اللہ تعالیٰ نے خلق کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے جن پاک بندوں کو اپنے احکام پہنچانے کے واسطے بھیجا اُن کو نبی کہتے ہیں۔ انبیاء وہ بشر ہیں جن کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی (۱) آتی ہے۔ یہ وحی کبھی فرشتہ کی معرفت آتی ہے کبھی بے واسطہ، انبیاء گناہوں سے پاک ہیں۔ ان کی عادتیں خصلتیں نہایت پاکیزہ ہوتی ہیں۔ اُن کا نام نسب، جسم، قول، فعل، حرکات، سکنات، سب اعلیٰ درجہ کے اور نفرت انگیز (۲) باتوں سے پاک ہوتے ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ عقلِ کامل عطا فرماتا ہے۔ دُنیا کا بڑے سے بڑا عقلمند اُن کی عقل کے کروڑویں درجہ تک بھی نہیں پہنچ سکتا۔ انہیں اللہ تعالیٰ غیب (۳) پر مطلع فرماتا ہے وہ دن رات اللہ تعالیٰ کی اطاعت (۴) وعبادت (۵) میں مشغول رہتے ہیں اور بندوں کو اللہ تعالیٰ کے حکم پہنچاتے اور اس کا رستہ دکھاتے ہیں۔

نبوت بہت بلند اور بڑا مرتبہ ہے۔ کوئی شخص عبادت وغیرہ سے حاصل نہیں کر سکتا چاہے عمر بھر روزہ دار رہے، رات بھر سجدوں میں رویا کرے، تمام مال و دولت خدا کی راہ میں صدقہ کر دے اپنے آپ بھی اسی دین پر فدا ہو جائے مگر اس سے نبوت نہیں پا سکتا۔ نبوت اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے۔

نبی کی فرماں برداری اور اطاعت فرض ہے۔ انبیاء تمام مخلوق سے افضل ہیں اُن کی تعظیم و

---

(۱) وحی پیغام الٰہی (۲) نفرت انگیز نفرت پیدا کرنے والی (۳) غیب چھپی چیزیں جو حواس اور عقل سے معلوم نہ کی جا سکیں (۴) اطاعت بندگی (۵) عبادت پرستش (پوجا)

۷؎ یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے ذاتی شرافت بھی بخشی اور خارجی و بیرونی شرافتیں بھی،بنی ہاشم افضل ہیں مجھے بنی ہاشم سے پیدا فرمایا ہے "لَقَدۡ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ" بعض قرأت میں انفسکم میں ف کا فتحہ بمعنی نفیس ترین بہترین،یعنی تم میں وہ رسول تشریف لائے جو تم سب میں سب سے زیادہ نفیس اور شریف ہیں۔

۸؎ خیال رہے کہ عرب میں چھ طبقات ہوتے ہیں شعب،قبیلہ،عمارہ،بطن،فخذ،فصیلہ،حضور ان چھ طبقات میں سے بہترین میں تشریف لائے۔خیال رہے کہ ہمیشہ انبیاء کرام اعلیٰ نسب اونچے خاندان میں تشریف لاتے رہے جیساکہ ہرقل والی حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔بہترین شکل،بہترین آواز،بہترین اخلاق سے موصوف ہوتے ہیں،کشش والی ہر چیز اللہ انہیں بخشتا ہے۔یہ بھی خیال رہے کہ نبوت محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملتی ہے اس میں کسب کو یا کسی اور شرف کو دخل نہیں،ہاں جسے رب نے نبوت دی اسے ہر طرح اشرف بنایا،رب فرماتا ہے۔"اَللّٰہُ اَعۡلَمُ حَیۡثُ یَجۡعَلُ رِسَالَتَہٗ" اور فرماتا ہے:"وَاللّٰہُ یَخۡتَصُّ بِرَحۡمَتِہٖ مَنۡ یَّشَآءُ"حضور انور تو نبیوں کے سردار ہیں بعد خدا تمام مخلوق سے بہتر آپ ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔

روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ آپ کے لیے نبوت کب ثابت ہوئی فرمایا جبکہ آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے ۱؎ (ترمذی)

Mohammad Sajid Siddiqui

۱؎ یعنی جب کہ حضرت آدم کے جسم میں روح پھونکی نہ گئی تھی اس وقت ہم نبی تھے۔اس حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ ہم علم الٰہی میں نبی تھے کہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ ہم نبی ہوں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ تو تمام انبیاء کرام کی نبوت کو جانتا تھا پھر اس میں حضور کی خصوصیت کیا،بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور کی نبوت کا اعلان اس وقت ہوچکا تھا،فرشتے حضور پر کروڑوں سال سے درود پڑھ رہے تھے،تمام روحوں کے سامنے سارے نبیوں سے حضور پر ایمان لانے آپ کی نصرت و مدد کرنے کا عہد و پیمان ہوگیا تھا "وَ اِذۡ اَخَذَ اللّٰہُ مِیۡثَاقَ النَّبِیّٖنَ"الخ۔عرش اعظم،آسمان،جنت کے محلوں،دریچوں میں،وہاں کے درختوں کے پتوں پر،حوروں کی پلکوں میں،فرشتوں کی آنکھوں میں،غلمان کے سینوں پر،طوبیٰ کے غنچے و گل میں حضور انور کا نام لکھ دیا گیا تھا،ان شاءاللہ ہم لوگ بھی وہاں جاکر یہ ساری بہار اپنی آنکھوں دیکھیں گے۔صوفیاء فرماتے ہیں کہ عالم ارواح میں حضور سارے نبیوں کے نبی تھے،آپ ان کی روحوں کو تعلیم و تربیت دیتے تھے،سارے نبی حضور کے مدرسہ میں تعلیم حاصل کرکے دنیا میں تشریف لائے اور حضور سے سیکھے ہوئے علوم مخلوق کو سکھائے۔(اشعۃ اللمعات) اللھم صل علی سیدنا محمد والہ وصحبہ وسلم۔یہاں مرقات نے فرمایا کہ یہ حدیث مختلف الفاظ سے مروی ہے چنانچہ ابن سعد نے اور ابو نعیم نے حلیہ میں،طبرانی نے کبیر میں حضرت ابن عباس سے یوں روایت کی کنت نبیا وآدم بین الروح والجسد،امام احمد نے اور بخاری نے اپنی تاریخ میں اور حاکم نے اور ابونعیم نے دلائل میں حضرت ابوہریرہ سے مرفوعًا روایت کی کنت اول النبیین فی الخلق واخرھم فی البعث ہم

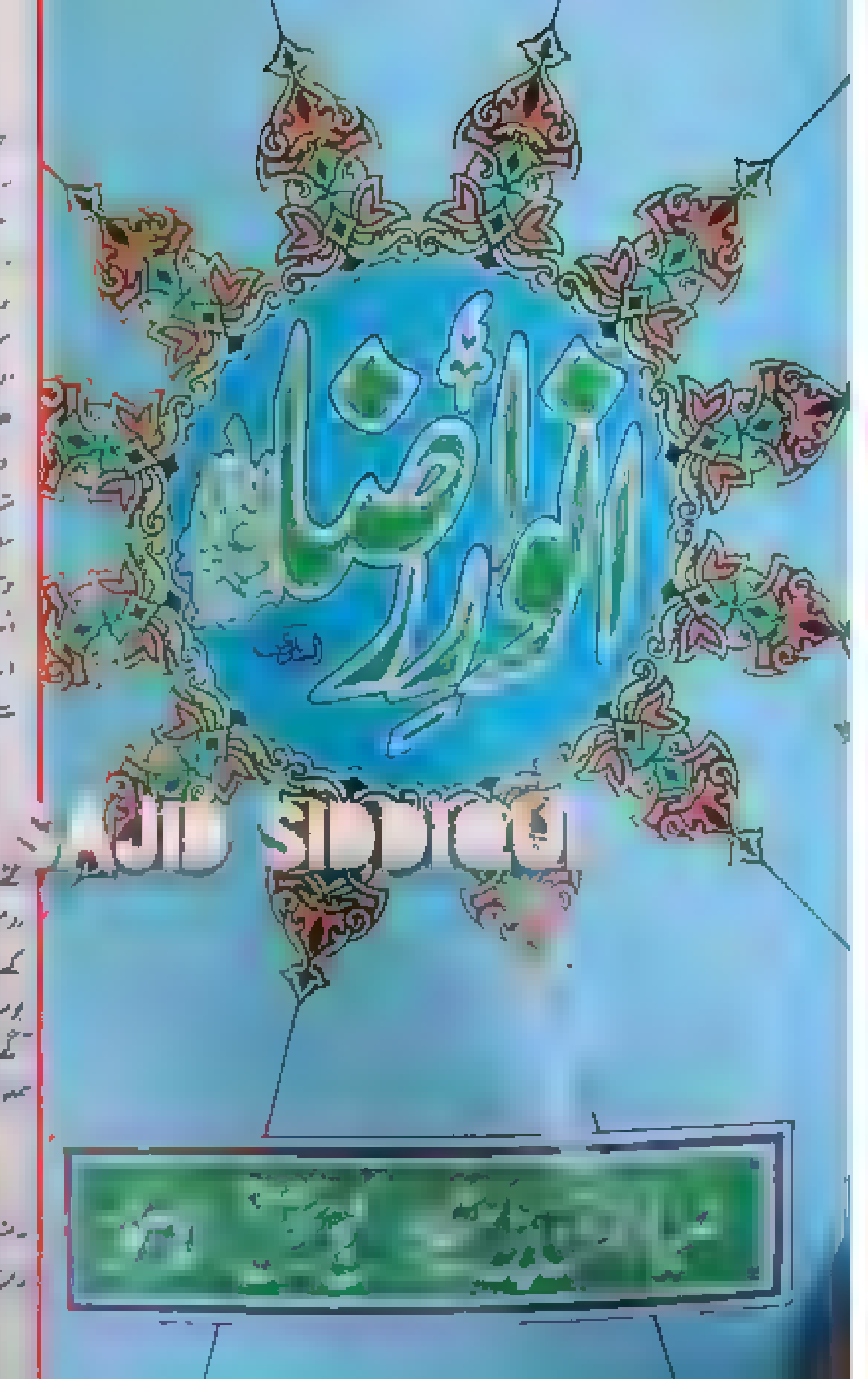

کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے — پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ملکِ کونین میں انبیا تاجدار — تاجداروں کا آقا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

لامکاں تک اجالا ہے جس کا وہ ہے — ہر مکاں کا اجالا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سارے اچھوں میں اچھا سمجھیے جسے — ہے اس اچھے سے اچھا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سارے اونچوں میں اونچا سمجھیے جسے — ہے اس اونچے سے اونچا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

انبیاء سے کروں عرض کیوں مالکو — کیا نبی ہے تمہارا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جس نے ٹکڑے کیے ہیں قمر کے وہ ہے — نورِ وحدت کا ٹکڑا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سب چمک والے اُجلوں میں چمکا کیے — اندھے شیشوں میں چمکا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جس نے مُردہ دِلوں کو دی عمرِ اَبد — ہے وہ جانِ مسیحا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

غمزدوں کو رِضاؔ مژدہ دیجے کہ ہے
بےکسوں کا سہارا ہمارا نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِكْمَةً وَاِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا

سرکارِ اعلیٰ حضرت مجددِ دین و ملت

مولانا **احمد رضا خان** صاحب بریلوی

قدس سرہٗ کے نعتیہ کلام کا مجموعہ

حدائقِ بخشش

حصہ اوّل

پروگریسو بکس
یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
7124354

جواب ہم کہتے ہیں کہ وہ پانا تحقیقی نہیں ہے بلکہ تخیلی ہے اور اس تخیل کا منشا قلب وقالب کا اس لطائف میں سے حصوں سے قدم باہر رکھا ہے۔ زیادہ لطیف جیسے کے رنگ میں رنگا جاتا ہے اور یہ کہیں کہ اگرچہ صورت شریعت کی تکلیفات قلب وقالب پر مخصوص ہیں لیکن شریعت کی حقیقت و قلب سے آگے بھی گنجائش ہے تو پھر مطلق شریعت سے قدم باہر رہنے کے کیا معنی ہوئے تو ہم کہتے ہیں کہ شریعت کی حقیقت بھی روح وسر سے آگے نہیں گزرتی اور خفی واخفی تک نہیں پہنچے اور قدم باہر رہے ہوئے حقیقت میں بھی خفی اور اخفی ہیں سو اللہ اعلم بحقیقۃ الحال اور حقیقت حال کو اللہ ہی جانتا ہے۔

[illegible] علی متابعۃ سید المرسلین علیہ وعلی [illegible] تعالیٰ ہم کو اور تمام مسلمانوں کو سید المرسلین ﷺ کی متابعت پر ثابت قدم رکھے۔

مکتوب (۱۷۳)

ایک سوال کے جواب میں مع بعض اسرار غریبہ کے بیان میں جو کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کی نفی واثبات کے متعلق ہیں۔ میر محمد نعمان کی طرف لکھا ہے۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد سیادت کی پناہ والے کو معلوم ہو کہ آپ نے پوچھا تھا کہ جب جو کچھ دید ودانش میں آئے۔ کلمہ لا کے ساتھ اس کا نفی کرنا ضروری ہے کیونکہ مطلوب مثبت وہ دید ودانش کے ماوراء ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا مشہود بھی نفی کے لائق ہو اور مطلوب مثبت اس کے ماوراء میں متحقق ہو۔

اے بھائی! حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی باوجود اس قدر بلند شان ہونے کے بشر تھے اور حدوث وامکان کے داغ سے داغدار تھے۔ بشر خالق بشر کی نسبت کیا معلوم کر سکتا ہے اور ممکن واجب کی نسبت کیا حاصل کر سکتا ہے اور حادث قدیم کو کیسے احاطہ کر سکتا ہے لا یحیطون بہ علما نص قاطع ہے۔ شیخ عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بے بہی کز شاہ چون پیمبر ؎ یافت فقر کل تو رنج کم بر

ترجمہ: نہ پایا جبکہ محمد نے فقر کا کل گنج ؎ تو اس کے لینے کی خاطر اٹھا نہ مطلق رنج

اے عزیز یہ مقام تفصیل چاہتا ہے گوش وہوش سے سننا چاہئے۔

جاننا چاہئے کہ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کے دو مقام نفی اور اثبات اور نفی واثبات میں سے ہر

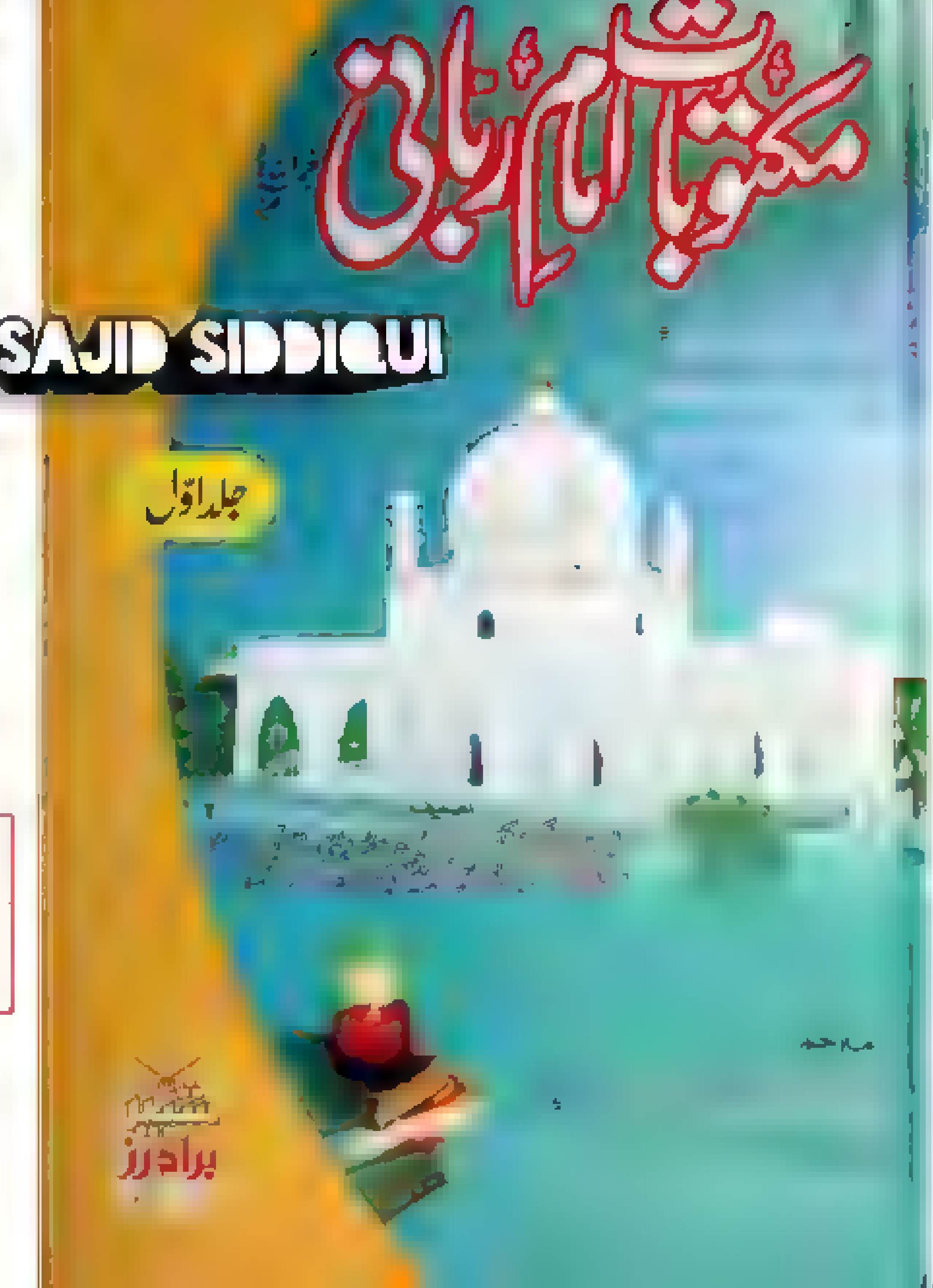

قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین

مسمی بہ

فیصلہ شرعیہ

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿١٣﴾ وَمِنَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصَارَىٰ

بے شک احسان والے اللہ کو محبوب ہیں اور وہ جنہوں نے دعویٰ کیا کہ ہم نصاریٰ ہیں

أَخَذْنَا مِيثَاقَهُمْ فَنَسُوا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوا بِهِ فَأَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ

ہم نے ان سے عہد لیا ف تو وہ بھلا بیٹھے بڑا حصہ ان نصیحتوں کا جو انہیں دی گئیں ف تو ہم نے ان کے

الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۚ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ

آپس میں قیامت کے دن تک بیر اور بغض ڈال دیا ف اور عنقریب اللہ انہیں

اللَّهُ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ﴿١٤﴾ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ

بتا دے گا جو کچھ کرتے تھے ف اے کتاب والو ف بے شک تمہارے پاس

رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِّمَّا كُنتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ

ہمارے یہ رسول ف تشریف لائے کہ تم پر ظاہر فرماتے ہیں بہت سی وہ چیزیں جو تم نے کتاب میں چھپا ڈالی تھیں ف

وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ ۚ قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ ﴿١٥﴾

اور بہت سی معاف فرماتے ہیں ف بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا ف اور روشن کتاب ف

يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُم

اللہ اس سے ہدایت دیتا ہے اسے جو اللہ کی مرضی پر چلا سلامتی کے راستے اور انہیں

مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ

اندھیریوں سے روشنی کی طرف لے جاتا ہے اپنے حکم سے اور انہیں سیدھی راہ

مُّسْتَقِيمٍ ﴿١٦﴾ لَّقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ

دکھاتا ہے بے شک کافر ہوئے وہ جنہوں نے کہا کہ اللہ مسیح بن مریم ہی ہے

مَرْيَمَ ۚ قُلْ فَمَن يَمْلِكُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ أَن يُهْلِكَ

ف تم فرما دو پھر اللہ کا کوئی کیا کر سکتا ہے اگر وہ چاہے کہ ہلاک کر دے

...عہد کیا پھر توڑا پھر اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس پر مطلع فرمایا اور یہ آیت نازل کی اس صورت میں معنی یہ ہیں کہ ان کی اس عہد شکنی سے درگزر کیجئے جب تک کہ وہ جنگ سے باز رہیں اور جزیہ ادا کرنے سے منع نہ کریں۔

ف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان لانے کا۔

ف انجیل میں اور انہوں نے عہد شکنی کی۔

ف قتادہ نے کہا کہ جب نصاریٰ نے کتاب الٰہی انجیل پر عمل کرنا ترک کیا اور رسولوں کی نافرمانی کی فرائض ادا نہ کئے حدود کی پرواہ نہ کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان عداوت ڈال دی۔

ف یعنی روز قیامت وہ اپنے کردار کا بدلہ دیکھیں گے۔

ف یہود و نصاریٰ۔

ف سید عالم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ف جیسے کہ آیت رجم اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف اور حضور کا اس کو بیان فرمانا معجزہ ہے۔

ف اور ان کا ذکر بھی نہیں کرتے نہ ان پر مؤاخذہ فرماتے ہیں کیونکہ آپ اسی چیز کا ذکر فرماتے ہیں جس میں مصلحت ہو۔

ف سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور فرمایا گیا کیونکہ آپ سے تاریکیٔ کفر دور ہوئی اور راہ حق واضح ہوئی۔

ف یعنی قرآن شریف۔

ف حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نجران کے نصاریٰ سے یہ مقولہ صادر ہوا اور نصرانیوں کے فرقہ یعقوبیہ و ملکانیہ کا یہ مذہب ہے کہ وہ حضرت مسیح کو اللہ بتاتے ہیں کیونکہ وہ حلول کے قائل ہیں اور ان کا اعتقاد باطل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بدن عیسیٰ میں حلول کیا معاذ اللہ تعالیٰ عما یقولون علوا کبیرا۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں حکم کفر دیا اور اس کے بعد ان کے مذہب کا فساد بیان فرمایا۔

قد جاءكم من الله نور وكتاب مبين

مسمّی بہ

فیصلہ شرعیہ

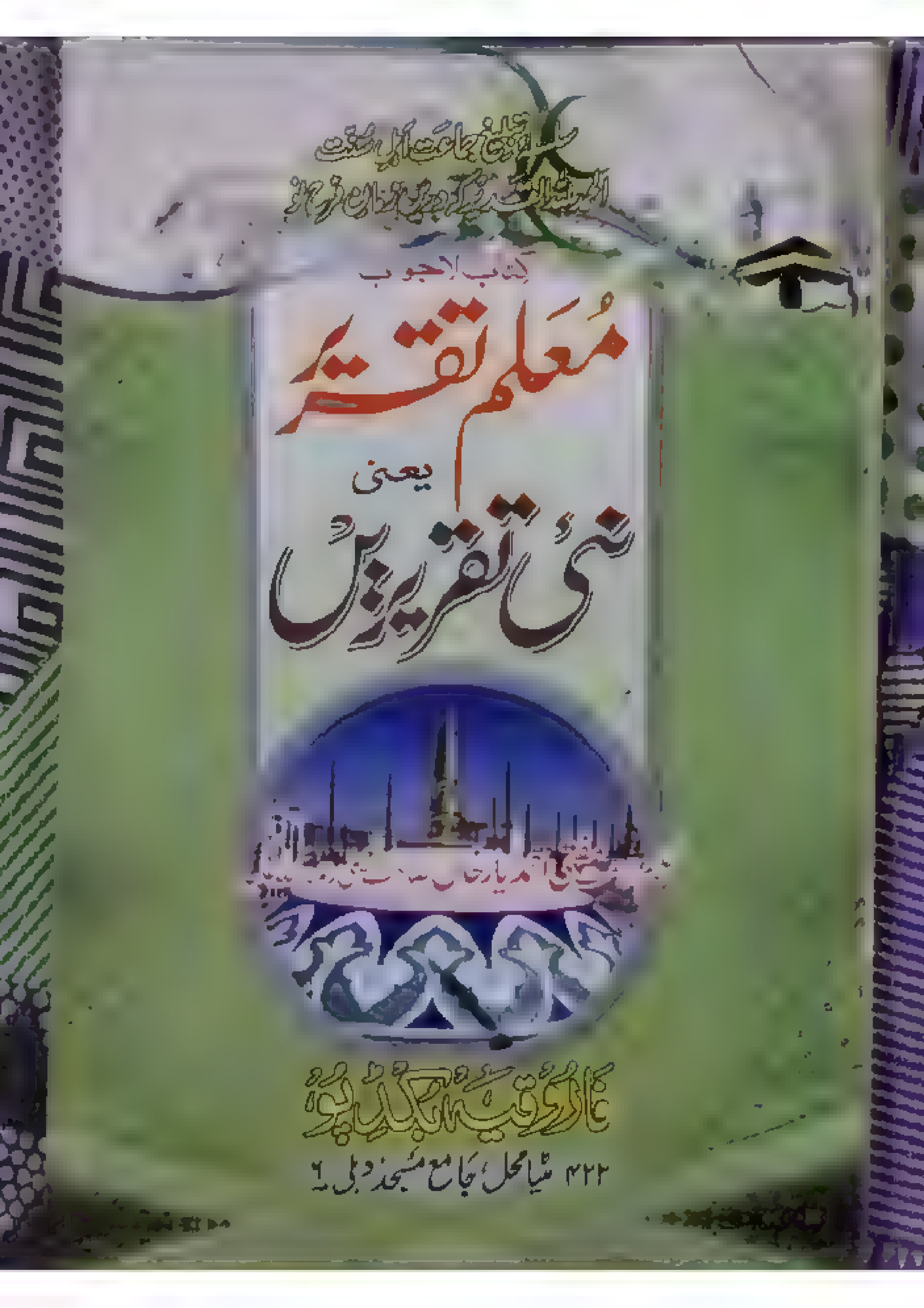
سلسلۂ تبلیغ جماعت اہل سنت
کتاب الاجوب
معلم تقریر
یعنی
نئی تقریریں
فاروقیہ بک ڈپو
۴۲۲ مٹیا محل جامع مسجد دہلی ۶

اس آیت میں انسان اور بیان میں تین احتمال ہیں۔

ایک یہ کہ انسان سے مراد عام انسان ہو۔ اور بیان سے مراد تمام اسماء کا علم، دوسرے یہ کہ انسان سے مراد آدم علیہ السلام ہوں۔ اور بیان سے مراد تمام اسماء کا علم۔ تیسرے یہ کہ انسان سے مراد حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہوں۔ اور بیان سے مراد ما کان وما یکون کا علم ہو۔ یہ تینوں تفسیریں روح البیان اور تفسیر صاوی وغیرہ تفاسیر میں مذکور ہیں۔

پہلی تفسیر کی بنا پر اس آیت کا منشاء یہ ہوگا کہ چار عناصر میں خاک عاجز اور کمزور مخلوق ہے کہ اس پر گندگی وغیرہ رہتی ہے سب سے نیچی ہے اس میں سکون ہے، اضطراب نہیں اس پر گناہ وغیرہ ہوتے ہیں، تو چاہئے تو یہ تھا کہ اس ادنیٰ چیز سے ادنیٰ مخلوق پیدا ہوتی۔ مگر ہماری قدرت تو دیکھو ایسی ادنیٰ مخلوق سے اشرف المخلوقات حضرت انسان کو پیدا کیا۔ اسی پر مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ بسایا۔ اسی سے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پیدا کیا۔ اسی میں ان کی قیام گاہ بنایا۔ جس سے اس کا درجہ عرش سے بڑھ گیا

لطیفہ: صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ عجز و نیازی بڑی اعلیٰ نعمت ہے مولانا فرماتے ہیں ۔

عجز کار انبیاء و اولیاء است

عاجزی محبوب درگاہ خدا است

دیکھو آگ و پانی میں تکبر ہے۔ اور خاک میں عجز مگر باغ، کھیت، اور سونے چاندی کی کانیں خاک میں ہیں۔ آگ میں نہیں، بلکہ اگر آگ اُگے ہوئے کھیت میں پہنچ جائے تو برباد کردے۔

ایسے ہی اگر تکبر کی آگ عبادت کی کھیتی میں پہنچے تو راکھ بنادے۔ جیسا کہ شیطان کا حال ہوا۔ شیخ سعدی فرماتے ہیں ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ مبارکہ کے متعلق امام سیوطی رحمہ اللہ نے جو روایت حکیم ترمذی کے حوالہ سے نقل کی ہے۔ اسی روایت کے راوی کے متعلق خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں محدثین کی رائے نقل کرکے اس کو جھوٹا قرار دیا ہے۔
منقول

تاريخ بغداد
أو مدينة السلام
تأليف
الحافظ أبي بكر أحمد بن علي
الخطيب البغدادي

BARELVI AQEEDA NOOR KA RADD BARELVI TAFSEER SE

SURAH MAEDA KI AYAT NO 15 KO BARELVI APNE AQEEDA NOOR MIN NOORILLAH SAABIT KERNE KE LIYE PESH KERTE HAI MAGAR AHLE BIDDAT KE MUFASSIR ISY AYAT ME NOOR SE SIRF NOOR E HIDAYAT MAANTE HAIN NA KI NOOR MIN NOORILLAH

بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ﴿١٤﴾ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا
يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِمَّا كُنْتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَعْفُو عَنْ
كَثِيرٍ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ ﴿١٥﴾ يَهْدِي بِهِ
اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ
إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿١٦﴾ لَقَدْ
كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ قُلْ
فَمَنْ يَمْلِكُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ أَنْ يُهْلِكَ الْمَسِيحَ
ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَلِلَّهِ مُلْكُ

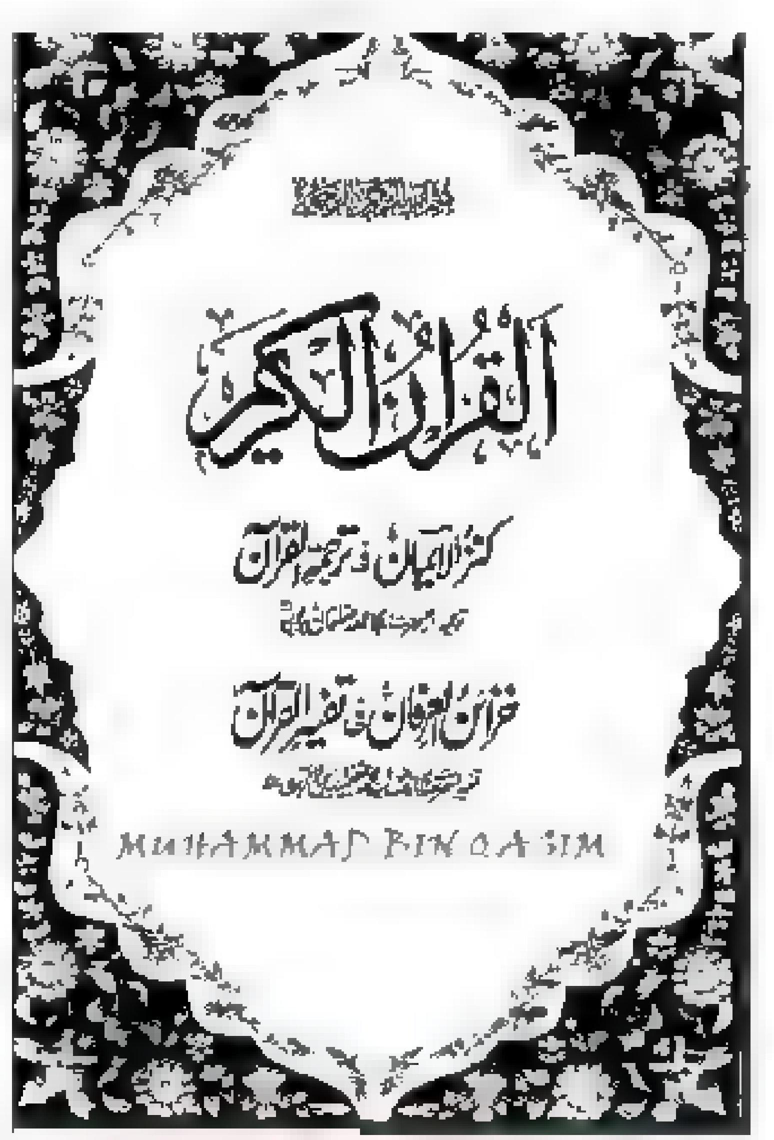

APNE HI GIRATE HAIN NASHEMAN PE BIJLIYAN

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذوالنورین ہونے کا مطلب

آج کل موبائل میسیجز پر حضور ﷺ کی بشریت کا انکار کرنے کیلئے اور آپ ﷺ کو نوری مخلوق ثابت کرنے کیلئے یہ سوال ہوتا ہے کہ اگر حضور ﷺ نور نہیں تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ذوالنورین کیوں کہا جاتا ہے اگرچہ اس کے کئی منہ توڑ جوابات موجود ہیں مگر آئے اس کا جواب خود ایک بریلوی مولوی کے قلم سے دے دیتے ہیں اس کتاب پر ۳۱ جید بریلوی اکابرین کی تقریظات موجود ہیں www.RazaKhaniMazhab.com

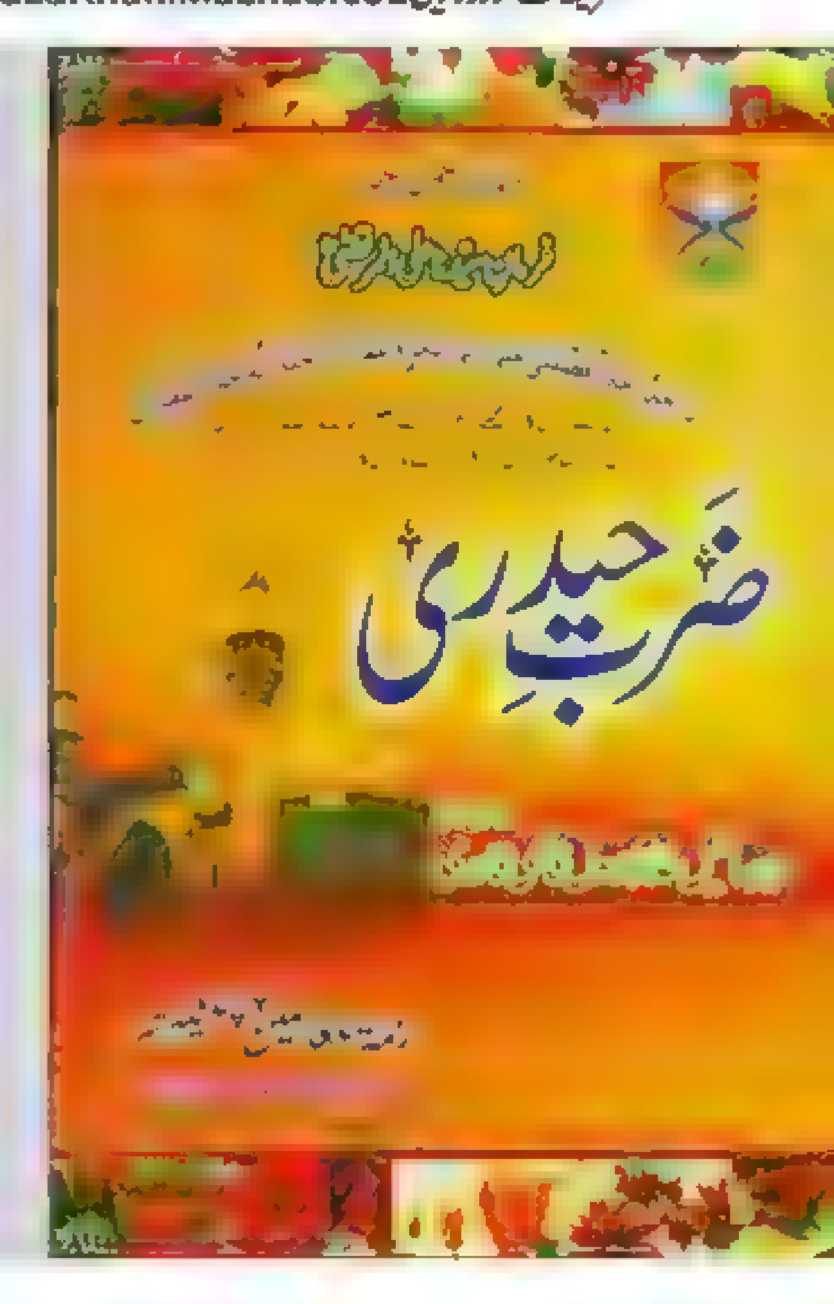

NABI SAW BASHER HAIN ALA HAZRAT KI TEQEEQ

is ibarat me 2 baat saaf hui ek ye ki nabi saw sirf basher hi hain awr doosri jo barelvi aqeeda noor min noorillah ka aqeeda rakhte hain uska khud unke abba ala hazrat ne khud hi rad ker diya ye keh keh ker ki nabi saw awr abu bakr rz awr umer rz ek hi mitti se banaaye gaye hain

ab barelvi ka aqeeda nabi saw allah ke noor se paida hue ye batil ho gaya

GHAR KO AAG LAG GAYI GHAR KE CHERAG SE

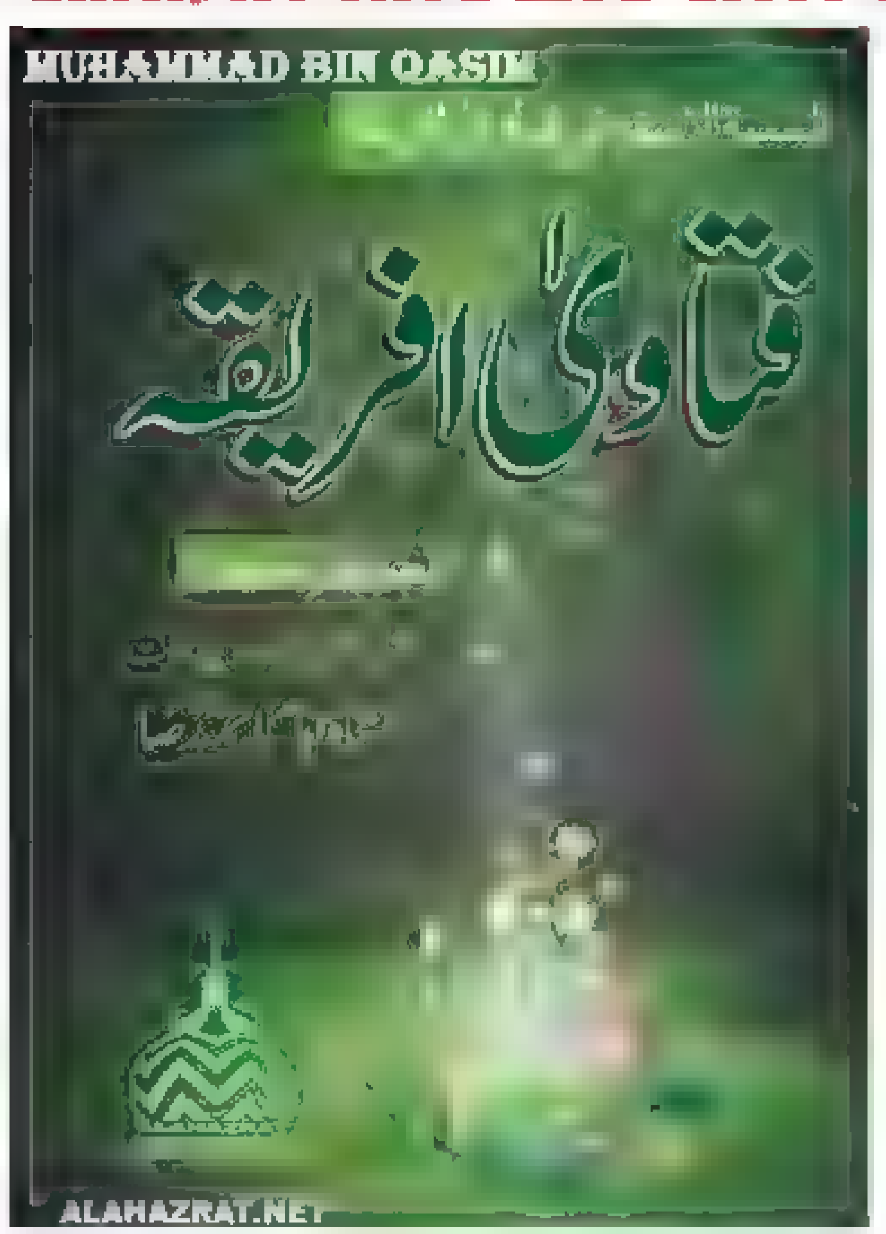

مسئلہ ۶۲: حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ بیشک اللہ نے مجھے اپنے نور سے پیدا کیا اور میرے نور سے سارے جہان کو، زید نے سوال کیا وہ نور محمدی ﷺ کتنا بڑا ہوگا فقیر نے جواب دیا اس میں کون شک ہے ایک شمع روشن کرو اور پھر لاکھوں کروڑوں شمعیں اس سے روشن کرلو اس کا نور کم نہیں ہوتا ایسا ہی نور محمد ﷺ نور پاک کم نہیں ہوتا۔

الجواب: زید کا اعتراض جاہلانہ اور سائل سلمہ اللہ تعالیٰ کا جواب صحیح و عالمانہ ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۳: حدیث شریف میں ہے کہ آدمی کی پیدائش جس زمین کی مٹی سے ہوتی ہے وہیں آدمی دفن ہوتا ہے زید یہ سوال کرتا ہے یہ کیسے بن سکتا ہے کہ آدمی صحبت نصف پچھلی رات میں کرتا ہے اور حمل قرار پانے کا کچھ وقت معلوم نہیں تو اس وقت کیسے مٹی ماں کے شکم میں پہنچ سکتی ہے فقیر نے کہا میاں کیا اللہ عزوجل کو اتنی قدرت نہیں کہ زمین سے مٹی اٹھالے یا بذریعہ ملک اس ساعت میں بچہ دان میں پہنچا دے۔

آدم مرکب ز آب و گل داشت　　کو کرم بملک جان و دل داشت

الجواب: اللہ عزوجل فرماتا ہے منها خلقنكم وفيها نعيدكم ومنها نخرجكم تارة اخرى ○ زمین ہی سے ہم نے تمہیں بنایا اور اسی میں تمہیں پھر لے جائیں گے اور اسی میں سے تمہیں دوبارہ نکالیں گے۔ ابو نعیم نے ابو ہریرہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں مامن مولود الا وقد ذر علیه من تراب حفرته کوئی بچہ پیدا نہیں ہوتا جس پر اس کی قبر کی مٹی نہ چھڑکی ہو۔ کتاب المتفق والمفترق میں عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا مامن مولود الا وفی سرته من تربته التی خلق منها حتی یدفن فیها وانا و ابوبکر و عمر خلقنا من تربة واحدة فیها ندفن ہر مولود کی ناف میں اس کی قبر کی مٹی ہوتی ہے جس سے وہ پیدا کیا اور اسی میں دفن ہوتا ہے اور میں اور ابوبکر و عمر ایک مٹی سے بنے اسی میں دفن ہوں گے۔ امام ترمذی حکیم عارف باللہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود سے راوی کہ فرشتہ جو رحم پر موکل ہے جب نطفہ رحم میں قرار پاتا ہے اسے رحم سے لے کر

AHMAD RAZA KHAN PAAGAL BEWAQOOF

PEHLI LINE ME LIKHTA :- HAI TU HAI SAYA NOOR KA ISME ISNE TASLEEM KIYA HAI KI NOOR KA SAYA HOTA HAI

DOOSRI LINE ME LIKHTA :- SAAYE KA SAYA NAHI HOTA NA SAYA NOOR KA ISMNE ISNE NOOR KA SAYA NAHI HOTA

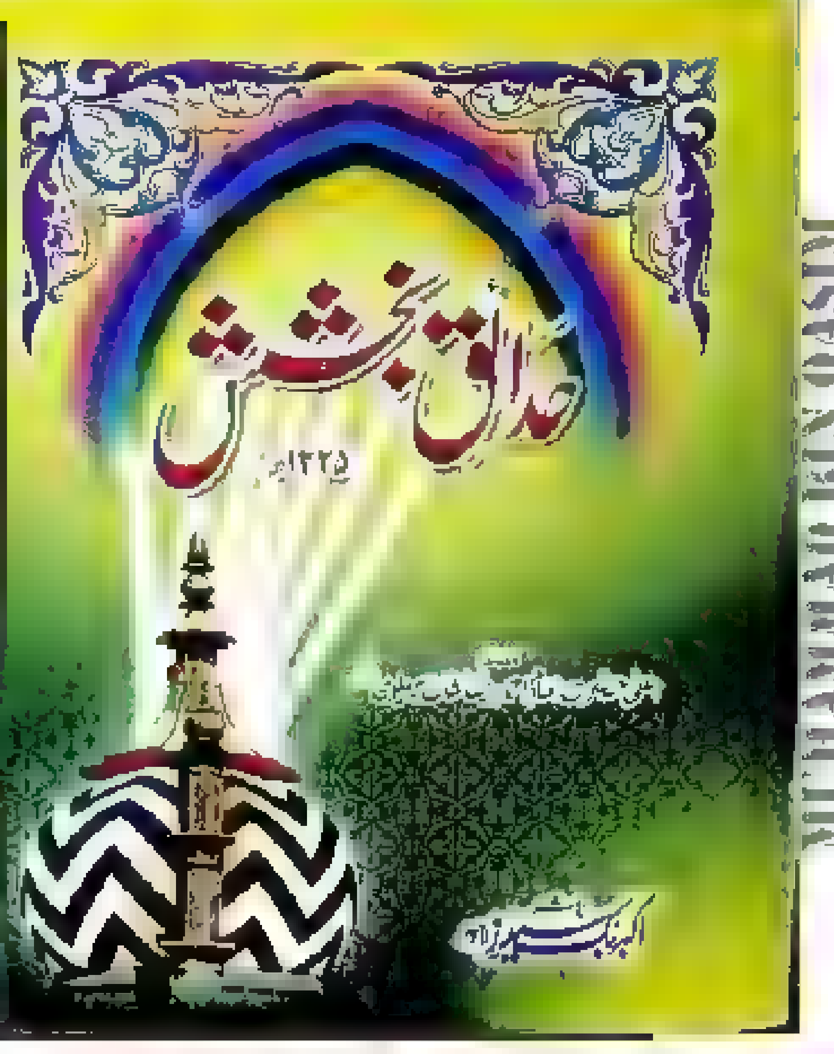

۹۵

مصحفِ عارض پہ ہے خطِ شفیعہ نور کا
لو سیہ کارو مبارک ہو قبالہ نور کا

آب زر بنتا ہے عارض پر پسینہ نور کا
مصحف اعجاز پر چڑھتا ہے سونا نور کا

پیچ کرتا ہے فدا ہونے کو لمعہ نور کا
گرد سر پھرنے کو بنتا ہے عمامہ نور کا

ہیبتِ عارض سے تھراتا ہے شعلہ نور کا
کفش پا پر گر کے بن جاتا ہے گپھا نور کا

شمع دل مشکوٰۃ تن سینہ زجاجہ نور کا
تیری صورت کے لیے آیا ہے سورہ نور کا

میل سے کس درجہ ستھرا ہے وہ پتلا نور کا
ہے گلے میں آج تک کورا ہی کرتا نور کا

تیرے آگے خاک پر جھکتا ہے ماتھا نور کا
نور نے پایا ترے سجدے سے سیما نور کا

تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا
سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا

AHMAD RAZA KHAN BARELVI KHUD EK BAAT SAABIT KER KE FIR USKI NAFI KER GAYA
AISE JAAHIL AWR BEWAQOOF INSAAN SHAYAD HI KOI HO APNA HI JOOTA AWR APNA HI SIR

AWR ISSE BADI JAAHIL BEWAQOOF ISKI AWAAM HAI AB AHMAD RAZA KHAN KA JO HAM AQEEDA NA HO WOH KAAFIR HAI KITAB (ASSAWAREMUL HINDIA) TO EK BAAT TO AAP TARQ KARENGE HI AHMAD RAZA KI FIR AAP APNE HI MASLAQ KE FATWE KI ZADD ME HAIN

JIS TARF DIL HO NIKAL JAAO JOOTE TO PADNE HI HAIN

وَالْبَغْضَاءَ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۚ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللَّهُ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ○	(قوں کے درمیان روزِ قیامت تک دشمنی اور کینہ ڈال دیا ہے اور عنقریب اللہ انہیں اس سے آگاہ کرے گا جو وہ کیا کرتے تھے ○
يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِمَّا كُنْتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ ۚ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ ○	۱۵۔ اے اہلِ کتاب! ہمارا رسول تمہارے پاس آیا ہے کتاب کی بہت سی باتیں جو تم چھپاتے تھے، تم پر ظاہر کرتا ہے اور بہت سی باتوں سے درگزر کرتا ہے۔ خدا کی طرف سے تمہارے پاس روشنی اور کھلی کتاب آئی ہے (یعنی قرآن) ○
يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ○	۱۶۔ اس کتاب سے خدا ان لوگوں کو جو اس کی رضا کے تابع ہیں سلامتی کی راہیں دکھاتا ہے اور اپنے حکم سے انہیں اندھیروں سے روشنی میں لاتا ہے اور انہیں راہِ راست دکھاتا ہے ○

اغراءِ عداوت

[illegible]

روشنی کا لیمپ

[illegible]

حل لغات

النُّور ۔ روشنی

سُبُل ۔ جمع سبیل، راہ

نبی کریم ﷺ کو بشر ماننا ضروریات دین میں سے ہے

علامہ طحطاوی الحنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو بشر ماننا اور عرب ماننا صحت ایمان کیلئے شرط ہے کہ اس بات پر دلائل قطعیہ متواترہ شاہد ہیں۔ لو جی علامہ طحطاوی بھی دیوبندی نکلے

حاشية الطحطاوي

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ

اور جو ان سے کہا جائے زمین میں فساد نہ کرو ف تو کہتے ہیں ہم تو سنوارنے والے ہیں

أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَٰكِن لَّا يَشْعُرُونَ ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ

سنتا ہے وہی فسادی ہیں مگر انہیں شعور نہیں اور جب ان سے کہا جائے

آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ ۗ أَلَا إِنَّهُمْ

ایمان لاؤ جیسے اور لوگ ایمان لائے ہیں ف تو کہیں کیا ہم احمقوں کی طرح ایمان لے آئیں ف سنتا ہے

نبی کریم ﷺ کو "بشر" ماننا ضروریات دین میں سے ہے

علامہ آلوسی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ ولی الدین عراقی سے پوچھا گیا کہ اس بات کا علم ہونا کہ نبی ﷺ بشر ہیں یا عرب میں سے ہے صحت ایمان کیلئے ضروری ہے یا فرض کفایہ (یعنی بعض لوگوں کو اس کا علم ہو تو کافی ہے) میں سے تو شیخ نے فرمایا کہ اس بات کا علم ہونا ایمان کے صحیح ہونے کیلئے ضروری ہے اور جو شخص یہ نہیں جانتا کہ نبی کریم ﷺ بشر ہیں یا نہیں تو وہ کافر ہے کہ اس نے قرآن کا انکار کیا کیونکہ نبی کریم ﷺ کو بشر ماننا ضروریات دین میں سے ہے (روح المعانی ج ۴ ص ۱۱۳)

معلوم ہوا کہ اب جو نبی کریم ﷺ کو بشر نہ مانے بلکہ نور مانے وہ کافر اور ضروریات دین کا منکر ہے تو جی علامہ آلوسی حنفی اور شیخ عراقی بھی دیوبندی وہابی نکلے

١١٣

وقد سئل الشيخ ولي الدين العراقي عن العلم بكونه صلى الله عليه وسلم بشراً ومن العرب شرط في صحة الإيمان أو من فروض الكفاية؟ فأجاب بأنه شرط في صحة الإيمان، ثم قال: فلو قال شخص: أؤمن برسالة محمد صلى الله عليه وسلم إلى جميع الخلق لكن لا أدري هل هو من البشر أو من الملائكة أو من الجن، أو لا أدري هل هو من العرب أو العجم فلا شك في كفره لتكذيبه القرآن وجحده ما تلقته قرون الإسلام خلفاً عن سلف وصار معلوماً بالضرورة عند الخاص والعام، ولا أعلم في ذلك خلافاً، فلو كان غبياً لا يعرف ذلك وجب تعليمه إياه، فإن جحده بعد ذلك حكمنا بكفره

روح المعاني

في

تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني

الجزء الرابع

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نبی ﷺ ہمارے جیسے بشر ہیں بریلویوں کا اعتراف

اگر ہم نبی ﷺ کو اپنے جیسا (باعتبار جنس کے) کہہ دیں تو بریلوی آسمان سر پر اٹھا لیں کہ تم گستاخ ہو مگر ذرا نام نہاد بریلوی سلطان المناظرین مولوی اشرف سیالوی کی بھی سن لیں جو کہتا ہے کہ

غور طلب امر یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کو ہماری ہدایت اور اصلاح مقصود ہوتی تو کسی فرشتے کو ہمارے پاس نبی اور رسول بنا کر بھیجتا۔ ضروری تھا کہ ایک ہمارے جیسے بشر اور انسان کو ہمارے لیے نبی اور رسول بنایا جاتا کیونکہ نبی اور امت میں مناسبت ضروری ہوتی ہے

(تحقیقات، ص ۹۱)

امید کرتا ہوں کہ بریلوی حضرات اپنے مفتی پر بھی وہی فتویٰ لگائیں گے جو وہ اہلحق پر لگاتے ہیں

کہتے ہیں کہ ان کی طرف کسی فرشتہ کو نبی اور رسول بنا کر کیوں نہیں بھیجا گیا جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے
لَوْ شِئْنَا لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰٓئِكَةً [illegible] سے کو ساتھ یہ مطالبہ ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہماری
ہدایت اور اصلاح مقصود ہوتی تو کسی فرشتے کو ہمارے پاس نبی اور رسول بنا کر بھیجتا۔ ضروری تھا
کہ ایک ہمارے جیسے بشر اور انسان کو ہمارے لیے نبی اور رسول بنایا جاتا کیونکہ نبی اور امت میں
مناسبت ضروری ہوتی ہے لہٰذا اگر زمین میں فرشتے موجود ہوتے اور ان کی ہدایت اور اصلاح مقصود
ہوتی تو ہم ان کی طرف فرشتے رسول بنا کر بھیجتے قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ
مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا [illegible]
[illegible]

سوال

حیلہ اور نائب کی ضرورت تین صورتوں میں ہوتی ہے یا اصل غائب ہو یا وہ [illegible]

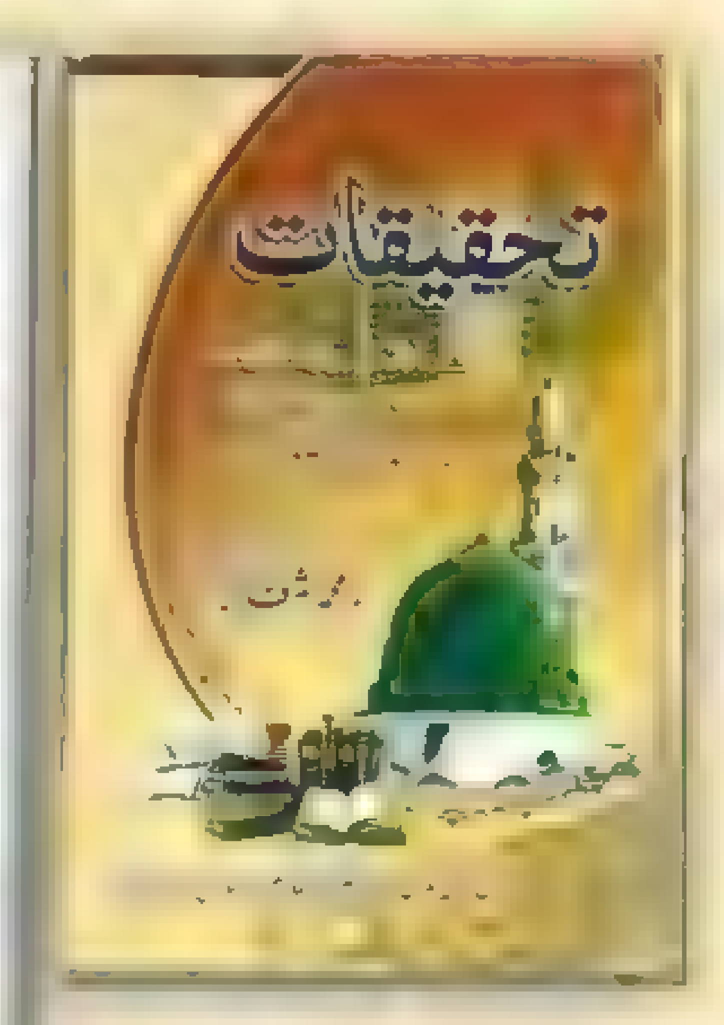

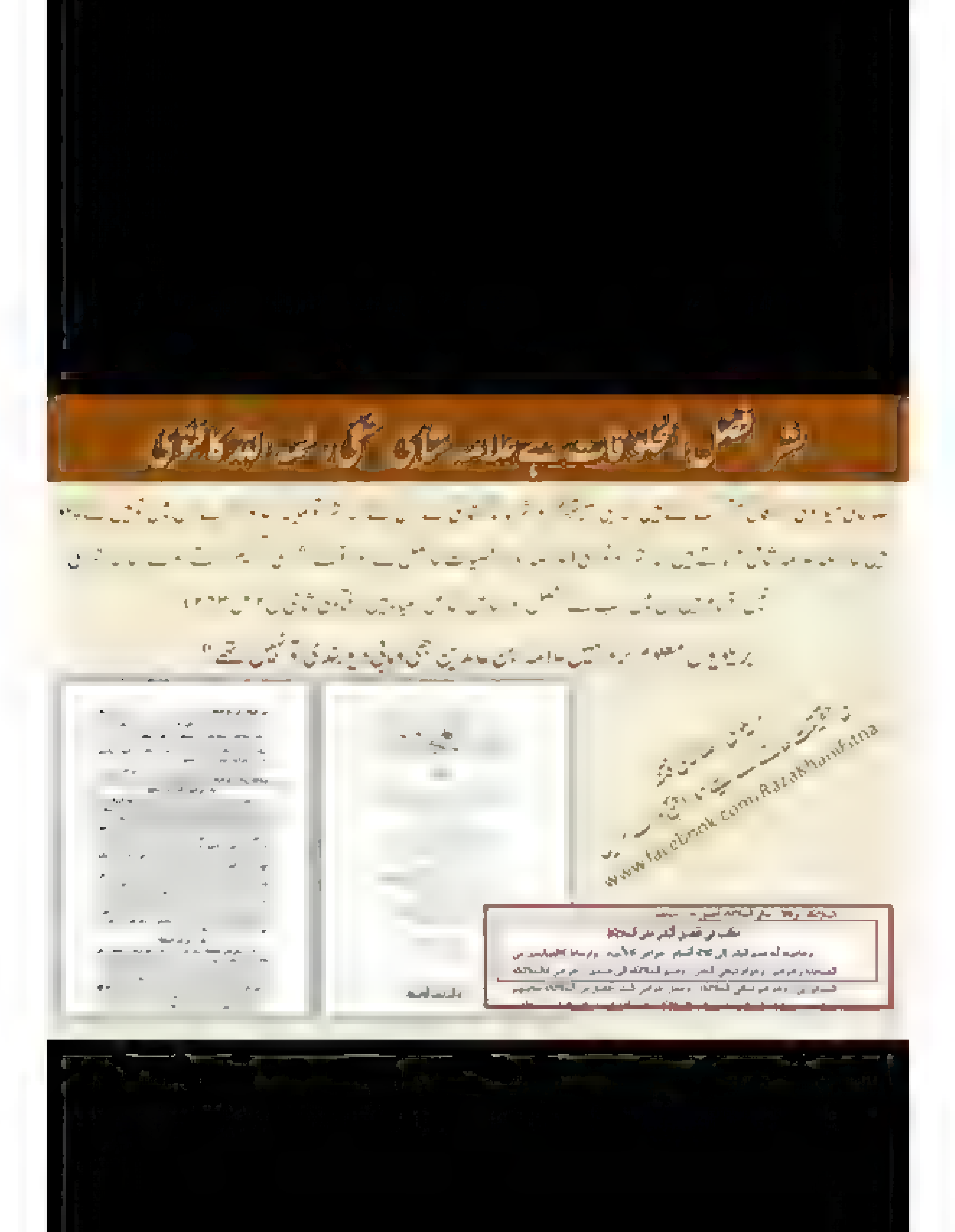

نور من نور اللہ کا عقیدہ عیسائیوں کا ہے

بریلوی رضاخانیوں ابولہبی میلادیوں نے نبی کریم ﷺ کی بشریت کا انکار کر کے آپ ﷺ کو نور ماننے کا عقیدہ عیسائیوں سے لیا ہے

کلامِ مقدّس

ما تصنعون قالوا
كنا نصنعه قال
لعلكم لو لم تفعلوا
كان خيرا فتركوه
فنقصت قال فذكروا
ذلك له فقال إنما
أنا بشر إذا أمرتكم
بشيء من أمر
دينكم فخذوا به
وإذا أمرتكم بشيء
من رأيي فإنما
أنا بشر

رواه مسلم
مشكوة ص ٢٠

کھجوروں کے شگوفوں میں نر ڈالا کر
تھے کہتے تھے آپؐ نے
فرمایا ایسا کیوں کرتے ہو انہوں
نے کہا ہم ہمیشہ ایسا کرتے ہیں
آپؐ نے فرمایا اگر ایسا نہ کرو تو
شاید بہتر ہو۔ پس لوگوں نے اس
عمل کو ترک کر دیا لیکن پھل میں
نقصان واقع ہوا چنانچہ انہوں
نے آنحضرتؐ سے اس کا ذکر کیا
آپؐ نے فرمایا: میں بھی ایک بشر
ہوں جب میں تم کو مذہب میں
کسی چیز کا حکم دوں تو اس پر
عمل کرو اور جب میں اپنی رائے
سے تم کو کسی دنیاوی چیز کے متعلق
کچھ کہوں تو آخر میں بھی بشر ہوں
یعنی تم لوگ اپنے تجربہ پر چل لیا کرو

چوتھی حدیث

عن أم سلمة أن
رسول الله صلى الله عليه
وسلم قال إنما أنا بشر
وإنكم تختصمون

ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ حضور
اقدسؐ نے فرمایا بے شک میں
ایک بشر ہوں اور تم لوگ میرے پاس
اپنے جھگڑے لے کر آتے ہو۔

حدیث نمبر ۸

عن جابر بن عبد الله رضي يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول إنما أنا بشر وإني اشترطت على ربي أي عبد من المسلمين سببته أن يكون ذلك له زكاة وأجرا.

حضرت جابرؓ بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا بے شک میں ایک بشر ہوں اس لئے میں نے اپنے رب سے یہ بات مشروط کی ہے کہ اگر میں مسلمانوں میں سے کسی بندے کو سب وشتم کروں یا برا بھلا کہوں تو یہ اس کے لئے پاکیزگی اور اجر ثابت ہو۔

حدیث نمبر ۹

عن عائشةؓ قالت دخل على رسول الله صلى الله عليه وسلم رجلان فكلماه بشيء لا أدري ما هو فأغضباه فلعنهما وسبهما فلما خرجا قلت يا رسول الله لمن أصاب من الخير شيئا ما أصابه هذان قال

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دو مرد حاضر ہوئے اور آپؐ سے کسی بات میں کلام کیا جو مجھے معلوم نہیں، پس انہوں نے آنحضرتؐ کو غصہ دلایا آپؐ نے انکو سب وشتم اور لعن وطعن کیا پس جب وہ نکل گئے تو میں نے کہا یا رسول اللہ ان دو مردوں

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا خود اپنا ارشاد کہ میں بھی تم جیسا بشر ہوں!

پہلی حدیث۔

عن عبد اللہ بن مسعودؓ أن رسول اللہ صلی الظہر خمسا فقیل لہ أزید فی الصلوۃ فقال وما ذاک قالوا صلیت خمسا فسجد سجدتین بعد ما سلم وفی روایۃ قال إنما أنا بشر مثلکم أنسی کما تنسون فإذا نسیت فذکرونی (متفق علیہ مشکوۃ ص۹۲)

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے ظہر کی پانچ رکعتیں پڑھائیں، عرض کیا گیا، حضرت نماز میں کیا کچھ زیادتی ہوگئی ہے، آپؐ نے فرمایا، کیا ہوا، صحابہؓ نے عرض کی آپ نے پانچ رکعتیں پڑھائی ہیں، چنانچہ آپؐ نے سلام کے بعد دو سجدے ادا کئے، اور ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا میں بھی تم جیسا بشر ہوں میں بھی بھول سکتا ہوں جیسے تم بھولتے ہو، پس جب میں نماز میں بھول جاؤں تو مجھے یاد کرادیا کرو۔

دوسری حدیث۔

عن زید بن ارقم قال قام رسول اللہ یوما خطیبا [illegible] ثم قال أما بعد!

حضرت زید بن ارقم بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن خطبہ ارشاد فرمانے کے لئے کھڑے ہوئے بیان [illegible] آپ نے فرمایا: اما بعد!

[illegible]
لعنهما وسبهما
قال أو ما علمت ما
شارطت عليه ربي
قلت اللهم إنما أنا بشر فأي
المسلمين لعنته أو
سببته فاجعله له
زكاة وأجرا ۵

کے چلے یہ جیکی بات رہی ہے
نے فرمایا کیا ہوا؟ کہتی ہیں میں
نے عرض کیا آپ نے ان دونوں
کو سب و شتم اور لعن و طعن فرمایا۔
آپؐ نے ارشاد فرمایا، کیا تجھے
معلوم نہیں کہ میں نے اپنے رب پر شرط
کیا ہے، کہ اے اللہ بیشک میں ایک
بشر ہوں پس جس مسلمان کو میں لعن و طعن
[illegible] یا اسکو برا بھلا کہوں تو اسکو
اس کیلئے پاکیزگی اور اجر بنا دے۔

مسلم ص ۳۲۳ ج ۲

حدیث نمبر ۱۰

عن أنس بن مالك
فخرجت أم سليم مستعجلة
تلوث خمارها حتى لقيت
رسول الله صلى الله عليه وسلم
فقال لها رسول الله صلى الله عليه وسلم
مالك يا أم سليم فقالت يا نبي الله
أدعوت على يتيمتي قال وما ذاك
يا أم سليم قالت زعمت أنك
دعوت أن لا يكبر
سنها أو لا يكبر

حضرت انسؓ ایک طویل حدیث
میں اپنی والدہ ام سلیم کا واقعہ
بیان فرماتے ہیں وہ سر پر دوپٹہ اوڑھے
ہوئے جلدی جلدی اپنے گھر سے نکلی
یہاں تک کہ حضور اقدس ﷺ سے
ملاقات کی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ام سلیم کیا بات ہے؟ عرض
کیا اے اللہ کے نبی کیا میرے پاس
جو یتیم لڑکی ہے اسکے متعلق آپ نے
کوئی دعا کی ہے؟ آپ نے فرمایا۔

حدیث نمبر ۸

عن جابر بن عبد الله يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول إنما أنا بشر وإني اشترطت على ربي أي عبد من المسلمين سببته أن يكون ذلك له زكاة وأجرا۔

حضرت جابر بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا بے شک میں ایک بشر ہوں اس لئے میں نے اپنے رب سے یہ بات مشروط کی ہے کہ اگر میں مسلمانوں میں سے کسی بندے کو سب و شتم کروں یا برا بھلا کہوں، تو یہ اس کے لئے پاکیزگی اور اجر ثابت ہو۔

حدیث نمبر ۹

عن عائشة قالت دخل على رسول الله صلى الله عليه وسلم رجلان فكلماه بشيء لا أدري ما هو فأغضباه فلعنهما وسبهما فلما خرجا قلت يا رسول الله من أصاب من الخير شيئا ما أصابه هذان قال

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دو مرد حاضر ہوئے اور آپؐ سے کسی بات میں کلام کیا جو مجھے معلوم نہیں، پس انہوں نے آنحضرتؐ کو غصہ دلایا آپؐ نے انکو سب و شتم اور لعن طعن کیا پس جب وہ نکل گئے تو میں نے کہا یا رسول اللہ ان دو مردوں

عن أبي هريرة
قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم اللهم
إني أتخذ عندك
عهدا لن تخلفنيه
فإنما أنا بشر
فأي المؤمنين آذيته
شتمته لعنته جلدته
فاجعلها له صلاة وزكاة و
قربة

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے
ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا اے
اللہ تحقیق میں نے تجھ سے عہد
لیا ہے کہ ہرگز تو میرے ساتھ
خلاف ورزی نہیں کرے گا پس
میں بشر ہوں جس مومن کو میں نے
کوئی اذیت پہنچائی ہو یا اسے سخت
سست کہی ہو یا میں نے اسکو لعن طعن
کیا ہو یا اس کو میں نے مارا ہو
اس کیلئے اسکو رحمت بنا دے
اور اسکو پاکیزگی اور قربت کا سبب
بنا دے کہ دن تیرا قرب حاصل کریں۔

حدیث نمبر ۲

عن أبي هريرة قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم اللهم
إنما أنا بشر فأيما رجل
من المسلمين سببته أو
لعنته أو جلدته
فاجعلها له زكاة
ورحمة۔

(رواه مسلم، ص ۳۲۴ ج ۲)

حضرت ابوہریرہؓ بیان
کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اے اللہ
میں بھی ایک بشر ہوں، سو جس
مسلمان مرد کو میں سب کروں یا
لعن طعن کروں یا میں اس کو ماروں
پس تو اس کو اس شخص کے لئے گناہوں
سے پاکیزگی اور اس کیلئے رحمت بنا دے۔

قَرْنُكِ قَالَ نُعَيْمَةُ
رسول الله صلى الله عليه وسلم
ثُمَّ قَالَ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ
أَمَا تَعْلَمِينَ أَنَّ شَرْطِي
عَلَى رَبِّي أَنِّي اشْتَرَطْتُ
عَلَى رَبِّي فَقُلْتُ إِنَّمَا
أَنَا بَشَرٌ أَرْضَى كَمَا
يَرْضَى الْبَشَرُ وَأَغْضَبُ
كَمَا يَغْضَبُ الْبَشَرُ فَأَيُّمَا
أَحَدٍ دَعَوْتُ عَلَيْهِ مِنْ
أُمَّتِي بِدَعْوَةٍ لَيْسَ لَهَا
بِأَهْلٍ أَنْ يَجْعَلَهَا لَهُ
طَهُورًا وَزَكَاةً وَقُرْبَةً
يُقَرِّبُهُ بِهَا مِنْهُ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ ط

اے اُم سلیم یہ کیسے؟ اُم سلیم نے
کہا: لڑکی کہتی ہے کہ آپ نے دعا
کی ہے۔ اللہ لا یکبر سنھا ولا
تکبر قرنک یعنی اس کی عمر نہ بڑھے
حضورؐ ہنسے پس آپ ہنس پڑے اور
فرمایا: اُم سلیم تجھے معلوم نہیں کہ
اللہ تعالیٰ کی ذات پر میری شرط
ہے اور میں نے اللہ تعالیٰ سے
شرط قرار دیا ہے اور میں نے چاہا ہے
کہ بے شک میں ایک بشر ہوں کبھی
ہشاش بشاش ہوتا ہوں جیسے
دوسرا کوئی بشر خوش ہوتا ہے۔
کبھی غصہ بھی آتا ہے جیسے دوسرے
بشر کو غصہ آتا ہے پس جب اپنی امت
میں سے کسی کے لئے کوئی ایسی دعا
کروں جس کا وہ اہل نہیں ہے۔
تو اس کو اُس شخص کے لئے
(اے اللہ) طہارت اور پاکیزگی
اور قربت بنا دے اور اس دعا
کو قیامت کے روز اس شخص کیلئے اپنے
قرب کا ذریعہ بنا دے۔

مسلم ص ۳۲۶ ج ۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضور ﷺ دینی بھائی ہونے کے اعتبار سے ہمارے برابر ہیں (معاذ اللہ)

بریلویوں کے زبدۃ السالکین عمدۃ العارفین خواجہ حسن جان جن کو عبد الحکیم شرف قادری نے تذکرہ اکابر اہلسنت میں اپنے اکابرین میں سے لکھا ہے نے عقائد پر اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ وہابیہ پتہ نہیں حضور ﷺ کو اپنا بڑا بھائی کیوں کہتے ہیں کیونکہ اگر دینی اعتبار سے بھائی مانیں تو اس میں چھوٹے بڑے کی تخصیص نہیں بلکہ سب برابر ہیں۔ معاذ اللہ۔ اب علمائے دیوبند پر بھونکنے والے کہ بڑا بھائی کہہ دیا تمہارا باپ برابر کا بھائی کہہ رہا ہے غیرت ہے تو لگاؤ کوئی فتوی۔

۲۷

ابن حنبل وهو من اثبت الناس وقال جعفر الطيالسي سمعت ابن معين قال
سمعت من عبد الرزاق كلاما استدللت به على ما ذكر عنه من المذهب فقلت له
ان استاذيك الذين اخذت عنهم ثقات كلهم اصحاب سنة معمر ومالك وابن
جريج والثوري والاوزاعي فعمن اخذت هذا المذهب قال قدم علينا جعفر
ابن سليمان فرأيته فاضلا حسن الهدى فاخذت هذا عنه وقال محمد بن ابي
بكر المقدمي وجدت عبد الرزاق ما افسد جعفرا غيره يعني في التشيع وقال ابن
ابي خيثمة سمعت يحيى بن معين وقيل له قال احمد ان عبيد الله بن موسى يرد
حديثه للتشيع فقال كان عبد الرزاق والله الذى لا اله الا هو اغلى فى ذلك منه
مائة ضعف ولقد سمعت من عبد الرزاق اضعاف ما سمعت من عبيد الله
وقال عبد الله بن احمد سألت ابي هل كان عبد الرزاق يتشيع و يفرط في
التشيع فقال اما انا فلم اسمع منه في هذا شيئا وقال عبد الله بن احمد سمعت سلمة
ابن شبيب يقول سمعت عبد الرزاق يقول والله ما انشرح صدرى قط ان
افضل عليا على ابي بكر وعمر رحم الله ابا بكر وعمر وعثمان من لم يحبهم فما هو مؤمن
وقال اوثق اعمالى حبي اياهم . وقال ابو الازهر سمعت عبد الرزاق يقول افضل
الشيخين بتفضيل علي اياهما على نفسه ولو لم يفضلهما ما فضلتهما كفى بي ازدراء
ان احب عليا ثم اخالف قوله وقال ابن عدى ولعبد الرزاق اصناف وحديث
كثير وقد رحل اليه ثقات المسلمين وائمتهم وكتبوا عنه الا انهم نسبوه الى
التشيع وقد روى احاديث في الفضائل لم يتابع عليها فهذا اعظم ما ذموه من
روايته لهذه الاحاديث ولما رواه في مثالب غيرهم واما فى باب الصدق فارجو

مَنْ يحدث به عن عبد الرزاق؟ قلت: حدثني أحمد بن شَبُّوية. قال: هؤلاء سمعوا منه بعد ما عمي. كان يُلقّن فلُقّنه، وليس هو في كتبه. وقد أسندوا عنه أحاديث ليست في كتبه كان يلقّها بعد ما عَمِي.

وقال النَّسَائِيُّ: فيه نظر لمن كتب عنه بِأَخَرة. رُوي عنه أحاديث مناكير.

وقال ابنُ عَدِيٍّ: حدّث بأحاديث في الفضائل لم يوافِقه عليها أحَد، ومثالب لغيرهم مناكير، ونسبوه إلى التشيّع.

وقال الدَّارَقطنِيُّ: ثقة، لكنه يخطىء على معْمر في أحاديث.

وقال عَبْدُالله بنُ أَحْمَدَ: سمعتُ يحيى يقول: رأيت عبد الرزاق بمكة يحدّث؛ فقلت له: هذه الأحاديث سمعتها؟ قال: بعضها سمعتها، وبعضها عرضاً، وبعضها ذكره؛ وكلٌّ سماع ثم قال يَحْيَىٰ: ما كتبتُ عنه من غير كتابه سِوَى حديثٍ واحد.

وقال البُخَارِيُّ: ما حدّث عنه عبد الرزاق من كتابه فهو أصحّ.

وقال محمّدُ بنُ أبِي بَكْرٍ المقدّمي: فقدت عبدَ الرزاق، ما أفسد جعفر بن سليمان غيره.

أبو زُرْعَةَ عُبَيْدالله، حدثنا عبدالله المُسْنَدي، قال: ودعت ابن عيينة قلتُ: أريد[1] عبد الرزاق؟ قال: أخاف أن يكونَ من الذين ضَلّ سعْيُهُم في الحياة الدنيا.

عَبْدُالله بنُ أَحْمَدَ، سألتُ أبي: عبد الرزاق يفرط في التشيّع؟ قال: أمّا أنا فلم أسمع منه في هذا شيئاً؛ ولكن كان رجلاً يُعجبه أخبارُ الناس.

العُقَيْلِيُّ، حدثني أحمد بن زُكير الحضرمي، حدثنا محمد بن إسحاق بن يزيد البصري، سمعتُ مخلداً الشعيري يقول: كنتُ عند عبد الرزاق فذكر رجل معاوية، فقال: لا تقذر مجلسنا بذكْر ولد أبي سفيان.

محمدُ بنُ عُثْمانَ الثَّقَفِيُّ البَصْرِيُّ، قال: لما قدم العباس بن عبد العظيم من صَنْعاء من عند عبد الرزاق أتيناه، فقال لنا ـ ونحن جماعة: ألسْتَ قد تجشمت الخروج إلى عبد الرزاق ووصلت[2]، إليه، وأقمت عنده؛ والله الذي لا إله إلاّ هو إنْ عبد الرزاق كذاب، والواقدي أصدقُ منه.

قلتُ: هذا ما وافَقَ العباسَ عليه مسلم، بل سائر الحفاظ وأئمة العلم يحتجّون به إلاّ في تلك المناكير المعدودة في سعة ما رَوَى.

العُقَيْلِيُّ، سمعتُ علي بن عبدالله بن المبارك الصنعاني يقول: كان زيد بن المبارك لزم عبد الرزاق فأكثر عنه، ثم خَرق كتبه، ولزم محمد بن ثور، فقيل له في ذلك؛ فقال: كنّا عند

---

(١) في أ: أتريد. (٢) في أ: فدخلت إليه.

انه لا بأس به. قال احمد وغيره ولد سنة ست وعشرين ومائة وقال البخاري وغير واحد مات سنة احدى عشرة ومائتين. زاد ابن سعد في شوال (١). قلت. قال النسائي فيه نظر لمن كتب عنه بآخره كتب عنه احاديث مناكير وقال ابو حاتم يكتب حديثه ويحتج به وذكره ابن حبان في الثقات وقال كان ممن يخطئ اذا حدث من حفظه على تشيع فيه وكان ممن جمع وصنف وحفظ وذاكر وقال الآجري عن ابي داود الفريابي احب الينا منه وعبد الرزاق ثقة وقال ابو داود سمعت الحسن بن علي الحلواني يقول سمعت عبدالرزاق وسئل اتزعم ان عليا كان على الهدى في حروبه قال لا ها الله اذا يزعم علي انها فتنة واتقلده هالله هذا. قال ابو داود وكان عبدالرزاق يعرض بمعاوية وقال محمد ابن اسمعيل الفزاري بلغني ونحن بصنعاء ان احمد ويحيى تركا حديث عبدالرزاق فدخلنا غم شديد فوافيت ابن معين في الموسم فذكرت له فقال يا ابا صالح لو ارتد عبدالرزاق ما تركنا حديثه وروى عن عبدالرزاق انه قال حججت فمكثت ثلاثة ايام لا يجيئني اصحاب الحديث فتعلقت بالكعبة وقلت يا رب مالي اكذاب انا امدلس انا فرجعت الى البيت فجاؤني وقال العجلي ثقة يتشيع وكذا قال البزار وقال الذهلي كان عبدالرزاق ايقظهم في الحديث وكان يحفظ وقال ابراهيم بن عباد الدبري كان عبدالرزاق يحفظ نحوا من سبع عشرة الف حديث وقال العباس العنبري لما قدم من صنعاء لقد تجشمت الى عبدالرزاق وانه لكذاب والواقدي اصدق منه قرأت بخط الذهبي عقب

---

(١) وزاد في الخلاصة عن خمس وثمانين سنة ١٢ شريف الدين

نبی کو اپنے جیسا
انسان کہا بریلوی مفتی نے
اس پر بھی لگاؤ فتوی

تامہ ہو کر حال ہے نَمُوتُ وَ نَحْیَا کا ذوالحال حال مل کر خبر ہے ہِیَ مبتدا کی دونوں مل کر جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ چہارم ہوا۔ اس عبارت کا نحوی ترجمہ ہے بس یہی ہماری زندگی ہے دنیا کی کہ مرتے رہتے ہیں پیدا ہوتے رہتے ہیں ہم اس حال میں کہ نہیں ہیں ہم اٹھائے ہوؤں میں سے اِنْ نافیہ ھُوَ ضمیر مستثنیٰ منہ اس کا مرجع رَسُوْلٌ۔ اِلَّا حرف استثناء رَجُلٌ مستثنیٰ یہ دونوں مل کر مبتدا اِفْتَرٰی باب افتعال ماضی مطلق فَرْیٌ سے بنا ہے۔ مصدر ہے اِفْتِرَاءٌ ترجمہ ہے بناوٹ کرنا۔ جھوٹ لگانا۔ اسکا فاعل ھُوَ ضمیر واحد مذکر غائب مرجع رَجُلٌ عَلَى اللّٰهِ جار مجرور متعلق ہے كَذِبًا اسم حاصل مصدر بمعنی جھوٹی بات کا۔ یہ مفعول ہے اِفْتَرٰی فعل سب سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر ہے مبتداء کی دونوں مل کر جملہ اسمیہ ہو کر معطوف علیہ۔ وَ مَا عاطفہ مَا نافیہ حجازیہ قائم مقام لَیْسَ اور اصل ہے۔ لَیْسَ نَحْنُ نَحْنُ اس کا فاعل لَهٗ۔ جار مجرور پہلا متعلق بِ جارہ مُؤْمِنِیْنَ باب افعال کا اسم فاعل جمع مذکر بجائے جمع متکلم اس کا فاعل نَحْنُ پوشیدہ ضمیر۔ اس کا مرجع ہے مَلَؤٌا یہ اسم فاعل با فاعل جملہ اسمیہ ہو کر مجرور اور متعلق دوم لَیْسَ پوشیدہ فعل ناقص کا سب مل کر جملہ فعلیہ عامہ خبریہ ہو کر معطوف ہوا اِنْ ھُوَ کے جملے پر۔ دونوں معطوف مل کر مقولہ پنجم ہوا۔ قَالَ الْمَلَؤُا اپنے پانچوں مقولوں سے مل کر جملہ قولیہ فعلیہ خبریہ ہو گیا۔ اہل لغت فرماتے ہیں کہ اِفْتِرَاءٌ کا معنی ہے کسی تجربے کے لئے کسی جانور کی کھال کا شانا یا چیر پھاڑ کرنا مقصود اپنا فائدہ ہو رفری کا فائدہ مراد و مقصود نہ ہو۔ خود جانور اس کا فائدہ ہو جائے یا نہ ہو خواہ زخمی تاب نہ لا کر مر بھی جائے تو پرواہ نہیں قرآن مجید میں یہ لفظ شرک کفر ظلم کذب کے لئے ہی استعمال فرمایا گیا ہے اس کا مادہ فَرْیٌ ہے جس کا معنی ہے کسی کے فائدے کے لئے ہی اس کی کھال کا شانا یا چیر پھاڑ کرنا جیسے ڈاکٹروں کا اپریشن کرنا۔ فَرْیٌ کو باب افتعال میں لا کر اِفْتِرَاءٌ کا معنی ہے صرف فساد اور ہلاکت کے لئے کسی کی کھال کا شانا یا چیر پھاڑ کرنا اپنا کوئی مفاد نہ ہو۔ (روح البیان)

تفسیر عالمانہ

وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝ اَیَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّ عِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ۝ هَیْهَاتَ هَیْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ ۝ اِنْ هِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا نَمُوْتُ وَ نَحْیَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِیْنَ ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلُ ﹰافْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا وَّمَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِیْنَ ۝ اے قوم والو! ہم تم کو اس لئے بار بار سمجھا رہے ہیں کہ تم لوگ عقل کے کچے تجربے کے کمزور اور مشاہدے کے بے بہرہ تاریخوں اور کتابوں کے مطالعے اور اپنے بڑوں کی باتیں سن کر ہمارا تجربہ ہے کہ اس قسم کی باتیں نری کہانیاں اور کہاوتیں ہی ہوتی ہیں اور دعوے نبوت کرنے والے اکثر جھوٹے و غلط بیان ہوتے ہیں۔ لہٰذا بچو اس سے۔ واللہ اگر تم نے اس اپنے جیسے بشر و عام انسان کی اطاعت کر لی اور اپنا آبائی اصلی دین و بت پرستی چھوڑ دی اور اس کا بتایا ہوا توحید و رسالت والا دین قبول کیا تو ہم بھی دیگر بہ شدومد کہتے ہیں کہ بیشک تم اس دن سے ہر طرح کا نقصان پانے اٹھانے کمانے حاصل کرنے والے ہو جاؤ گے۔ پوری زندگی کہیں تمہارا کوئی فائدہ نہ ہوگا نہ اپنوں میں نہ پرایوں میں نہ قوم قبیلہ برادری میں اور نہ ہم میں عزت محبت الفت مروت پاؤ گے۔ نہ عوام و خواص میں۔ کیا تم یہ حالات و نقصانات برداشت کر لو گے اور اس کی اتباع و اطاعت کر کے یہ سب مخالفت و دیوی دیوتاؤں کی مخالفت جھیل سکو گے۔ قوم ثمود کے امراء سردار محض اپنی سرداری و امارت کو باقی رکھنے کے لئے ... لوگوں کو بہلا کر کھلم کھلا کر کھلیں بجا

قُوْلُوْا اِنَّمَا هُوَ بَشَرٌ مِّثْلُنَا اے لوگو تم کہا کرو کہ حضور علیہ السلام ہم جیسے بشر ہیں۔ بلکہ قُل میں اس طرف اشارہ ہے کہ بشر وغیرہ کلمات تم کہو دو ہم تو نہ کہیں گے۔ ہم تو فرمائیں گے۔ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ہم تو فرمائیں گے یَا اَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ یَا اَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ غیرہ ہم تو آپ کی شان بڑھائیں گے۔ ایسا کہہ کر یہ فرما سکتے ہیں۔ نیز اس آیت میں کفار سے خطاب ہے چونکہ ہر جیز اپنی غیر جنس سے نفرت کرتی ہے لہٰذا فرمایا گیا کہ اے کفار تم مجھ سے گھبراؤ نہیں میں تمہاری جنس سے ہوں یعنی بشر ہوں۔ شکاری جانوروں کی سی آواز نکال کر شکار کرتا ہے۔ اس سے کفار کو اپنی طرف مائل کرنا مقصود ہے اگر دیوبندی بھی کفار میں سے ہی ہیں تو ان سے بھی یہ خطاب ہو سکتا ہے ہم مسلمانوں سے فرمایا گیا اَیُّكُمْ مِثْلِیْ۔ طوطے کے سامنے آئینہ رکھ کر اور خود آئینہ کے پیچھے کھڑے ہو کر بولتے ہیں تاکہ طوطا اپنا عکس آئینہ میں دیکھ کر سمجھے کہ یہ میرے جنس کی آواز ہے انبیائے کرام رب کا آئینہ ہیں آواز و زبان انکا کی ہوتی ہے اور کلام رب کا۔ گفت من آئینہ مشقول دوست۔ یہ عکس کا لحاظ ہے دوسرے اس طرح کہ مِثْلُکُمْ آیت ختم نہ ہوئی بلکہ آگے ارشاد ہے یُوْحٰی اِلَیَّ۔ یُوْحٰی اِلَیَّ کی قید ایسی ہے جیسے ہم کہیں کہ زید دیگر حیوانات کی طرح حیوان ہے مگر ناطق ہے تو ناطق کی قید نے زید اور دیگر حیوانات میں ذاتی فرق پیدا کر دیا کہ اس قید سے زید تو اشرف المخلوقات انسان ہوا۔ اور دوسرے حیوانات اور تشنے۔ اسی طرح وحی کی صفت نے نبی اور انکی میں بہت بڑا فرق بتادیا۔ حیوان اور انسان میں صرف ایک درجہ کا فرق ہے مگر بشریت اور شان مصطفیٰ میں ۲۲ درجہ فرق ہے اولاً بشر پھر شہید پھر متقی پھر ولی پھر ابدال پھر اوتاد پھر قطب پھر غوث پھر غوث الاعظم پھر تابعی پھر صحابی پھر مہاجر پھر صدیق پھر نبی پھر رحمۃ للعالمین وغیرہ یہ ۲۲ مراتب کا اجمالی ذکر ہے۔ تفصیل دیکھنا ہو تو ہماری کتاب شانِ حبیب الرحمان میں ملاحظہ کرو۔ تو عام بشر اور مصطفیٰ علیہ السلام میں شرکت کیسی؟ شرکت تو ایسی بھی نہیں جیسی کہ جنس عالی یا کسی عرض عامہ کے افراد کو انسان سے ہے یہ تو ایسا ہوا کہ کوئی کہے اللہ ہماری طرح موجود ہے۔ اللہ ہماری طرح سمیع و بصیر ہے کیونکہ کلمہ موجود و علیم ہر جگہ بولا جاتا ہے جس طرح ہماری موجودیت اور رب کی موجودیت میں کوئی نسبت ہی نہیں۔ ایسے ہی ہماری بشریت اور محبوب علیہ السلام کی بشریت میں کوئی نسبت نہیں۔ مولانا مثنوی میں فرماتے ہیں۔

اے ہزاراں جبرئیل اندر بشر   بہر حق سوئے غریباں یک نظر

حضور علیہ السلام کی بشریت ہزار ہا جبریلی حیثیت سے اعلیٰ ہے۔

نہیں ہے۔ چنانچہ [illegible] میں [illegible] محمد نبی امی [illegible] اشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ [illegible]

نسبت [illegible] میں ہے۔

فمبلغ العلم فیہ انہ بشر وانہ خیر خلق اللہ کلہم

(محمد کی رسائی تو [illegible] ہے [illegible] بشر ہیں اور بے شک وہ اللہ کی ساری مخلوق سے بہتر ہیں)

میرے خیال میں فریقین [illegible] متنازعین اہل سنت والجماعت سے ہیں اور ذکر [illegible]

صلی اللہ علیہ وسلم کو [illegible] واجب اور ضروری عقیدہ رکھتے ہیں۔ لہذا ان سے [illegible] تصور نہیں معاذ اللہ [illegible]

خاتم [illegible] طرح [illegible] بشر کا [illegible] ابتدا [illegible] قصد تحقیر [illegible]

[illegible] بغیر [illegible] کے جاری [illegible]

بیر النماسلمات تخمین [illegible] شیوخ [illegible] قصد [illegible]

[illegible] حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بالجسد العنصری [illegible]

مختلف فیہ ہے [illegible] ہر مکان و ہر زمان میں [illegible]

و ہر ذرہ ذرہ میں عند المحققین من الصوفیہ ثابت ہے۔ اس [illegible]

صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] جو بصورت معنویہ قلب تقی نقی اور جسد شریف عنصری کے [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم بصورت مثالیہ

شریف علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہر مکان و ہر زمان میں احادیث صحیحہ میں ثابت ہے۔ [illegible]

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کا [illegible] کما فی حدیث البخاری فی کتاب

لایمان [illegible] تجربہ [illegible] کا [illegible] تعلق ہوتا رہتا ہے [illegible] حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد

العنصری [illegible] کا پتہ بعض اہل مشاہدہ [illegible] اور [illegible] قصہ معراج شریف [illegible] جسد

شریف علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے مستبعد نہیں ہے ہذا ما عندی والعلم عند اللہ۔

آخری معروض:

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] حضرت سیدنا [illegible] فرمایا تھا [illegible] بنی ہذا سید لعل اللہ یصلح بہ

بین فئتین من المسلمین [illegible] میرا یہ بیٹا سردار ہے [illegible] اللہ تعالیٰ دو مسلمان [illegible]

[illegible]

الافاضات السنیۃ

الملقب بہ

فتاویٰ مہریہ

بارہ ربیع الاول اور عید میلاد النبی کی شرعی حیثیت

افادات

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی

انتخاب و ترتیب

محمد زید مظاہری ندوی

استاذ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

ادارہ افادات اشرفیہ دوبگا ہردوئی روڈ لکھنؤ

فائدہ: اس سے آپ کی فضیلت کا حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے ظاہر ہونا ثابت ہے (نشر الطیب ص۵)

اول ما خلق اللہ نوری

عبد الرزاق نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت کیا ہے کہ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھ کو بتلا دیجئے کہ سب اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کون سی چیز پیدا کی؟ آپ نے فرمایا اے جابر اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے (یعنی اپنے نور کے) فیض سے پیدا کیا پھر وہ نور قدرت الٰہیہ سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا سیر کرتا رہا اور اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم تھا نہ بہشت تھی نہ دوزخ تھی نہ فرشتہ تھا اور نہ آسمان تھا نہ زمین تھی نہ سورج تھا نہ چاند تھا نہ جن تھا نہ انسان تھا پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کیے اور ایک حصہ سے قلم پیدا کیا اور دوسرے سے لوح اور تیسرے سے عرش آگے طویل حدیث ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے نور محمدی کا اول الخلق (یعنی سب سے پہلے پیدا ہونا) ثابت ہوا۔ (مصنف عبد الرزاق)

حضرت عرباض بن ساریہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک میں حق تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین اس وقت ہو چکا تھا جب کہ آدم علیہ السلام ابھی اپنے خمیر ہی میں پڑے تھے یعنی ان کا پتلا بھی تیار نہ ہوا تھا [روایت کیا اس کو احمد اور بیہقی اور حاکم نے اور حاکم نے اس کو صحیح الاسناد کہا ہے اور مشکوٰۃ میں شرح السنہ سے بھی یہ حدیث مذکور ہے۔ نشر الطیب ص۵]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت تمام انبیاء پر کیوں ہے

[illegible]

[illegible]

جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا ۝ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ۝ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ۝ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا ۝ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ۝ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ

[illegible]

[illegible]

تھے۔ معلوم ہوا کہ نیک اعمال میں وزن ہے نہ کہ کفار میں

سے ہوتا ہے۔ دیکھو آواز کے خوارج عابد و زاہد تھے مگر صحابہ اسلام سے خارج ہو گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام نیکیوں سے بڑھ کر نبی کی توہین اور ان کا ادب ہے جس کی عزت اور حرمت میں ہی ہے۔ خیال رہے کہ اولیاء اللہ اور علماء دین نبی کے نائب ہیں ان کی توہین در پردہ نبی کی توہین ہے (روح) ۔ فردوس جنت کے تمام طبقوں میں اعلیٰ طبقہ ہے سب سے اونچا۔ اس کے اوپر عرش الٰہی ہے وہاں سے اس میں نہریں آتی ہیں۔ مسلمان اس لئے فرمایا کہ وہاں جنتی مومنوں کی خاطر تواضع مسلمانوں کی طرح ہو گی اور وہ لوگ اس کے مالک ہوں گے اور دائمی مالک ۸۔ جیسے دنیا میں لوگ ایک ہی جگہ رہتے رہتے گھبرا جاتے ہیں جنت میں ایسا نہ ہو گا وہاں ہر جگہ اچھی ہو گی ۹۔ شان نزول: ایک یہودی نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ کے قرآن کی دو آیتیں آپس میں متعارض ہیں

(بقیہ صفحہ ۴۸۵) ایک جگہ ہے کہ تمہیں تھوڑا علم دیا گیا۔ دوسری جگہ ہے کہ جسے حکمت دی گئی اسے بہت خیر دی گئی۔ ہم کو تو حکمت دی گئی۔ پھر ہمیں تھوڑا علم کیسے ملا۔ اس پر یہ آیت اتری۔ جس میں فرمایا گیا کہ مخلوق کا علم کتنا ہی زیادہ ہو لیکن رب کے علم کے مقابل بہت ہی تھوڑا ہے۔ یہاں کلمات الٰہی سے مراد اللہ کا علم اس کی حکمت ہے ۱۰۔ یعنی دو سمندروں کا ذکر ہے۔ دوسری آیت میں سات سمندر۔ معلوم ہوا کہ رب کے علوم غیر متناہی ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ تمام انبیاء کے علوم رب کے علم کے مقابل وہ نسبت بھی نہیں رکھتے جو قطرے کو سمندر سے ہے کیونکہ وہ متناہی کی متناہی سے نسبت ہے اور یہ متناہی کی غیر متناہی سے۔

يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ فَمَن كَانَ

مجھے وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے تو جسے اپنے رب

يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ

سے ملنے کی امید ہو اسے چاہیے کہ نیک کام کرے اور اپنے رب کی بندگی میں

بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ﴿١١٠﴾

کسی کو شریک نہ کرے

آیاتها ۹۸ ۞ سُوْرَةُ مَرْيَمَ مَكِّيَّةٌ ۴۴ ۞ رکوعاتها ۶

سورۃ مریم مکیہ ہے اس میں چھ رکوع ۹۸ آیتیں ۷۸۰ کلمے اور ۳۸۰۲ حرف ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا

كٓهيعٓصٓ ﴿١﴾ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّا ﴿٢﴾

کہیعص یہ مذکور ہے تیرے رب کی اس رحمت کا جو اس نے اپنے بندہ زکریا پر کی

إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ نِدَاءً خَفِيًّا ﴿٣﴾ قَالَ رَبِّ إِنِّي وَهَنَ

جب اس نے اپنے رب کو آہستہ پکارا عرض کی اے میرے رب میری ہڈی

الْعَظْمُ مِنِّي وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا وَلَمْ أَكُن بِدُعَائِكَ

کمزور ہو گئی اور سر سے بڑھاپے کا بھبوکا پھوٹا اور اے میرے رب میں تجھے پکار کر

رَبِّ شَقِيًّا ﴿٤﴾ وَإِنِّي خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِن وَرَائِي وَ

کبھی نامراد نہ رہا اور مجھے اپنے بعد اپنے قرابت والوں کا ڈر ہے اور

كَانَتِ امْرَأَتِي عَاقِرًا فَهَبْ لِي مِن لَّدُنكَ وَلِيًّا ﴿٥﴾

میری عورت بانجھ ہے تو مجھے اپنے پاس سے کوئی ایسا دے ڈال جو میرا کام اٹھائے

يَرِثُنِي وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ﴿٦﴾

وہ میرا جانشین ہو اور اولاد یعقوب کا وارث ہو اور اے میرے رب اسے پسندیدہ کر

بعض صوفیاء فرماتے ہیں کہ کلمۃ اللہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور کلیم اللہ موسیٰ علیہ السلام اور کلمات اللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں حضور کے کمالات و اوصاف تحریر سے باہر ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بشر بھی اور نور بھی اور بشر میں آپ کی مثال ایسی ہے جیسے کہ اس کی ایک جانب مخالف ہو اور دوسری جانب مساوی حضور ایک طرف وحی اور دوسری طرف بشریت کا اظہار ہے تو کہ

قل سے ہوں۔ یہاں بشریت والی جانب کا ذکر ہے اور تعظیمی نور وحی والی جانب کا۔ قل فرما کر اشارۃً بتایا گیا کہ آپ کو تو اختیار ہے صرف تحریر کر سکتے ہو دوسرے کو یہ کہہ کر پکارنے کی اجازت نہیں۔ رب فرماتا ہے [illegible] کہ میں تمہارا غلام ہوں تو یہ اس کا کمال ہے مگر دوسرا کہے تو سزا پائے گا

انسان میں بشر صاحب دل ہوں جیسے کہا جاوے کہ انسان حیوان ناطق ہے یعنی نطق نے انسان کو تمام جانوروں سے ممتاز کر دیا۔ ایسے ہی وحی نے حضور کو تمام انسانوں سے ممتاز کر دیا۔ بشریت صرف ظاہری یعنی ظاہری چہرے مہرے میں ہے جیسے جبریل جب مثل بشری میں آئے تھے تو کپڑے سفید اور بال سیاہ رکھتے تھے۔ اس کے باوجود وہ نور تھے۔ ایسے ہی حضور ظاہری چہرے مہرے میں بشر حقیقت میں نور ہیں۔ خیال رہے کہ انبیاء نے اپنے کو کمال عاجزی و انکساری سے بشر فرمایا ہے۔ اگر ہم یہ الفاظ ان کی شان میں بولیں تو کافر ہو جائیں۔ ایسے ہی حضور سے کہلایا گیا کہ اپنے کو بشر کہو۔ اگر ہم برابری کا دعویٰ کرتے ہوئے یہ کہیں تو بے ایمان ہیں۔ جیسے قرآن میں عربی حروف ہیں مگر بے مثل ہیں اور کتاب اللہ ہے۔ یوں ہی حضور کی بشری صفات ہیں مگر بے مثل ہیں لہٰذا رسول اللہ ہیں۔ یہ حقیقت کو یوحی الی سے بیان فرمایا۔ یعنی بشر رب اور رب کا ہے۔ معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ سب سے کلام فرماتا ہے مگر وحی الٰہی صرف مصطفیٰ کو ہوتی ہے ۲۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو کوئی سورۂ کہف کی شروع یا آخر کی دس آیتیں پڑھ لے وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے اور جو ہر جمعہ میں ایک بار پوری سورۂ کہف پڑھے تو ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک ہر فتنہ سے محفوظ رہے (خزائن) ۳۔ حضرت زکریا علیہ السلام حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کی اولاد سے ہیں اور یہ حضرت حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور حضرت ہارون اولاد ہیں یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ بندوں پر اعمال صالحات کی بڑی رحمت ہے ۴۔ رب سے دعا کی۔ اس سورۃ میں قرآن عظیم دعا زیادہ خصوصاً جب کہ بڑھاپے میں جاوے۔ معلوم ہوا کہ دعا میں آہستگی بہتر ہے رب فرماتا ہے ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ اس وقت آپ کی عمر شریف ایک سو برس تھی۔ اولاد نہ تھی۔ بڑھاپے میں تو دعا ہو چکا اب کہیں بیوی بانجھ تھی۔ معلوم ہوا کہ بڑھاپے کی دعا بہت مقبول ہے

(بقیہ صفحہ ۴۸۶) ۵۔ یعنی میرے سر کے تمام بال سفید ہو چکے ہیں کوئی سیاہ نہیں۔ سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بال شریف سفید ہوئے تھے ۶۔ یعنی میں تو ہمیشہ دعائیں قبول فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام مستجاب الدعوات ہیں اسی لئے ان سے دعائیں کرائی جاتی ہیں۔ اس سے دو مسئلے

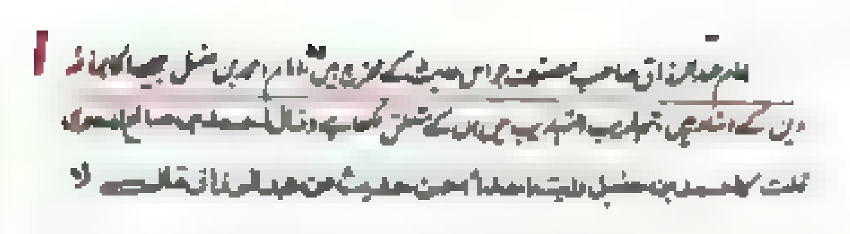
امام عبدالرزاق صاحب مصنف جو اس حدیث کے مخرج ہیں امام احمد بن حنبل جیسے امام فن کے استاد ہیں۔ تہذیب التہذیب میں ان کے متعلق لکھا ہے: وقال احمد بن صالح المصری قلت لاحمد بن حنبل رأیت احدا احسن حدیثا من عبدالرزاق قال لا

مقالات کاظمی

حصہ اول

مکتبہ ضیائیہ

(تہذیب التہذیب صفحہ ۳۱۰ جلد ۶)

امام عبدالرزاق امام احمد بن حنبل جیسے جلیل القدر محدثین کے استاد ہیں کسی شخص نے ان پر جرح نہیں فرمائی۔ امام عبدالغنی نابلسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیقہ ندیہ میں اسی حدیث کی تصحیح فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: قد خلق کل شیء من نورہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کما ورد به الحدیث الصحیح۔ اسی حدیث کو امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے دلائل النبوۃ میں قریباً اسی طرح روایت فرمایا ہے۔ مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں علامہ فاسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وقد قال الاشعری انه تعالیٰ نور لیس کالانوار والروح النبویة القدسیة لمعة من نورہ والملائکة شرر تلک الانوار وقال صلی اللہ علیہ وسلم اول ما خلق اللہ نوری ومن نوری خلق کل شیء وغیرہ مما فی معناہ۔ یعنی مقتدائے اہلسنت کے امام سیدنا ابوالحسن اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسا نور ہے کہ کسی نور کی مثل نہیں، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مقدسہ اسی نور کی چمک ہے اور فرشتے انہی انوار کے جھڑے ہوئے پھول ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور پیدا فرمایا اور میرے ہی نور سے ہر چیز پیدا کی۔

اس حدیث کے علاوہ اور بھی حدیثیں اس مضمون میں وارد ہیں۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوۃ میں فرمایا: در حدیث صحیح وارد شدہ کہ اول ما خلق اللہ نوری (مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۲) پھر حدیث جابر کا مضمون بیان فرما کر شیخ المحدثین نے اس حدیث کو قبول کر کے اس کی تصحیح فرمائی، اس پر احتجاج کیا اور اس سے مسائل کا استنباط کیا، اس کے صحیح ہونے کی روشن دلیل ہے۔ خصوصاً سیدنا عبدالغنی نابلسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حدیقہ ندیہ کے صفحہ ۳۷۵ جلد ۲ میں اس حدیث کے متعلق الحدیث الصحیح فرمانا صحت حدیث کو زیادہ واضح کر دیتا ہے۔ ان تصریحات سے ان حضرات کا مغالطہ دور ہو جاتا ہے جو اس حدیث کی صحت میں تردد رکھتے ہیں۔

اس حدیث میں نور کی اضافت جانب ضمیر ہے اور نور سے مراد ذات ہے ... حدیث کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے نور پاک یعنی ذات مقدسہ کو

نشر الطیب

فی

ذکر النبی الحبیب

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی

الفصول

فصل نمبر ۱

نور محمدی ﷺ کا بیان

پہلی روایت [1] : عبدالرزاق نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھ کو خبر دیجئے کہ سب اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کون سی چیز پیدا فرمائی؟ آپ نے فرمایا اے جابر! [2] اللہ تعالیٰ نے سب اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے (نہ بایں معنی کہ نور الٰہی اس کا مادہ تھا بلکہ اپنے نور کے فیض سے) پیدا کیا پھر وہ نور قدرت الٰہیہ سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا سیر کرتا رہا اور اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم تھا اور نہ بہشت تھی اور نہ دوزخ تھا اور نہ فرشتہ تھا اور نہ آسمان تھا اور نہ زمین تھی اور نہ سورج تھا اور نہ چاند تھا اور نہ جن تھا اور نہ انسان تھا پھر جب اللہ تعالیٰ نے اور مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کئے اور ایک حصہ سے قلم پیدا کیا اور دوسرے سے لوح اور تیسرے سے عرش [3] آگے طویل حدیث ہے۔

ف : اس حدیث سے نور محمدی [4] کا اول الخلق ہونا باولیت حقیقیہ ثابت ہوا کیونکہ جن جن اشیاء کی نسبت روایات میں اولیت کا حکم آیا ہے ان اشیاء کا نور محمدی سے متأخر ہونا اس حدیث میں منصوص ہے۔

(۱) حدیث حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما

حضرت امام عبدالرزاق صاحب مصنف نے اپنی سند کے ساتھ سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت جابر فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں مجھے خبر دیجئے کہ وہ پہلی چیز کونسی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے پیدا فرمایا۔ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اے جابر بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ پھر وہ نور اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق جہاں اس نے چاہا سیر کرتا رہا۔ اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم تھا نہ جنت تھی نہ دوزخ تھا نہ فرشتہ تھا نہ آسمان نہ زمین نہ سورج نہ چاند نہ جن نہ انسان جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ مخلوقات کو پیدا کرے تو اس نور کو چار حصوں میں تقسیم کر دیا۔ پہلے حصے سے قلم بنایا۔ دوسرے سے لوح، تیسرے سے عرش۔ پھر چوتھے حصے کو چار حصوں میں تقسیم کیا تو پہلے حصے سے عرش اٹھانے والے فرشتے بنائے اور دوسرے سے کرسی اور تیسرے سے باقی فرشتے پھر چوتھے حصے کو چار حصوں میں تقسیم کیا تو پہلے سے آسمان بنائے اور دوسرے سے زمین اور تیسرے سے جنت اور دوزخ۔ پھر چوتھے حصے کو چار حصوں میں تقسیم کیا تو پہلے سے مومنین کی آنکھوں کا نور بنایا اور دوسرے سے ان کے دلوں کا نور پیدا کیا جو معرفت الٰہی ہے اور تیسرے سے ان کا انس پیدا کیا اور وہ توحید ہے جس کا خلاصہ ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ الخ مواہب اللدنیہ جلد اول صفحہ ۹۔ سیرت حلبیہ جلد صفحہ ۳۰۔ زرقانی جلد اول صفحہ ۴۶۔

یہ حدیث مصنف عبدالرزاق سے جلیل القدر محدثین جیسے امام قسطلانی شارح بخاری و امام زرقانی اور امام ابن حجر مکی اور علامہ فاسی اور علامہ دیار بکری نے اپنی تصانیف جلیلہ افضل القریٰ، مواہب اللدنیہ، مطالع المسرات، خمیس اور زرقانی علی المواہب میں نقل فرما کر اس پر اعتماد اور اس سے مسائل کا استنباط کیا۔

امام عبدالرزاق صاحب مصنف جو اس حدیث کے مخرج ہیں امام احمد بن حنبل جیسے اکابر ائمہ دین کے استاذ ہیں۔ تہذیب التہذیب میں ان کے متعلق لکھا ہے وقال احمد بن صالح المصری قلت لاحمد بن حنبل رأیت احدا احسن حدیثا من عبدالرزاق قال لا

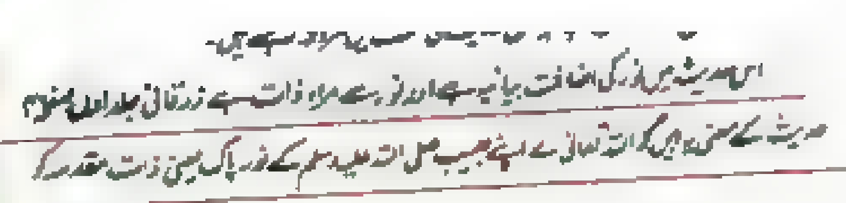
اس حدیث میں نور کی اضافت بیانیہ ہے اور نور سے مراد ذات ہے زرقانی جلد اول صفحہ ۴۶
حدیث کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے نور پاک یعنی ذات مقدسہ کو

اپنے نور یعنی اپنی ذات مقدسہ سے پیدا فرمایا، اس کے یہ معنی نہیں کہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کی ذات حضور علیہ السلام کی ذات کا مادہ ہے۔ والعیاذ باللہ۔ یا اللہ کے نور کا کوئی حصہ یا ٹکڑا ہے۔ تعالیٰ اللہ عن ذالک علوا کبیرا

جس نادان شخص کا یہ اعتقاد ہے تو اسے توبہ کرنا فرض ہے۔ اس لیے کہ ایسا ناپاک عقیدہ خالص کفر و شرک ہے اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ رکھے۔ بلکہ اس حدیث کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی ذاتی تجلی نورانی جو حسن الوہیت کا مظہر اول تھی بغیر اس کے کہ ذات خداوندی نور محمدی کا مادہ یا حصہ اور جزو قرار پائے۔ کیفیت متشابہات میں سے ہے جس کا سمجھنا ہمارے لیے ایسا ہی ہے جیسا قرآن و حدیث کے دیگر متشابہات کا سمجھنا۔ البتہ سمجھنے اور سمجھانے کے لیے اتنا کہا جا سکتا ہے کہ جس طرح شیشہ آفتاب کے نور سے روشن ہو جاتا ہے لیکن آفتاب کی ذات یا اس کی نورانیت اور روشنی میں کوئی کمی نہیں واقع ہوتی اور جدا ایک کہنا بھی صحیح ہوتا ہے کہ شیشہ کا نور آفتاب کے نور سے ہے اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اللہ تعالیٰ کی ذات سے پیدا ہوا اور آئینۂ محمدی نور ذات احدی سے اس طرح منور ہوا کہ نور محمدی کو نور خداوندی سے قرار دینا صحیح ہوا لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کی ذات پاک یا اس کی کسی صفت میں کوئی نقصان اور کمی واقع نہیں ہوئی۔ شیشہ سورج سے روشن ہوا اور اس ایک شیشے سے تمام شیشے منور ہوگئے۔ نہ پہلے شیشے نے آفتاب کے نور کو کم کیا نہ دوسرے شیشوں نے پہلے شیشے کے نور سے کچھ کمی کی۔ حقیقت یہ ہے کہ فیضان وجود اللہ تعالیٰ کی ذات سے حضور کو پہنچا اور حضور کی ذات سے تمام ممکنات کو وجود کا فیض حاصل ہوا

اس کے بعد اس شبہ کو بھی دور کر دینا چاہیے کہ جب ساری مخلوق حضور کے نور سے موجود ہوئی تو ناپاک، خبیث اور قبیح اشیاء کی برائی اور قباحت معاذ اللہ حضور علیہ السلام کی طرف منسوب ہوگی جو حضور کی شان کے منافی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آفتاب وجود ہیں اور کل مخلوقات حضور علیہ السلام کے آفتاب وجود سے فیضان وجود حاصل کرتی ہے جس طرح اس ظاہری آفتاب کی شعاعیں تمام کرۂ ارضی پر جمادات و نباتات اور کل مخلوقات پر پڑتی ہیں [illegible] کے متعلق [illegible] اوصاف مختلف کا اظہار کرتی ہیں اور کسی کی بھلائی برائی [illegible] شعاعوں پر نہیں [illegible] اوصاف ذات سے متعلق ہیں [illegible] قباحت یا نقص کا موجب

الرابع أنه لا تفرقة في العمومات الواردة في شريعة نبينا عليه السلام بين الأشخاص، **فلو كان** كل مجتهد مصيبا لزم اتصاف الفعل الواحد بالمتنافيين من الحظر والإباحة، **أو الصحة والفساد، والوجوب** وعدمه، **وتمام تحقيق** هذه الأدلة، والجواب عن تمسكات المخالفين يطلب من كتابنا "التلويح في شرح التنقيح"

[أفضلية رُسل البشر من رسل الملائكة]

ورسل البشر أفضل من رسل الملائكة، ورسل الملائكة أفضل من عامة البشر، وعامة البشر أفضل من عامة الملائكة، أما تفضيل رسل الملائكة فبالإجماع **بل بالضرورة**، وأما تفضيل رسل البشر على رسل الملائكة، وعامة البشر على عامة الملائكة - فبوجوه:

فلو كان: حاصل الدليل أن الأحكام الثابتة بالنصوص عامة لجميع الأشخاص، فالصلاة فريضة على كل شخص، والخمر حرام على كل شخص، وهكذا سائر الأحكام المنصوصة، فمتى لم يكن الاجتهاد ليجب عاما لجميع الأشخاص، فلو كان كل مجتهد مصيبا لزم أن يكون شرب المثلث حراما على كل شخص لفتوى الشافعي به، ومباحا على كل شخص لفتوى مخالفه، فيلزم اتصاف شربه بالحرمة والإباحة معا، وهذا محال. [النبراس: ٣٠٥، ٣٠٦]
أو الصحة والفساد: فيلزم أن يكون صلاة العصر إذا طلع الشمس في خلالها صحيحة لفتوى أهل الحديث، فاسدة لفتوى الحنفية. [النبراس: ٣٠٦] **والوجوب:** فيلزم أن يكون الوتر واجبا لفتوى الحنفية، وسنة لفتوى الشافعية. [النبراس: ٣٠٦]

وتمام التحقيق: تمسك القائلون بأن كل مجتهد مصيب والحق متعدد بوجوه منها: أنه لو كان الحق واحدا لزم التكليف بما لا يطاق؛ لأن المجتهد يكون مأمورا بإصابة ما هو الحق عند الله سبحانه، وهو مخفي لا يدركه، أجيب بأنا لا نسلم أنه مأمور بإدراكه، بل مأمور بالاجتهاد، ومنها أن المصلين يصلون القبلة إلى جهات مختلفة، ولا يؤمرون بالإعادة بعد ظهور الخطأ إجماعا، أجيب بأن الشارع جعل قبلة المتحري جهة تحريه، فقد روي أنه نزل في ذلك ﴿فأينما تولوا فثم وجه الله﴾ (البقرة: ١١٥). [النبراس: ٣٠٦] **بل بالضرورة:** قال بعض المحشين: أراد الضرورة الدينية، أي لا يحتاج ثبوته إلى دليل في دين الإسلام. [النبراس: ٣٠٦]

النبراس

شرح

شرح العقائد

لجامع المعقول والمنقول [illegible]

العلامة محمد عبد العزيز الفرهاري

[illegible]

[illegible]

تفسير

البحر المحيط

لمحمد بن يوسف الشهير بأبي حيان الأندلسي
المتوفى سنة ٧٤٥هـ

دراسة وتحقيق وتعليق

الشيخ عادل أحمد عبد الموجود — الشيخ علي محمد معوض

شارك في تحقيقه

الدكتور زكريا عبد المجيد النوقي
أستاذ الفقه المقارن بكلية الشريعة جامعة الأزهر

الدكتور أحمد النجولي الجمل
مدرس بمعهد علوم القرآن جامعة الأزهر

قرظه

الأستاذ الدكتور عبد الحي الفرماوي
أستاذ التفسير وعلوم القرآن بكلية أصول الدين جامعة الأزهر

الجزء الثالث

المحتوى
آل عمران ١٠٢ ـ المائدة ٨١

انتهى. وقد تقدم في أوائل البقرة أنه قيل: سُمُّوا نصارى لأنهم من قرية بالشام تسمى ناصرة، وقوله: ومن الذين قالوا لعيسى نحن أنصار الله، القائل لذلك هم الحواريون، وهم عند الزمخشري[1] كفار، وقد أوضح ذلك عن زعمه في آخر هذه السورة، وعند غيره هم مؤمنون، ولم يختلفوا هم إنما اختلف من جاء بعدهم، ممن يدعي سيرتهم. ﴿ فنسوا حظاً مما ذكروا به ﴾ قال أبو عبد الله الرازي: في مكتوب الإنجيل أن يؤمنوا بمحمد ـ ﷺ ـ والحظ هو الإيمان به، وتنكير الحظ يدل على أن المراد به حظ واحد، وهو الإيمان بالرسول، وخص هذا الواحد بالذكر، مع أنهم تركوا أكثر ما أمرهم الله به، لأن هذا هو المعظم والمهم. ﴿ فأغرينا بينهم العداوة والبغضاء إلى يوم القيامة ﴾ الضمير في ﴿ بينهم ﴾ يعود على النصارى، قاله الربيع. وقال الزجاج: النصارى منهم: النسطورية، واليعقوبية، والملكانية، كل فرقة منهم معادية الأخرى. وقيل: الضمير عائد على اليهود والنصارى، أي: بين اليهود والنصارى، قاله مجاهد وقتادة والسدي، فإنهم أعداء يلعن بعضهم بعضاً، ويكفر بعضهم بعضاً. ﴿ وسوف ينبئهم الله بما كانوا يصنعون ﴾ هذا تهديد ووعيد شديد بعذاب الآخرة، إذ موجب ما صنعوا إنما هو الخلود في النار. ﴿ يا أهل الكتاب قد جاءكم رسولنا يبين لكم كثيراً مما كنتم تخفون من الكتاب ويعفو عن كثير ﴾ قال محمد بن كعب القرظي: أول ما نزل من هذه السورة هاتان الآيتان في شأن اليهود والنصارى، ثم نزل سائر السورة بعرفة في حجة الوداع. و﴿ أهل الكتاب ﴾ يعم اليهود والنصارى. وقيل: الخطاب لليهود خاصة، ويؤيده ما روى خالد الحذاء عن عكرمة، قال: أتى اليهود[2] الرسول ـ ﷺ ـ يسألونه عن الرجم، فاجتمعوا في بيت، فقال: أيكم أعلم؟ فأشاروا إلى ابن صوريا، فقال: أنت أعلمهم؟ قال: سل عما شئت، قال: أنت أعلمهم؟ قال: إنهم يقولون ذلك، قال: فناشدتك الله الذي أنزل التوراة على موسى، والذي رفع الطور، فناشده بالمواثيق التي أخذت عليهم، حتى أخذه إفكل، فقال: إن نساءنا نساء حسان، فكثر فينا القتل، فاختصرنا فجلدنا مائة مائة، وحلقنا الرؤوس، وخالفنا بين الرؤوس على الدبرات، أحسبه قال: الإبل، قال: فأنزل الله يا أهل الكتاب قد جاءكم رسولنا. وقيل: الخطاب لليهود والنصارى الذين يخفون صفة رسول الله ـ ﷺ ـ والرجم ونحوه، وأكثر موارد الإخفاء إنما ترجع لليهود، لأنهم كانوا مجاوري الرسول في مهاجره، ونبههم بقوله ﴿ رسولنا ﴾ محمد ـ ﷺ ـ وأضيف إلى الله تعالى إضافة تشريف، وفي هذه الآية دلالة على صحة نبوته، لأن إعلامه بما يخفون من كتابهم، وهو أمي لا يقرأ ولا يكتب ولا يصحب القراء، دلالة على أنه إنما يعلمه الله تعالى. وقوله ﴿ من الكتاب ﴾ يعني التوراة. ﴿ ويعفو عن كثير ﴾ أي: مما تخفون لا يبينه، إذا لم تدع إليه مصلحة دينية، ولا يفضحكم بذلك، إبقاء عليكم. وقال الحسن: ﴿ ويعفو عن كثير ﴾ هو ما جاء به الرسول من تخفيف ما كان شدد عليهم وتحليل ما كان حرم عليهم، وقيل: لا يؤاخذكم بها. وهذا المتروك الذي لا يبين، هو في معنى افتخارهم ونحوه، مما لا ينبني في ملة الإسلام، فضحهم به، وتكذيبهم. والظاهر أن فاعل ﴿ يبين ﴾ و﴿ يعفو ﴾ عائد على ﴿ رسولنا ﴾ ويجوز أن يعود على الله تعالى. ﴿ قد جاءكم من الله نور وكتاب مبين ﴾ قيل: هو القرآن، سمي نوراً لكشفه ظلمات الشرك والشك، أو لأنه ظاهر الإعجاز. وقيل: النور الرسول. وقيل: الإسلام. وقيل: النور موسى، والكتاب المبين التوراة. ولو اتبعوها حق الاتباع لآمنوا بمحمد ـ ﷺ ـ إذ هي آمرة بذلك، مبشرة به. ﴿ يهدي به الله من اتبع رضوانه سبل السلام ﴾ أي: رضا الله. ﴿ سبل السلام ﴾ طرق النجاة، والسلامة من عذاب الله. والضمير في ﴿ به ﴾ ظاهره أنه يعود على كتاب الله، ويحتمل أن يكون عائداً على الرسول، قيل: ويحتمل أن يعود على الإسلام[3]. وقيل: ﴿ سبل السلام ﴾ قيل: دين الإسلام. وقال الحسن:

وفي إرسال الرسل جمع رسول على فعول من الرسالة وهي سفارة العبد بين الله وبين ذوي الألباب[١] من خليقته ليزيح بها عللهم فيما قصرت عنه عقولهم من مصالح الدنيا والآخرة، وقد عرفت معنى الرسول والنبي في صدر الكتاب حكمة أي مصلحة وعاقبة حميدة، وفي هذا إشارة إلى أن الإرسال واجب لابمعنى الوجوب[٢] على الله تعالى بل بمعنى أن قضية الحكمة تقتضيه لما فيه من الحكم والمصالح، وليس بممتنع كما زعمت السمنية والبراهمة،[٣] ولا بممكن يستوي طرفاه كما ذهب إليه بعض المتكلمين.[٤] ثم أشار إلى وقوع الإرسال[٥] وفائدته وطريق ثبوته وتعيين بعض من ثبتت رسالته فقال وقد أرسل الله تعالى رسلا من البشر إلى البشر[٦] مبشرين لأهل الإيمان والطاعة بالجنة والثواب ومنذرين لأهل الكفر والعصيان بالنار والعقاب فإن ذلك[٧] مما لاطريق للعقل إليه[٨] وإن كان فبأنظار دقيقة لايتيسر الالواحد[٩] بعد واحد ومبينين للناس مايحتاجون إليه من أمور الدنيا والدين فإنه تعالى خلق الجنة والنار، وأعد فيهما الثواب والعقاب، وتفاصيل أحوالهما، وطريق الوصول إلى الأول، والاحتراز عن الثاني مما لايستقل به العقل[١٠] وكذا خلق

(١) قوله ذوي الألباب أي ذوي العقول، وقد حقق العلامة ابن حجر الهيتمي قدس سره في الفتاوى الحديثية أنه ﷺ أرسل إلى جميع ... وكما ... عرفه وآمنت به واعترف بفضله ... بقوله ﷺ وأرسلت إلى

شرح العقائد

مع حاشيته

جمع الفرائد بإنارة شرح العقائد

ويليهما

شرح ميزان العقائد

متن العقائد — لنجم الدين أبي حفص عمر بن محمد النسفي

شرح العقائد — لسعد الدين مسعود بن عمر التفتازاني

جمع الفرائد — للأستاذ محمد [illegible] [illegible]

ميزان العقائد وشرحه — للعلامة [illegible] عبد العزيز [illegible]

شرح العقائد النسفية

للعلامة سعد الدين التفتازاني رحمه الله

المتوفى ٧٩٢هـ

المحشى بـــ

عقد الفرائد على شرح العقائد

لـــ مولانا محمد علي رحمه الله

ولا يمكن يستوي طرفاه، كما ذهب إليه **بعض المتكلمين**. ثم أشار إلى وقوع الإرسال، وفائدته، وطريق ثبوته، **وتعيين بعض** من ثبتت رسالته، فقال: وقد أرسل

بقوله: أرسل   بقوله: مبشرين   بقوله: وأيدهم بالمعجزات

الله تعالى رسلاً من البشر **إلى البشر**، مبشرين لأهل الإيمان والطاعة بالجنة والثواب، ومنذرين لأهل الكفر والعصيان بالنار والعقاب، فإن **ذلك** مما لا طريق للعقل إليه،

من غير إخبار النبي

وإن كان فبأنظار دقيقة...

أي إن حصل طريق للعقل

= الإرسال لا يمكن إلا بقول الله سبحانه. "أرسلتك" وهو لا يوجب اليقين؛ لجواز أن يكون من كلام الجن، وأجيب بأنه يجوز أن ينصب الحق سبحانه عليه دليلاً، أو يخلق في الرسول علما ضروريا، ثانيها: أن جبرئيل إن كان جسما، وجب أن يراه كل أحد من الحاضرين، وإن كان مجردا كان رؤيته محالا، وأجيب بأن خالق الرؤية هو الحق سبحانه، فيجوز أن يكشف الملك على الرسول، ويحجبه عن غيره، ثالثها: أن التكليف مضرة للعباد فلايكون مصلحة لهم، وأجيب بأنه مشقة قليلة، موجبة لمنافع عظيمة دائمة.[النبراس ٢٦٩]

بعض المتكلمين وهم جمهور الأشاعرة القائلين بأن العقل لا يحكم بالحسن والقبح، وأن الله سبحانه يفعل ما يشاء بمحض إرادته، بلا غرض داع، والشارح قد جرى في هذا المقام على رأي للماتريدية [النبراس: ٢٦٩]

وتعيين بعض إلخ بقوله: أول الأنبياء آدم عليه السلام وآخرهم محمد صلى الله عليه وسلم

إلى البشر ليستأنس الأمة برسولها؛ ولأنه لا يستطيع كل واحد من الناس أن يرى الملائكة ثم اعلم أن كلام المصنف رحمه الله مبني على ذكر الغالب في الوقوع، والأهم بالبيان، وإلا فالمذهب: أن محمدا صلى الله عليه وسلم مبعوث إلى الثقلين، وهنا بحثان: الأول: أن من الملائكة رسلا، قال الله تعالى: [illegible]

الجامع لأحكام القرآن

والمبيِّن لما تضمّنه من السنّة وآي الفرقان

تأليف

أبي عبد الله محمد بن أحمد بن أبي بكر القرطبي

(ت ٦٧١ هـ)

تحقيق

الدكتور عبد الله بن عبد المحسن التركي

شارك في تحقيق هذا الجزء

محمد رضوان عرقسوسي

الجزء السابع

مؤسسة الرسالة

كلامه، فلما لم يُبيِّن له رسولُ الله ﷺ قام من عنده، فذهب وقال لأصحابه: أرى أنه صادقٌ فيما يقول؛ لأنه كان وَجَدَ في كتابه أنه لا يُبيِّن له ما سأله عنه[1].

﴿قَدْ جَآءَكُم مِّنَ ٱللَّهِ نُورٌ﴾ أي: ضياء؛ قيل: الإسلام. وقيل: محمد عليه الصلاة والسلام؛ عن الزجاج[2]. ﴿وَكِتَٰبٌ مُّبِينٌ﴾ أي: القرآن، فإنه يُبيِّن الأحكام، وقد تقدّم[3]. ﴿يَهْدِى بِهِ ٱللَّهُ مَنِ ٱتَّبَعَ رِضْوَٰنَهُۥ﴾ أي: ما رَضِيَه الله. ﴿سُبُلَ ٱلسَّلَٰمِ﴾: طُرُقَ السلامة المُوصِلة إلى دار السلام[4] المُنزَّهة عن كلّ آفة، والمُؤمِّنة من كل مَخافة، وهي الجنة. وقال الحسن والسُّدِّي: «السلام»: الله عزّ وجلّ؛ فالمعنى: دين الله ـ وهو الإسلام ـ كما قال: ﴿إِنَّ ٱلدِّينَ عِندَ ٱللَّهِ ٱلْإِسْلَٰمُ﴾ [آل عمران: ١٩]. ﴿وَيُخْرِجُهُم مِّنَ ٱلظُّلُمَٰتِ إِلَى ٱلنُّورِ﴾ أي: من ظُلُمات الكفر والجهالات إلى نور الإسلام والهدايات. ﴿بِإِذْنِهِۦ﴾: بتوفيقه وإرادته[5].

قوله تعالى: ﴿لَّقَدْ كَفَرَ ٱلَّذِينَ قَالُوٓاْ إِنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلْمَسِيحُ ٱبْنُ مَرْيَمَ ۚ قُلْ فَمَن يَمْلِكُ مِنَ ٱللَّهِ شَيْـًٔا إِنْ أَرَادَ أَن يُهْلِكَ ٱلْمَسِيحَ ٱبْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُۥ وَمَن فِى ٱلْأَرْضِ جَمِيعًا ۗ وَلِلَّهِ مُلْكُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۚ وَٱللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٧﴾﴾

قوله تعالى: ﴿لَّقَدْ كَفَرَ ٱلَّذِينَ قَالُوٓاْ إِنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلْمَسِيحُ ٱبْنُ مَرْيَمَ﴾ تقدّم في آخر «النساء»[6] بيانُه والقولُ فيه.

وكُفْرُ النصارى في دلالة هذا الكلام إنما كان بقولهم: إنّ الله هو المسيحُ ابن

الأرض، وأنه بعثه بالبينات والفرق بين الحق والباطل ووصف الرسول هنا بصفتين:

الأولى - أنه يبين لهم كثيراً مما يخفون، قال ابن عباس: «أخفوا صفة محمد ﷺ، وأخفوا أمر الرجم» وعفا عن كثير مما أخفوه، فلم يفضحهم ببيانه. ثم إن الرسول ﷺ بيّن ذلك لهم، وهذا معجز؛ لأنه عليه الصلاة والسلام لم يقرأ كتاباً ولم يتعلم علماً من أحد، فلما أخبرهم بأسرار ما في كتابهم، كان ذلك إخباراً عن الغيب، فيكون معجزاً.

الصفة الثانية - ويعفو عن كثير، أي لا يظهر كثيراً مما تكتمونه أنتم، وإنما لم يظهره؛ لأنه لا حاجة إلى إظهاره في الدين، وهذا يدعوهم إلى ترك الإخفاء لئلا يفتضحوا، ولقد كان بيان القرآن لما كتموه سبباً في إسلام كثير من أحبارهم.

فالصفة الأولى: أنه يبين ما بدلوه وحرفوه وأولوه وافتروا على الله فيه، والصفة الثانية: أنه يسكت عن كثير مما غيروه، ولا فائدة في بيانه. روى الحاكم عن ابن عباس رضي الله عنه قال: من كفر بالرجم فقد كفر بالقرآن من حيث لا يحتسب، قوله: ﴿يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِمَّا كُنْتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ﴾ فكان الرجم مما أخفوه. ثم قال: صحيح الإسناد ولم يخرجاه أي الشيخان: البخاري ومسلم.

ثم أخبر تعالى عن القرآن العظيم الذي أنزله على نبيه الكريم بأنه كتاب واضح، وأن محمداً ﷺ نور، أو الإسلام نور، فالمراد بالنور محمد، وبالكتاب القرآن، وقيل: إن المراد بالنور الإسلام، وبالكتاب القرآن. والقرآن بيّن في نفسه، مبيّن لما يحتاج إليه الناس لهدايتهم.

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ﴾

[الأنفال ٨/ ٢٤]

التفسير المنير

في العقيدة والشريعة والمنهج

الأستاذ الدكتور وهبة الزحيلي

المجلد الثالث

الجزءان ٥ - ٦

الموجودين إنما كان تبعًا لأخذ الميثاق على آبائهم ﴿فَنَسُوا﴾ يعني أكثر هؤلاء الموجودين وبعض من قبلهم ﴿حَظًّا﴾ أي حظًا وافيًا أو حظهم ﴿مِّمَّا ذُكِّرُوا بِهِۦ﴾ في الإنجيل فكذبوا محمدًا ﷺ بعد البشارة ببعثه واتبعوا أهواءهم قبل ذلك فافترقوا فرقًا منهم الملكانية والنسطورية واليعقوبية قال بعضهم إن الله ثالث ثلاثة وبعضهم عيسى ابن الله وبعضهم أن الله هو المسيح ﴿فَأَغْرَيْنَا﴾ يعني ألصقنا وألزمنا من غرى بالشيء إذا لصق به ولزمه ﴿بَيْنَهُمُ﴾ قال مجاهد وقتادة يعني بين اليهود والنصارى، وقال الربيع بين فرق النصارى وهو الأظهر ﴿ٱلْعَدَاوَةَ وَٱلْبَغْضَآءَ﴾ لأجل اختلاف أهوائهم في الدين ﴿إِلَىٰ يَوْمِ ٱلْقِيَٰمَةِ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ ٱللَّهُ﴾ بالجزاء والعقاب في الآخرة ﴿بِمَا كَانُوا۟ يَصْنَعُونَ﴾ في الدنيا من الكفر والمعاصي وترك الاقتداء بالكتب السماوية التي مآلها واحد والله أعلم. أخرج ابن جرير عن عكرمة، عن إن نبي ﷺ أتاه اليهود يسألونه عن الرجم فقال «أيكم أعلم؟» فأشاروا إلى ابن صوريا فناشده بالذي أنزل التوراة على موسى والذي رفع الطور بالمواثيق التي أخذت عليهم، فقال إنه لما كثر الزنا فينا جلدنا مائة وحلقنا الرؤوس فحكم عليهم بالرجم فأنزل الله تعالى ﴿يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ﴾ إلى قوله ﴿صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ﴾ والمراد بأهل الكتاب اليهود والنصارى ووحده الكتاب لأنه للجنس ﴿قَدْ جَآءَكُمْ رَسُولُنَا﴾ محمد ﷺ ﴿يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِّمَّا كُنتُمْ تُخْفُونَ مِنَ ٱلْكِتَٰبِ﴾ أي التوراة والإنجيل مثل آية الرجم ونعت محمد ﷺ في التوراة وبشارة عيسى بأحمد في الإنجيل ﴿وَيَعْفُوا۟﴾، أي يعرض ﴿عَن كَثِيرٍ﴾ مما يخفونه لا يخبر به إذا لم يتوقف عليه أمر ديني أو عن كثير منكم فلا يؤاخذ بجرمه ﴿قَدْ جَآءَكُم مِّنَ ٱللَّهِ نُورٌ﴾ يعني محمد ﷺ أو الإسلام ﴿وَكِتَٰبٌ مُّبِينٌ﴾ للأحكام أو بين الإعجاز وهو القرآن، وجاز أن يكون العطف تفسيريًا وسمي محمد ﷺ والقرآن نورًا لكونهما كالشمس لظلمات الكفر ﴿يَهْدِى بِهِ ٱللَّهُ﴾ وحد الضمير لأن المراد بهما إما واحد أو كواحد في الحكم ﴿مَنِ ٱتَّبَعَ رِضْوَٰنَهُۥ﴾ أي رضاه بالإيمان منهم ﴿سُبُلَ ٱلسَّلَٰمِ﴾ أي طرق السلامة من عذاب الله، وقيل السلام هو الله تعالى وسبله شرائعه الموصلة إليه ﴿وَيُخْرِجُهُم مِّنَ ٱلظُّلُمَٰتِ﴾ أي ظلمات الكفر ﴿إِلَى ٱلنُّورِ﴾ نور الإيمان ﴿بِإِذْنِهِۦ﴾ بإرادته وتوفيقه ﴿وَيَهْدِيهِمْ إِلَىٰ صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ﴾ أي طريق موصل إلى الله تعالى الجنة وهو الإسلام ﴿لَّقَدْ كَفَرَ ٱلَّذِينَ قَالُوٓا۟ إِنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلْمَسِيحُ ٱبْنُ مَرْيَمَ﴾ والقائلون بهذا القول اليعقوبية من النصارى فإنهم قائلون بالاتحاد، وقيل لم يصرح به أحد ولكن لما زعموا أن فيه لاهوتًا وقالوا لا إله إلا واحد لزمهم أن يكون هو المسيح

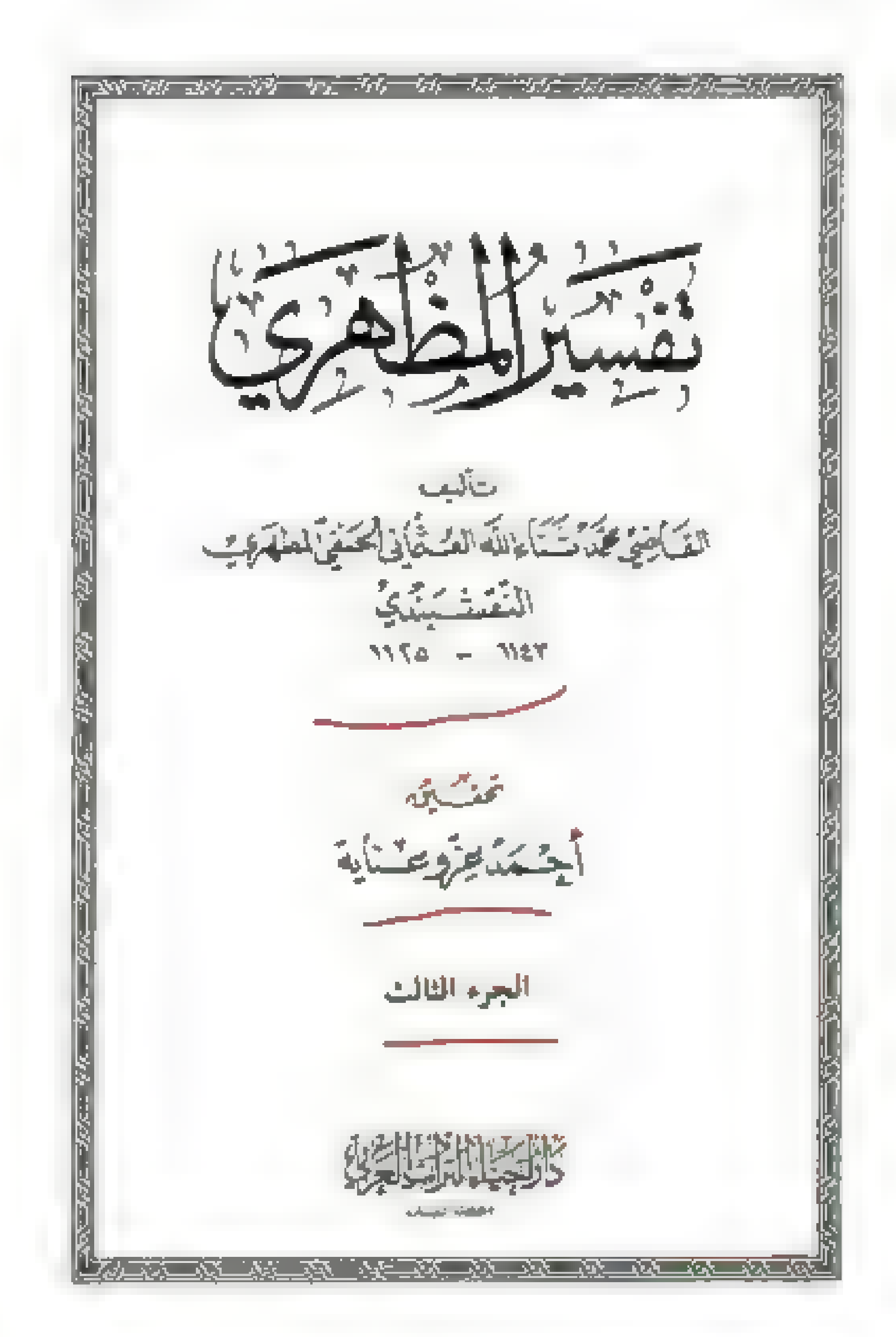

احمد رضا اور مرزا غلام احمد کی عبارتوں میں حیرت انگیز مماثلت

ختم نبوت کے بارے میں جو نظریہ مرزا قادیانی کا اپنے بارے میں تھا وہی نظریہ احمد رضا کا شیخ عبدالقادر کے بارے میں تھا

ایک غلطی کا ازالہ

از

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ہیں۔ تو حضرت آمنہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نور اللہ کی حاملہ ہوئیں۔ بد
عورتیں ایسے بچے انسان بند کرتی ہیں۔ جن کے متعلق ارشاد
ربی ہے۔

فلا تقعد بعد الذکرٰی مع القوم الظالمین۔

جن کو مسلمانوں کے ہاں جگہ دینے سے گریز ہے۔ ان سے اجتناب
لازمی ہے۔

اور حضرت آمنہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے ایسا عبداللہ جنا
کہ جس کی حقیقت نور اللہ ہے۔ جس کو رب العزت کے ہاں
قاب قوسین کا مقام عطا ہوا۔

اے منکرو! مثلیث کے جھگڑے کو ترک کرو۔ حقیقت کو دیکھنے
کی کوشش کرو۔ در حقیقت کے طلب گار بن جاؤ۔ مثلیث کو دیکھ
کر پیچھے نہ ہٹ جاؤ۔ محروم رہ جاؤ گے۔ ایسے ہی مثلیث کو دیکھنے
والا گر بھینس کا دودھ دوہ کر مثلیث میں دھوکا کھا جائے۔ اور بھینسے
کے نیچے دودھ دوھنے کے لیئے بیٹھ جائے تو خود سوچو کہ سے کیا
حاصل ہوگا۔ فتدبر۔

مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی حقیقۃ بشریہ کی نفی کی دوسری دلیل

بشریت کی ابتدا حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی جیسا کہ قرآن
مجید کی آیت سے ثابت ہے۔

۱۔ زمر ۲۳/۱} خلقکم من نفس واحدۃ
اللہ تعالےٰ نے تمہیں ایک نفس سے پیدا کیا (یعنی آدم علیہ السلام سے)

فرماتے ہیں:

ما من مولود إلا وقد ذر علیه من تراب حفرته۔

کوئی بچہ پیدا نہیں ہوتا جس پر اس کی قبر کی مٹی نہ چھڑکی ہو۔

خطیب نے کتاب المتفق والمفترق میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

مامن مولود إلا وفی سرته من تربته التی خلق منها حتی یدفن فیها وانا أبوبکر وعمر خلقنا من تربة واحدة فیها ندفن۔

ہر بچہ کے ناف میں اس مٹی کا حصہ ہوتا ہے جس سے وہ بنایا گیا یہاں تک کہ اسی میں دفن کیا جائے اور میں ابوبکر وعمر ایک مٹی سے بنے اسی میں دفن ہوں گے۔ امام ترمذی حکیم عارف نوادر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ فرشتہ جو رحم زن پر موکل ہے جب نطفہ رحم میں قرار پاتا ہے اسے رحم سے لے کر اپنی ہتھیلی پر رکھ کر عرض کرتا ہے۔ اے میرے رب! بنے گا یا نہیں؟ اگر فرماتا ہے نہیں۔ تو اس میں روح نہیں پڑتی۔ اور خون ہوکر رحم سے نکل جاتا ہے۔ اور اگر فرماتا ہے۔ ہاں۔ تو عرض کرتا ہے۔ اے میرے رب! اس کا رزق کیا ہے؟ زمین میں کہاں کہاں چلے گا؟ کیا عمر ہے؟ کیا کیا کام کرے گا؟ ارشاد ہوتا ہے: لوح محفوظ میں دیکھ۔ تو اس میں نطفے کا سب حال پائے گا۔ ویأخذ التراب الذی یدفن فی بقعته وتعجن به نطفته فذلك قوله تعالی: ﴿مِنْهَا خَلَقْنٰکُمْ وَفِیْهَا نُعِیْدُکُمْ﴾ فرشتہ وہاں کی مٹی لیتا ہے جہاں اسے دفن ہونا ہے اسے نطفہ میں ملا کر گوندھتا ہے۔ یہ ہے مولیٰ تعالیٰ کا وہ ارشاد کہ زمین ہی سے ہم نے تمہیں بنایا اور اسی میں تمہیں پھر لے جائیں گے۔

عبد بن حمید وابن المنذر عطائے خراسانی سے راوی:

إن الملك ینطلق فیأخذ من تراب المکان الذی یدفن فیه فیذره علی النطفة فیخلق من التراب ومن النطفة وذلك قوله تعالیٰ ﴿مِنْهَا خَلَقْنٰکُمْ وَفِیْهَا نُعِیْدُکُمْ﴾

فرشتہ جاکر اس کے مدفن کی مٹی لاکر اس نطفہ پر چھڑکتا ہے تو آدمی اس مٹی اور اس بوند سے بنتا ہے۔ اور یہ ہے مولیٰ تعالیٰ کا وہ ارشاد کہ ہم نے تمہیں زمین ہی سے بنایا اور اسی میں تمہیں لے [illegible]

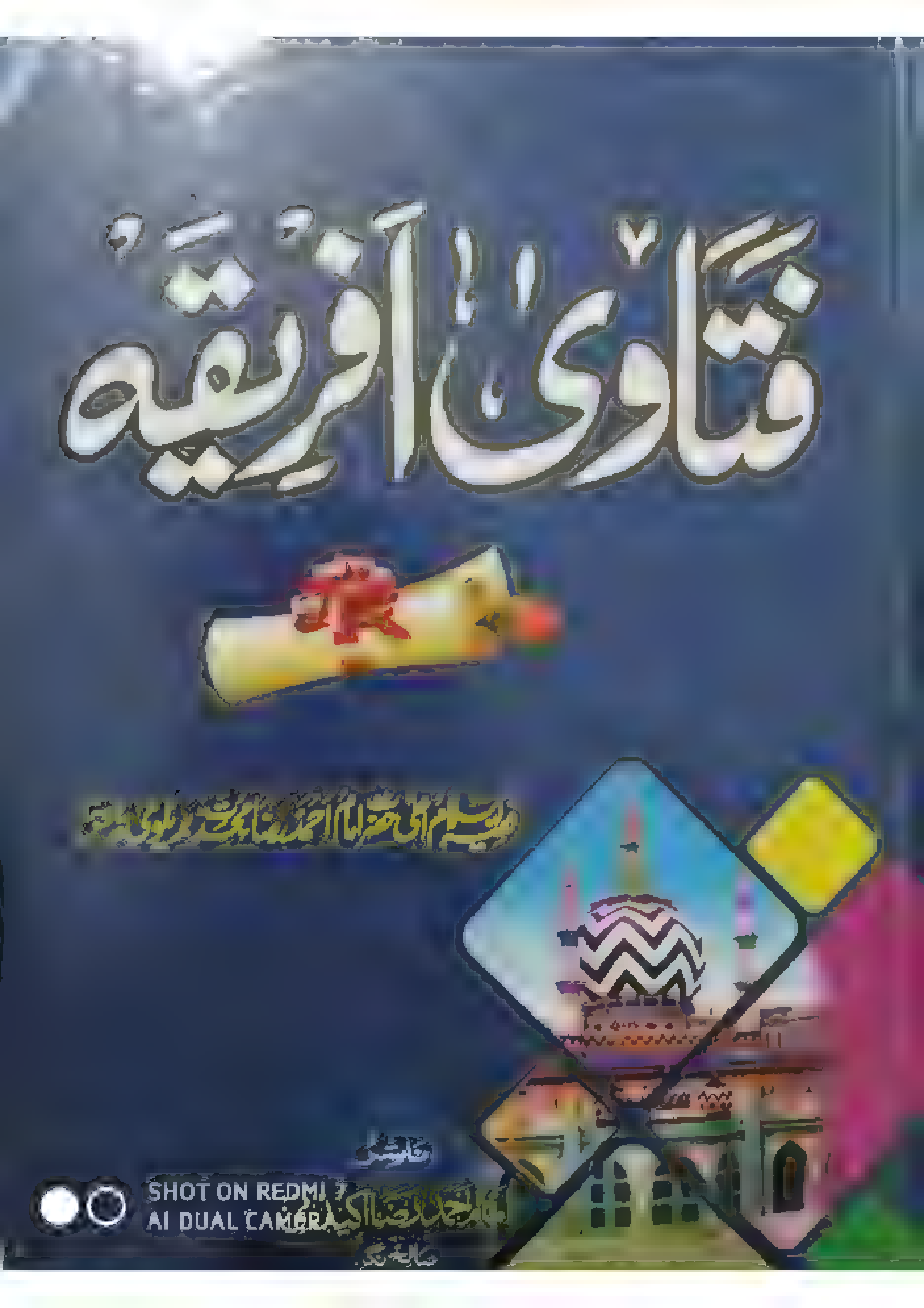
فتاویٰ افریقہ
SHOT ON REDMI 7
AI DUAL CAMERA

رضا خانیوں کا گستاخ مولوی عمر اچھروی لکھتا ہے کہ "بی بی آمنہ اللہ کے نور سے حاملہ ہوئیں (استغفر اللہ)

مقیاس نور صفحہ ۳۲

رضاخانی اللہ کے رسول ﷺ کی بشریت کے منکر ہیں

رضا خانیوں کے شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین سیالوی لکھتے ہیں

جو ذاتِ اقدس حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے موجود ہو اس کو بشر کیسے کہا جا سکتا ہے اور آگے لکھتے ہیں حقیقت محمدیہ قطعاً بشر نہیں ہے محبوب کبریا علیہ الصلوۃ والسلام کی حقیقت نور ہی ہے

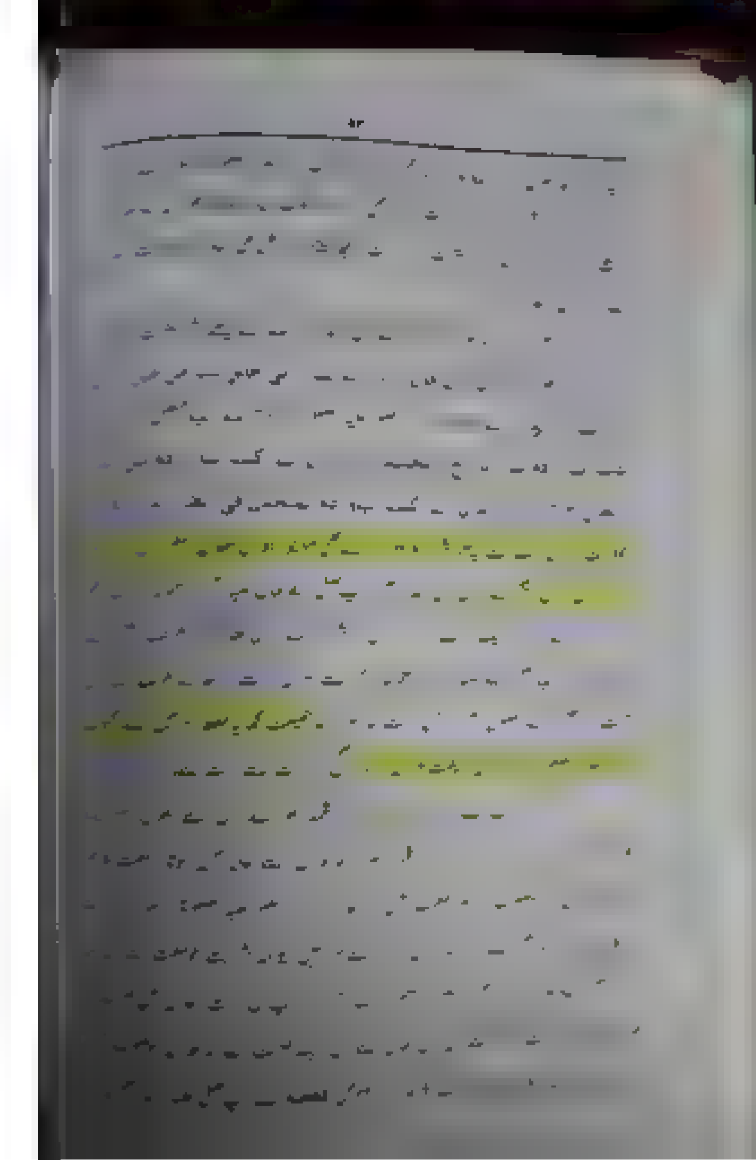

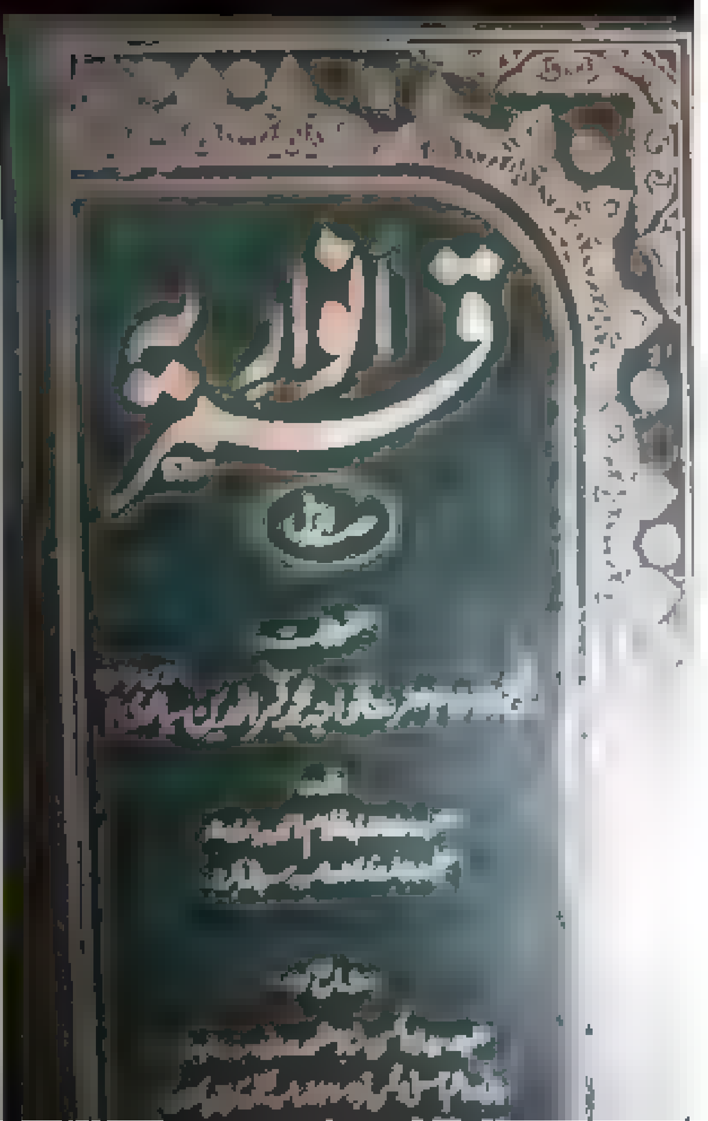

LAFZ BASHER NABI AKRAM KE LIYE KAMAL HAI HAQARAT NAHI

KUCH BARELVI KEHTE HAIN BASHER KEH NAHI SAKTE Q KI YE HAQARAT KE LIYE KAHA GAYA HAIN
UN JAHILON KE MUNH PAR PEER MAHER ALI SHAH SAHAB KO ZOR DAAR TAMACHA

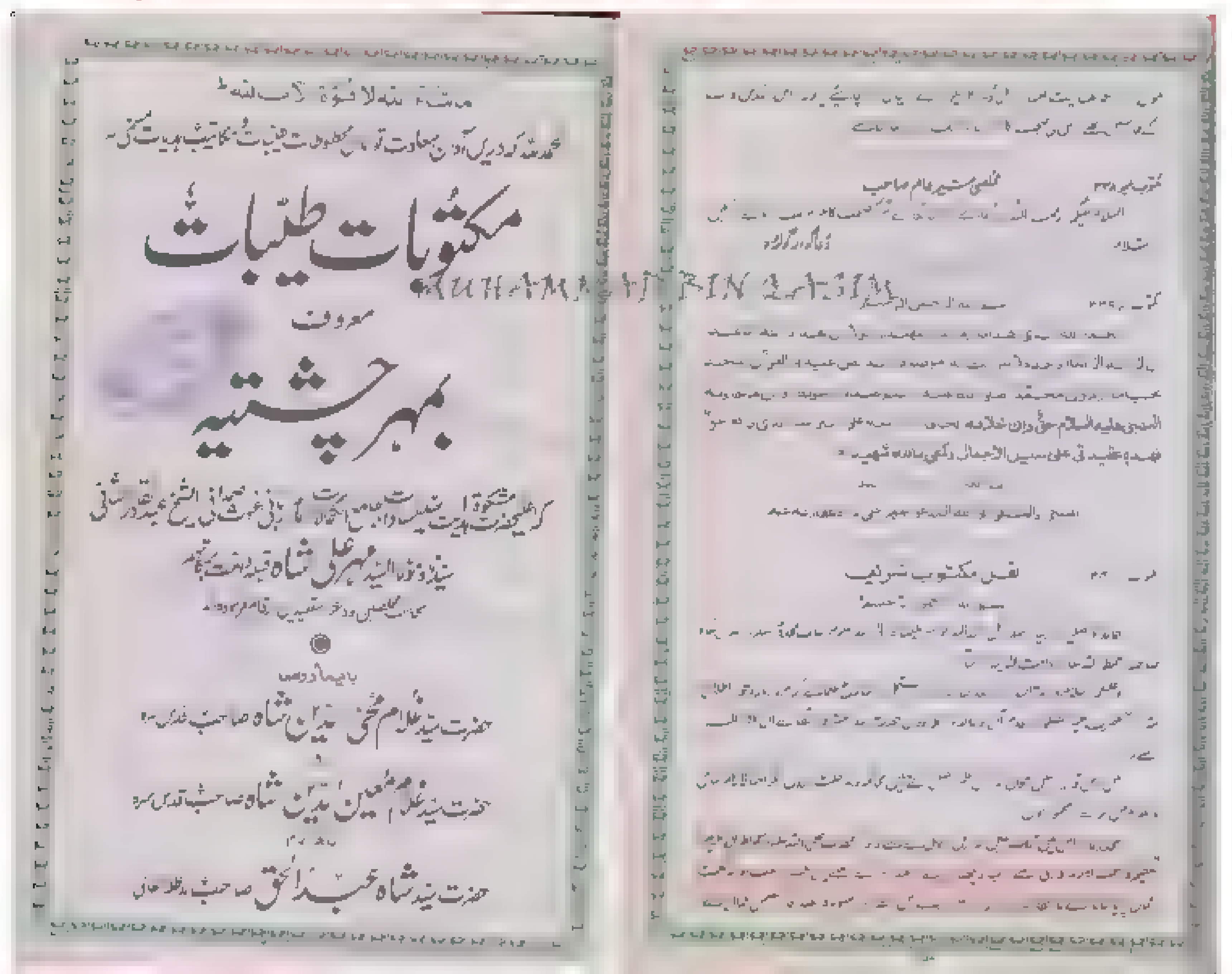

مکتوبات طیبات

معروف

بہ مہر چشتیہ

باہتمام

حضرت سید غلام محی الدین شاہ صاحب قدس سرہ

حضرت سید غلام معین الدین شاہ صاحب قدس سرہ

حضرت سید شاہ عبدالحق صاحب مدظلہ العالی

نفس مکتوب شریف

SHAH ABDUL HAQ DEHLVI RH NABI SAW BASHER HAIN

SHAH SAHAB BHI WAHABI NIKLE LAGAO FATWA

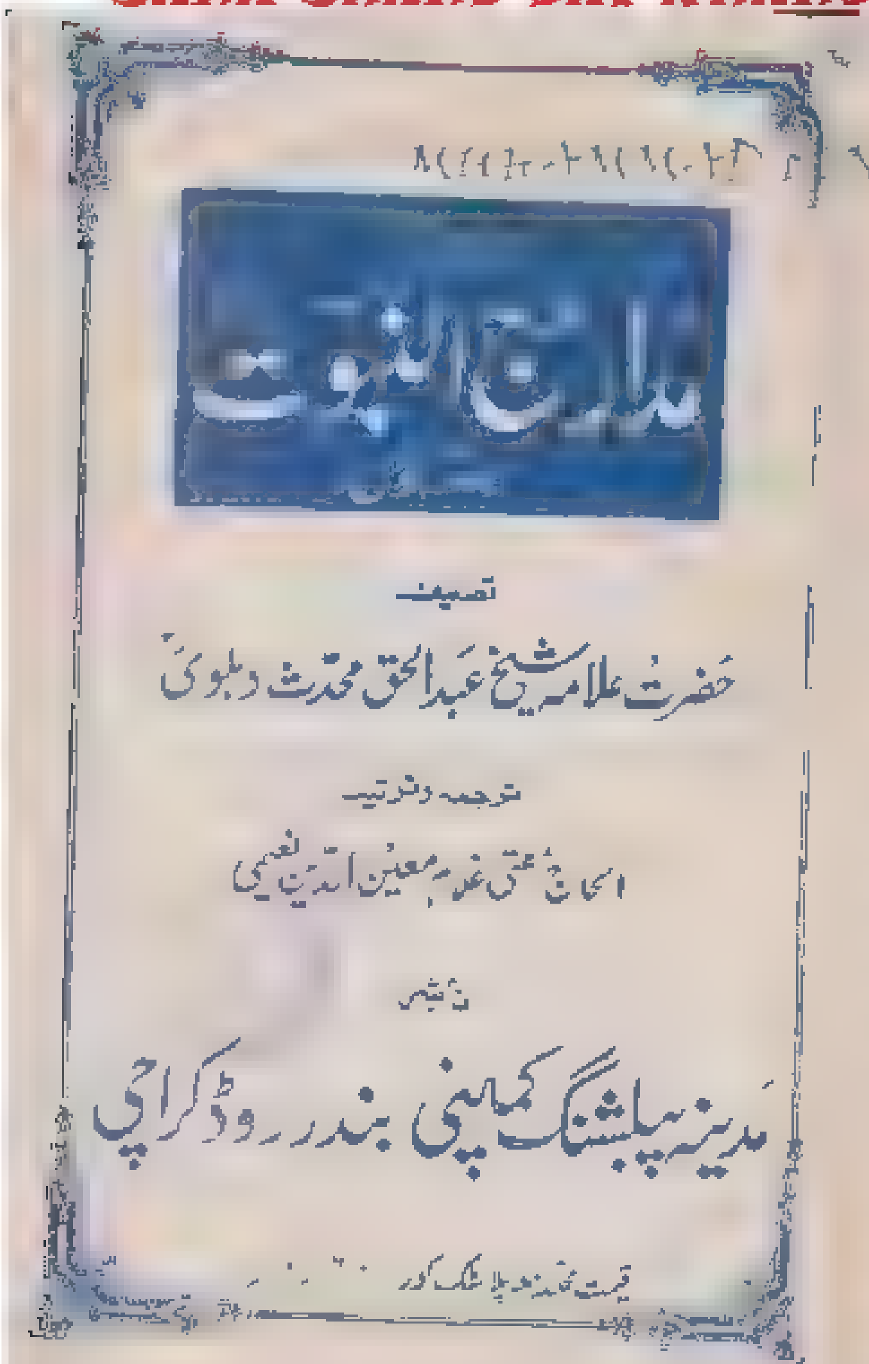

NABI JINS BASHER ME HI AATE HAIN AWR INSAN HI HOTE HAIN

KITAB JAA AL HAQ LIKHNE WALA BARELVI KA BEH MARHAQEEMUL UMMAT AHMAD YAAR GUJRATI

الحمد للہ کہ کتاب لاجواب نافع شیخ و شاب مفید عاقل متقی غافل

مسمّٰی بہ

جاء الحق و زھق الباطل

معروف

فیصلہ مسائل

(جلد اول)

اضافات جدیدہ و تخریج علمیہ کے ساتھ

جس میں موجودہ زمانہ کے عام مختلف فیہ مسائل کا نہایت محققانہ مدلل فیصلہ کر دیا گیا ہے

مصنفہ

حضرت حکیم الامت مولانا مفتی الحاج احمد یار خان صاحب اوجھانوی بدایونی نعیمی

سرپرست مدرسہ غوثیہ گجرات پاکستان

باہتمام

محمد اقتدار خان عرف مصطفیٰ میاں

ناشر: مفتی اقتدار احمد خان مالک نعیمی کتب خانہ گجرات

پہلا باب

اس بیان میں کہ نبی علیہ السلام کو بشر یا بھائی وغیرہ کہنا حرام ہے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم انسان تھے نور نہیں

انسان

۱. نبی ﷺ کا حسب نسب تھا، انکے والدین تھے
۲. نبی ﷺ کھاتے پیتے تھے
۳. نبی ﷺ کے بیوی، بچے تھے
۴. نبی ﷺ اللہ سے خوف کھا کر جہنم سے بچنے کی دعا کیا کرتے تھے
۵. نبی ﷺ کے موت کے بعد انکو دفنایا گیا

نور

۱. فرشتہ نور سے پیدا ہوئے، انکا کوئی حسب نسب نہیں اور نہ انکے کوئی والدین ہیں
۲. نور سے بنے فرشتوں کو کھانے پینے کی ضرورت نہیں
۳. فرشتوں کی کوئی بیوی، بچے نہیں
۴. فرشتے کو اللہ نے جنت اور جہنم کی اور دوسرے چیزوں کی دیکھ ریکھ کے لئے بنایا
۵. فرشتے نور سے بنے کے سبب انکو دفنانے کی نوبت ہی نہیں

قوله اول ما خلق الله نوری و
فی روایة روحی ومعناهما واحد
فان الارواح نورانیة ای اول
ما خلق الله من الارواح روحی انتہیٰ

آپ کا ارشاد ہے کہ سب سے پہلے اللہ
تعالیٰ نے میرا نور پیدا کیا، اور ایک روایت
میں ہے کہ میری روح پیدا کی اور دونوں کا مطلب
ایک ہی ہے کیونکہ ارواح نورانی چیز ہے تو مطلب

(مرقات ج ۱ ص ۱۲۷ طبع امدادیہ ملتان)

یہ ہوا کہ سب ارواح سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میری روح پیدا کی۔

رضاخانی عقیدہ

نبی ﷺ کو اللہ کے مثل نہ کہنا پلید عقیدہ ہے ۔ معاذ اللہ

المیزان

رضاخانی رئیس القلم عبد الکریم ہاشمی لکھتا ہے "رفتہ رفتہ سنیوں کے بہت سے علمائے کبار نے تسلیم کر لیا کہ رسول اللہ غیر اللہ ہیں اور آپ ﷺ کو اللہ کی ذات و صفات میں ملانا اور آپ ﷺ کی ہستی کو اللہ کی عین ہستی کے برابر یا مثل سمجھنا شرک ہے پھر اس پلید عقیدے سے اور بھی پر فتن عقائد نکلے" (المیزان کا امام احمد رضا نمبر، ص 616) استغفر اللہ یعنی نبی پاک ﷺ کو عین اللہ کے مثل نہ کہنا پلید عقیدہ ہے اور یہی تمام برے عقائد کی جڑ ہے العیاذ باللہ ایسا عقیدہ تو ابو لہب اور ابو جہل جیسے بدترین مشرکین کا بھی نہیں تھا وہ بھی لات و عزی کو خدا کا عین یا مثل نہ سمجھتے تھے اس المیزان پر مصطفی رضاخان ابن احمد رضاخان، مختار اشرف جیلانی اور سید محمد مدنی جیسے صف اول کے رضاخانی اکابر کی تائید و تصدیق موجود ہے

ملاحظہ ہو ص 13، 11۔

روح البیان میں فرمایا کہ غیب دو قسم کے ہیں ایک تو وہ جو تجھ سے غائب جیسے کہ عالم ارواح کہ پہلے تو وہاں موجود تھا اور جب تو یہاں آ گیا تو وہ تجھ سے غائب ہو گیا دوسرا وہ۔ جس سے تو غائب یعنی وہ تیرے پاس اور تو اس سے دور جیسے حق تعالیٰ کہ وہ ہماری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ لیکن ہم اس سے دور ہیں۔

یار نزدیک تر از من بمن است ویں عجب تر کہ من از وے دورم

اس آیت کے تین معنی ہیں ایک یہ کہ وہ غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ یعنی حق تعالیٰ کو اور حشر و نشر وغیرہ کو بغیر دیکھے مانتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ وہ غیب یعنی دل سے ایمان لاتے ہیں زبان ظاہر ہے اور دل چھپا ہوا زبان سے تو منافقین بھی ایمان لے آئے تھے مگر وہ قبول نہیں۔ لیکن وہ غیب یعنی دل سے ایمان نہ تھا۔ تیسرے یہ کہ غیب میں یعنی مسلمانوں کے پیچھے بھی ایمان لاتے ہیں منافقین مسلمانوں کے سامنے تو کہہ دیتے تھے کہ ہم ایمان لے آئے مگر آپس میں کافروں سے ملتے تھے تو کہتے تھے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ تو اس میں یہ فرمایا گیا کہ مومن وہ ہے جو کہ ہر حال میں یعنی مسلمانوں کے سامنے بھی اور مسلمانوں کے پیچھے بھی ایماندار ہے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ غائب چیز پر ایمان لانا معتبر ہے نہ کہ ظاہر۔ قرآن پاک کے ظاہری حروف کو مان لینا کہ یہ ایک کتاب ہے عربی زبان کی ہے لاہور میں چھپی ہے فلاں کاغذ پر لکھی گئی ہے یہ ایمان نہیں کیونکہ یہ باتیں بالکل ظاہر ہیں بلکہ قرآن پاک کے چھپے ہوئے وصف پر ایمان لانا ضروری ہے وہ یہ کہ یہ اللہ کی طرف سے آیا ہے حضرت جبریل علیہ السلام لائے ہیں حضور علیہ السلام پر آیا ہے کیونکہ اوصاف ظاہرا" محسوس نہیں ہوتے اسی طرح حضور علیہ السلام کے ظاہری صفات کو مان لینا ایمان نہیں کہ وہ بشر تھے مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے مدینہ منورہ میں قیام فرمایا کھاتے پیتے تھے۔ سیدنا عبد اللہ کے فرزند تھے۔ آمنہ خاتون کے لخت جگر و نور نظر تھے۔ کیونکہ یہ تو ان کے ظاہری اوصاف ہیں ان کے کفار بھی قائل تھے بلکہ حضور پاک علیہ السلام کے چھپے ہوئے اوصاف کو ماننے کا نام ایمان ہے یعنی کہ وہ اللہ کے رسول ہیں اس کے پیارے ہیں تخت و تاج والے ہیں۔ شفیع المذنبین رحمتہ للعلمین ہیں صلی اللہ علیہ وسلم یہ اوصاف ظاہر میں محسوس نہیں اس لئے ان کو ماننا ایمان بالغیب ہو گا۔ وہابیہ اور دیوبندیہ کا حضور علیہ السلام کی بشریت کے پیچھے پڑ جانا محض بے دینی ہے ان کو بشر ماننا ایمان نہیں۔ بلکہ ان کو مصطفیٰ ماننا رحمتہ للعلمین ماننا ایمان ہے اسی لئے کلمہ میں پڑھا جاتا ہے۔ محمد رسول اللہ نہ کہ محمد بشر بلکہ حق تو یہ ہے کہ اللہ کو صرف خالق عالم ماننے کا نام بھی ایمان نہیں کیونکہ اس کا خالق و رزاق وغیرہ ہونا حق ظاہر کے ہے بلکہ اس کو رب محمد رسول اللہ ماننا ایمان ہے اسی لئے حق تعالیٰ نے فرمایا قل ھو اللہ احد جس سے معلوم ہوا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ لائی ہوئی توحید ایمان ہے اور فرمایا و اذ اخذ ربک من بنی ادم من ظھورھم جس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ نے میثاق کے دن ساری اولاد آدم کو اپنی پہچان اس طرح کرائی کہ ہم رب محمد ہیں یہ سب باتیں ایمان بالغیب میں داخل ہیں رب نے اپنی مخلوقات میں غیب و شہادت رکھے ہیں۔ سارا بدن شہادت ہے۔ قلب و روح غیب درخت اور اس کی سبزی شہادت ہے لیکن درخت کا دور س۔ جس کے سوکھ جانے سے درخت خشک ہو جاتا ہے یہ غیب ہے ایسے ہی کائنات کے لئے غیب و شہادت ہے ابلیس نے آدم علیہ السلام کا ظاہر شہادت کی چیز دیکھی یعنی ان کا جسم اور جسم کی ساخت مگر ان کا اندرونی وصف خلافت

لئے کہ وہ اگر ظاہر ہو اور وہ ان کے حقوق کی رعایت نہ کر سکیں تو ان کے لئے یہ فتنہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے حضور کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا تو جو کچھ حضور کے معاملہ سے ظاہر ہو وہ نعمت ہے اور جو چھپا وہ رحمت ہے حضور کے حق میں کیا خوب کہا گیا ہے

"آپ سے اجمل میری آنکھ نے نہ دیکھا اور آپ سے اکمل کسی عورت نے نہ جنا آپ ہر عیب سے پاک پیدا کئے گئے گویا آپ اپنی چاہت کے مطابق پیدا کیے گئے"۔

یہ بھی آپ کی ظاہر صورت کے اعتبار سے کہا گیا ہے اور رہی آپ کی حقیقت تو وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے سردار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا مجھے حقیقۃً میرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا اسی لئے سید التابعین حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور کے اصحاب نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نہ دیکھا مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سایہ تو کہا گیا کہ حضرت ابوبکر صدیق نے بھی سایہ کے علاوہ کچھ نہ دیکھا فرمایا ہاں ابوبکر نے بھی"۔

عارف عیدروس شیخ کبیر عارف باللہ تعالیٰ محمد بن احمد بجلی قدس سرہ کے عالم مشاہدہ سے ایک پر کیف مشاہدہ و واقعہ حاضری نقل کرتے ہیں۔ جس میں شیخ بجلی سے آخر میں یہ منقول ہے:

فسمعت قائلا یقول اذا اشتاقت الملائکۃ المقربون والانبیاء والمرسلون والاولیاء المحبوبون الی رؤیۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ینزل من مقامہ الاعلی عند ربہ الذی لایستطیع النظر الیہ احد فی ھذا المقام فتضاعف انوارھم برؤیتہ وتزکوا احوالھم بمشاھدتہ ویعلو مکانھم ومقاماتھم ببرکتہ ثم یعود الی الرفیق الاعلی الخ (جواہرالبحار جلد ۲، صفحہ ۳۴۹-۳۵۰)

"تو میں نے سنا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے کہ جب فرشتے اور انبیاء اور مرسلین اور اولیاء محبوبین حضور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کا شوق کرتے ہیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے اس قرب خداوندی والے مقام اعلیٰ سے نزول کرتے ہیں جس میں کوئی آپ کی طرف نظر کی طاقت نہیں رکھتا تو حضور کے دیکھنے سے ان کے انوار زیادہ ہوتے ہیں اور حضور کے مشاہدہ سے ان کے حالات کا تزکیہ ہوتا ہے اور حضور کی برکت سے ان کا مکان

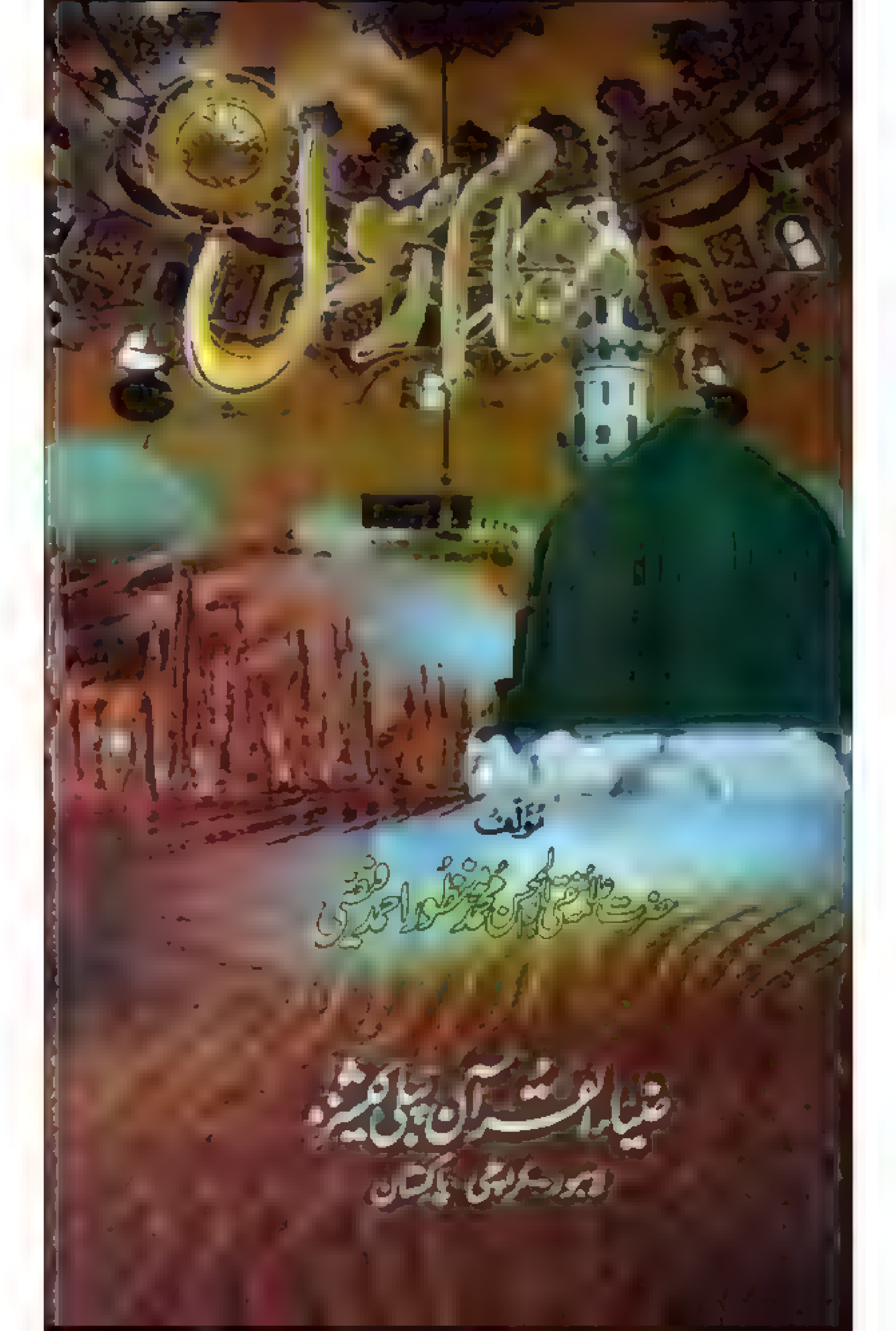
مؤلف
ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور۔ کراچی۔ پاکستان

[illegible]

یا ایھا الذین امنوا ان جاءکم فاسق بنبا فتبینوا ان تصیبوا قوما بجھالۃ فتصبحوا علی ما فعلتم ندمین

فتوحاتِ احناف

مقیاسِ نور

اہل سنت و جماعت احناف کے مقابلہ میں وہابیوں سے چند مناظروں کی روداد

مناظر اسلام مولانا محمد عمر صاحب اچھروی

ناشر

مکتبہ سلطانیہ — مدینہ منزل

۸۰ اے جناح کالونی بسطامی روڈ سمن آباد لاہور

فون ۵۵۷۳۲۵۶

ملنے کا پتہ

صاحبزادہ حافظ [illegible] محمد عمر صاحب

فَسَجَدُوْا اِلَّا اِبْلِیْسَ سب ملائکہ سجدے میں گر گئے مقبول ہو گئے۔ ابلیس کی نظر بشریت پر پڑ گئی، مِنْ رُّوْحِیْ کو چھوڑ دیا مردود ہو گیا۔ مِنْ رُّوْحِیْ کو مدنظر نہ رکھا۔

مخلوق میں سب سے پہلے ابلیس نے نبی اللہ کو بشر کہا

الحجر ۳
قَالَ یٰٓاِبْلِیْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ

اے ابلیس تجھے کیا ہوا کہ تو نے سجدہ کرنے والوں کا ساتھ نہ دیا

تو ابلیس نے جواب دیا۔

قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ

میرے لیے یہ لائق نہیں ہے کہ میں ایسے بشر کو سجدہ کروں جس کو تو نے بجتے ہوئے کیچڑ سے پیدا فرمایا

اللہ تعالٰے نے ابلیس کے اس کہنے کا جواب فرمایا سنیئے۔

فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِیْمٌ وَّاِنَّ عَلَیْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ

اے ابلیس تو نکل جا جنت سے کیونکہ تو مردود ہو گیا ہے۔ اور ضروری تجھ پر قیامت تک لعنت ہے۔

کیوں جناب ابلیس نے بھی وہی الفاظ کہے تھے۔ جو رب العزت نے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق فرمائے تھے۔ رب العزت نے بھی پہلے حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق فرمایا۔ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ اور ابلیس نے بھی وہی جملہ خداوندی دہرایا کہ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ جب تمہارے نزدیک نبی اللہ کو بشر کہنا سنت اللہ ہے۔ تو رب العزت کو تو چاہیے تھا کہ اس کو اس جواب پہ انعام دیتا کہ تو نے میری سنت ادا کی ہے۔ اور تو نے اپنے اللہ کے آگے شرک بھی نہیں کیا۔ تجھے یہ جنت یا اس سے بڑھ کر انعام دیتا ہوں۔ اور نہ ہی ابلیس کو یہ جرأت ہوئی کہ کہتا۔ یا اللہ جو تو نے آدم علیہ السلام کے متعلق کہا تھا۔ میں نے بھی تو وہی جملہ استعمال کیا ہے۔ یہ کوئی گستاخی

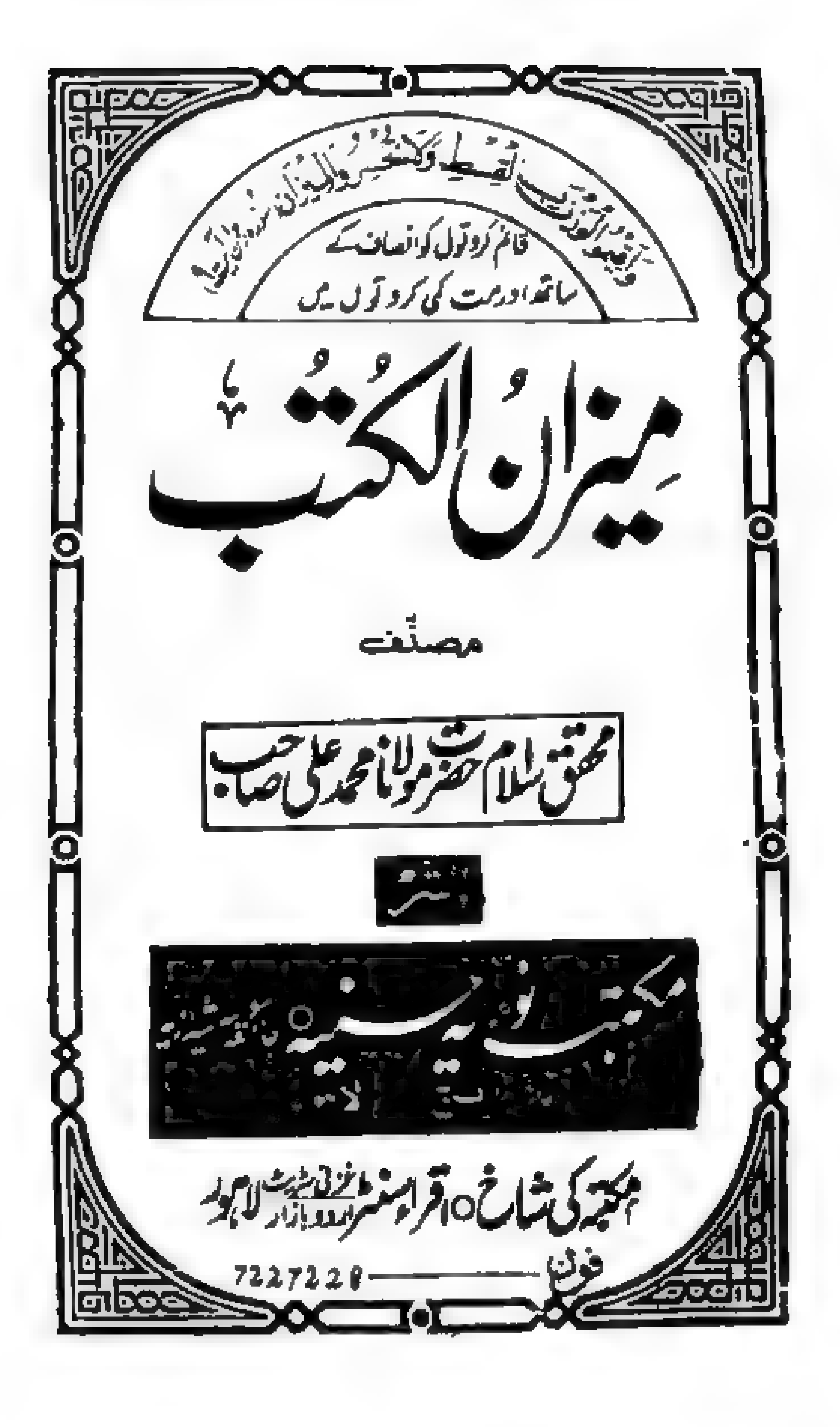

وَأَقِيمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ

قائم کرو تول کو انصاف کے
ساتھ اور مت کی کرو تول میں

میزان الکتب

مصنف

محقق اسلام حضرت مولانا محمد علی صاحب

ناشر

مکتبہ [illegible]

مکتبہ کی شاخ ۱۰ اقرا سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

فون ——— 7227228

چینہ میں داخل نہیں ہوں گا۔ اسی پر کافی عرصہ گزر گیا۔ بسیل نے حج کیا پھر جب حج سے واپس آیا تو اپنے بھائی سے کہنے لگا۔ جس دین کی آپ دعوت دیتے تھے وہ حق ہے۔ پوچھا تجھے اس کا علم کیونکر ہوا۔ کہنے لگا۔ دوران حج میری ملاقات عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی سے ہوئی۔ میں نے اس جیسا کوئی عالم نہیں دیکھا۔ میں نے اُسے تنہائی میں کہا۔ ہم مجوسیوں کی اولاد ہیں۔ اور ہمارا اسلام قبول کرنے کا زمانہ بہت قریب ہے۔ اور میں اپنے گھر والوں کو مختلف مذاہب والے دیکھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بے مثل علم عطا کیا ہے۔ اور میں چاہتا ہوں۔ کہ اپنے اور اللہ کے درمیان تجھے حجت بناؤں۔ اگر تو اپنا پسندیدہ دین مجھے بتا دے۔ تو میں تیری اتباع کروں گا۔ اور تیری تقلید کروں گا۔ تو اس نے میرے سامنے رسول اللہ کی آل کی محبت ظاہر کی۔ اور ان کی تعظیم کا اظہار کیا۔ ان کے دشمنوں سے بیزاری جتائی۔ اور ان کی امامت کا قول کیا۔

لمحہ فکریہ:

عبدالرزاق صاحب مصنف کے تشیع پر اہل سنت و شیعہ دونوں کا اتفاق ہے۔ بلکہ شیعہ تو اسے اپنا عالم کہتے ہیں۔ اور مذکورہ حوالے اپنے تشیع کا خود اقرار کر رہا ہے۔ دشمنان آل رسول سے بیزاری دراصل حضرات صحابہ کرام پر تبرا بازی کے مترادف ہے۔ کیونکہ شیعہ لوگ صحابہ کرام کو آل رسول کا دشمن کہتے ہیں۔ اور عبدالرزاق بھی آل رسول کے دشمنوں سے بیزاری کا عقیدہ ظاہر کر رہا ہے۔ اس لیے ثابت ہوا۔ کہ اس میں شیعیت موجود ہے۔ اور پھر

امامت کو آل رسول میں ہی منحصر کر دینا دراصل ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہم کی خلافت و امامت کا انکار کرنا ہے۔ مسئلہ امامت اور تبرو بازی دو معرکۃ الآراء مسئلے ہیں۔ جن میں عبدالرزاق اہل تشیع کی ہمنوائی کر رہا ہے بہر حال عقائد کے بارے میں کسی شخص کے متعلق فیصلہ کرنا کہ وہ شیعہ ہے یا سنی۔ اس کا طریقہ یہ ہے۔ کہ مختلف فیہ مسائل میں اس کا رویہ دیکھا جائے گا۔ وہ کس کی طرفداری کرتا ہے۔ اور پھر جب شیعہ اُسے اپنا عالم کہیں۔ تو وہ ہم سے اپنے آدمی کو زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ اور جانتے ہیں کہ کس نے کب اور کہاں کہاں تقیہ کا سہارا لیا۔ ہمارے ہاں تو تقیہ سرے سے ہی ناجائز ہے۔ اس لیے ہم اگر کسی شخص سے اہل سنت کے مسلک کے موافق کچھ پاتے ہیں۔ تو ہم اُسے سنی ہی سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ عبدالرزاق صاحب مصنف کو ہمارے علماء نے سنی ہی شمار کیا ہے۔ لیکن جب اس کا تشیع متفق علیہ ہوا۔ تو ایسی عبارات جو شیعیت کی ترجمانی کرتی ہوں۔ وہ ہم اہل سنت پر حجت نہیں ہو سکتیں۔ خلاصہ یہ کہ عبدالرزاق صاحب مصنف کی وہ عبارات جو شیعہ علماء پیش کر کے اہل سنت پر حجت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اُن سے حجت قائم نہیں ہو سکتی۔

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

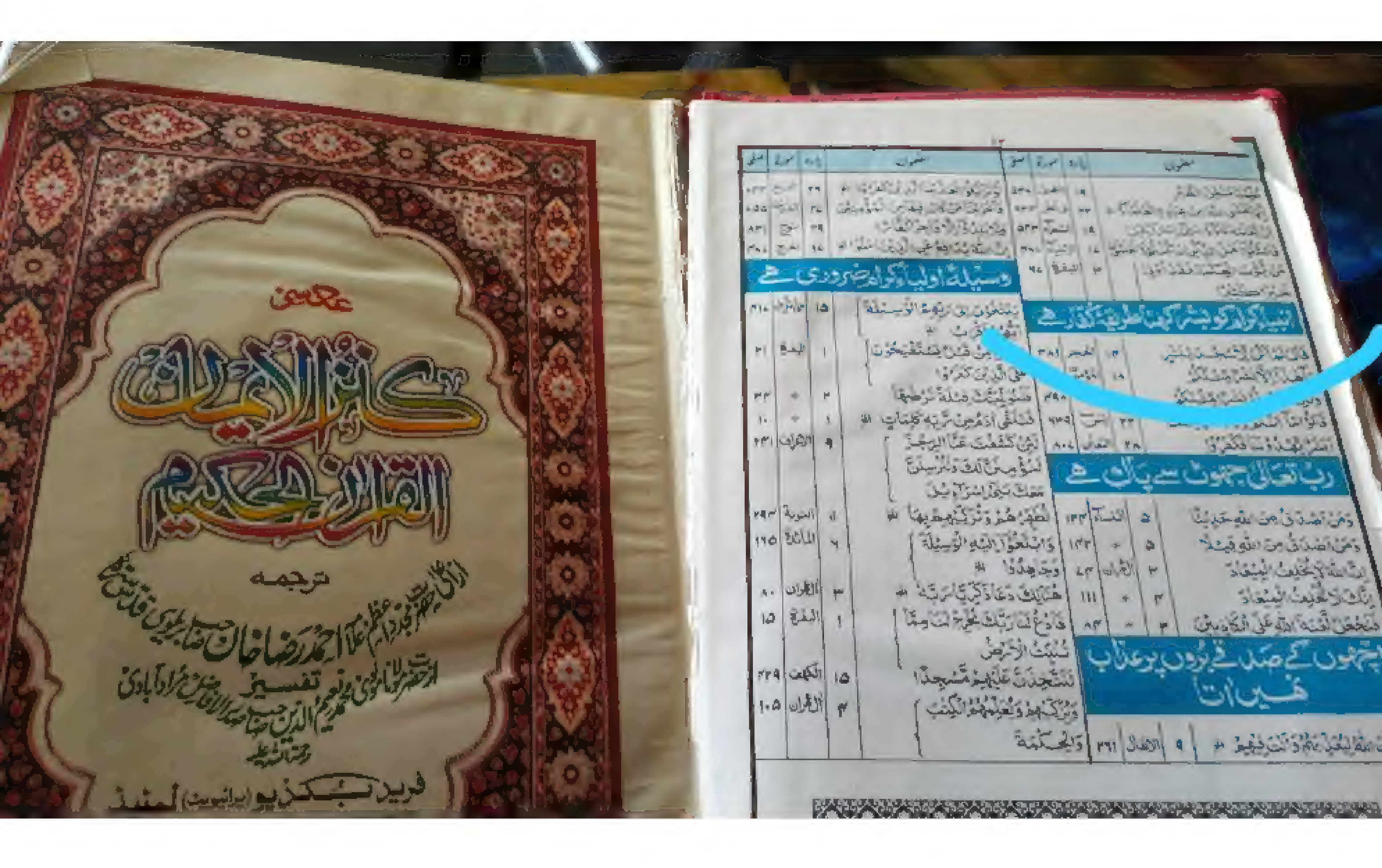

کنز الایمان
القرآن الحکیم
ترجمہ
تفسیر
فرید بک ڈپو (پرائیویٹ) لمیٹڈ
وسیلہ اولیائے کرام ضروری ہے
رب تعالیٰ جھوٹ سے پاک ہے

فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ	۱۷	الانبیآء	۴۶۷
مَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا	۳	البقرۃ	۶۷

انبیاءِ کرام کو بشر کہنا طریقۂ کفار ہے

قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ	۱۴	الحجر	۳۸۱
مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ	۱۸	المؤمنون	۴۹۸
وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ	۱۸	〃	۴۹۸
قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا	۲۲	یٰسٓ	۶۳۹
اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا فَكَفَرُوْا	۲۸	التغابن	۸۰۷

حسن کھاتا ہے جس کے نمک کی قسم
وہ ملیح دل آرا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ذکر سب پھیکے جب تک نہ مذکور ہو
نمکیں حسن والا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

جس کی دو بوند ہیں کوثر و سلسبیل
ہے وہ رحمت کا دریا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

جیسے سب کا خدا ایک ہے ویسے ہی
انکا انکا تمہارا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

قرنوں بدلی رسولوں کی ہوتی رہی
چاند بدلی کا نکلا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیئے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے
پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ملک کونین میں انبیا تاجدار
تاجداروں کا آقا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

لامکاں تک اجالا ہے جس کا وہ ہے
ہر مکاں کا اجالا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سارے اچھوں میں اچھا سمجھئے جسے
ہے اس اچھے سے اچھا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سارے اونچوں میں اونچا سمجھئے جسے
ہے اس اونچے سے اونچا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

انبیا سے کروں عرض کیوں مالکو
کیا نبی ہے تمہارا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

جس نے ٹکڑے کئے ہیں قمر کے وہ ہے
نور وحدت کا ٹکڑا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سب چمک والے اجلوں میں چمکا کئے
اندھے شیشوں میں چمکا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

جس نے مردہ دلوں کو دی عمر ابد
ہے وہ جان مسیحا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

غمزدوں کو رضا مژدہ دیجے کہ ہے
بیکسوں کا سہارا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم